ایضاح الصریح فی

احکام المیت والضریح

از

محمد اسمٰعیل



بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی یحیی و یمیت و هو علی کل شیء قدیر
والصلوة والسلام علی اکرم الخلق محمد البشیر
النذیر الذی بعثه الله الی الناس کافة وسماه
بالسراج المنیر وعلی آله واصحابه الذین فازوا
بنصرة الدین وکبت المشرکین بلسان المناظرة
وسیف التدمیر اما بعد مخفی نماند که درین جزو
زمان شورش اهل بدعت وطغیان نجدی سیده
که در [illegible] ات وعادات ومعاشرات و
معاملات [illegible] سنیه جناب افضل البریات
علیه افضل الـ[illegible] التسلیمات بانواع بدعات
ومنکرات مخلوط گردیده هرچند این خلط قبیح در
اکثر عبادات وعادات راه یافته اما در رسوم
متعلقه باموات انواع شرک و بدعات بوجهی
متراکم گردیده که از سنت سنیه بجز [illegible] اسم باقی
[illegible] اهل آن بحث

سب تعریف ثابت هی خدا کو جو زنده کرتا هی اور
مارتا هی اور وه هر چیز پر قادر هی اور تمامی درود اور
سلام بهترین خلایق یعنی محمد صلے الله علیه وسلم پر جو خوشی سنانے
اور ڈرانیوالے هین بهیجا اونکو الله نے طرف تمام آدمیون کے
اور نام رکها اونکا چراغ روشن اور تمام درود اور سلام اونکے
اولاد اور یارون پر جو پهونچے اپنی مطلب کو بسبب مدد کرنے دین کے
سرنگون کرنے مشرکین کے ساته زبان مناظره اور تیغ هلاک
کرنیوالیکے پس بعد حمد اور صلوة کی پوشیده نهی که اس زمانه مین
غل بدعتیون اور مشرکون کا اس حد کو پهنچا هی که بهت عبادتون اور
چال چلن اور میل کرنا کهانا اور پینا اور لین دین مین سنت
روشن جناب حضرت صلے الله علیه وسلم کی جو که بزرگ دونو جهانکی هین
اونکی درود اور سلام ساته سنت اونکیکے بهانت بهانت کی بدعتین
اور بری باتین ملائی گئی هین حالانکه ملنی برائی کی اکثر عبادتون اور
عادتون مین راه پائی هی اور رسمین متعلقه موتا مین [illegible]
شرک اسطرح کهپی هوئی هین که سنت روشن [illegible]

... دانشمندان ارباب معقول و منقول نقاوه
دودمان افاضل مخدوم مشفقی مکرمی مولوی
تفضل علی صاحب را خواهش تمیز فیما بین السنة و
البدعة در رسوم مذکوره بهم رسید بنا بر علیه از بندهٔ
ضعیف الراجی رحمة الله الجلیل احقر العباد
محمد اسمعیل عفی عنه استفسار انها فرموده پس
بندهٔ ضعیف اجوبهٔ مسائل مستفسره را در ضمن
چند اوراق مفصل و مدلل گردانید و آن را
بایضاح الحق الصریح فی احکام المیت و الضریح
مسمی نموده و آنرا بر یک مقدمه و دو باب
و یک خاتمه مرتب ساخت و ما توفیقی الا بالله
هو حسبی و نعم الوکیل **مقدمه** در بیان حقیقت
بدعت و حکم آن و آن بر دو فصل ست **فصل**
اول در بیان حقیقت بدعت باید دانست که
لفظ بدعت که در حدیث شریف مستعمل گردیده
معنی آن هم از حدیث شریف تحقیق باید کرد زیرا که
مثل مشهور ست تصنیف را مصنف نیکو کند بیان
پس میگوئیم که امام احمد و ابو داود و ترمذی و
ابن ماجه از عرباض بن ساریه رض نقل کرده اند
قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه و سلم
ذات یوم ثم اقبل علینا بوجهه فوعظنا
موعظة بلیغة ذرفت منها العیون و وجلت
القلوب فقال رجل یا رسول الله

برگزیده خاندان اصحاب معقول اور منقول کی اور چنیدہ ہوئے
گھرانی بڑے فاضلوں کے مشفق اور بزرگ میری مولوی
تفضل علی صاحب کو خواہش ہوئی جدا جدا معلوم کرنے سنت اور
بدعت کی درمیان ہی رسمین ذکر کیے گئے ہین باہم ہوئے تبھی
اسلئے اس بندۂ ضعیف امید وار رحمت خدای بزرگ کا
حقیر زیادہ بندون کا محمد اسمعیل عفی عنہ سے دریافت
اس امر کا فرمایا پس بندۂ ضعیف نے جواب مسئلون پوچھے
گئے کا درمیان چند ورقون کی مفصل دلیل سے بیان کیا
اور اوسکا نام **الیضاح الحق الصریح فی احکام المیت**
والضریح رکھا اور اوسکو ایک مقدمہ اور دو باب اور
ایک خاتمہ پر مرتب کیا۔ نہین ہے توفیق مگر ساتھ اللہ کے
وہ ہے بس ہے اچھا کام بنانیوالا **مقدمہ** بیان مین حقیقت
اور حکم بدعت کے اور اسمین دو فصل ہین **فصل اول**
بیان مین حقیقت بدعت کے جاننا چاہیئے کہ جسجگہ
یا جہان کہین کہ لفظ بدعت کا حدیث شریف مین استعمال
ہوا ہی پس معنی اوسکے بہی حدیث شریف ہی سے تحقیق
کرنے چاہیئین اسلیے مثل مشہور ہی کہ مصنف اپنی تصنیف کو
خوب بیان کرتا ہی پس کہتا ہون مین کہ امام احمد اور ابو داود
اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عرباض بن ساریہ رضی سے نقل کیا ہے کہ
کہا عرباض بن ساریہ رض نے **حدیث** کہا نماز پڑہی
ہمارے ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن پہر موہنہ کیا
ہماری طرف پس نصیحت کی ہمکو بہت کہ رونے لگین اوس سے
آنکھین اور ڈر گئی اوس سے دل پس کہا ایک شخص نے ای رسول خدا کے

فان هذه موعظة مودع فاوصنا فقال
اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة
وان كان عبدا حبشيا فانه من يعش منكم
بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي و
سنة الخلفاء الراشدين المهديين
تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ و
اياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة
بدعة وكل بدعة ضلالة وبخاری ومسلم از
حضرت عائشه رضی الله تعالے عنها
نقل کرده اند قالت قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه
فهو رد ونیز بخاری ومسلم از انس ابن مالک
نقل کردند قال جاء ثلثة رهط الی ازواج
النبی صلی الله علیه وسلم یسئلون عن عبادة
النبی صلے الله علیه وسلم فلما اخبروا
بها کانهم تقالوها فقالوا این نحن من النبی
صلے الله علیه وسلم فقد غفر الله له ما تقدم
من ذنبه وما تاخر فقال احدهم اما انا
فاصلی اللیل ابدا وقال الاخر انا اصوم
النهار ابدا ولا افطر وقال الاخر انا
اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا فجاء النبی
صلی الله علیه وسلم الیهم وقال انتم الذین
قلتم کذا وکذا اما والله انی ...

گویا کہ یہہ نصیحت وقت رخصت کی ہی پس وصیت فرمائے
ہمکو پہر فرمایا کہ وصیت کرتا ہون مین تمکو ساتہ ڈرنی کے
اللہ سے اور سننے اور تابعداری کرنی امام کی اگرچہ ہو غلام حبشی
پس تحقیق جو کوئی جیئے گا تم مین سے میری بعد پس قریب ہے
کہ دیکھیگا اختلاف بہت پس لازم پکڑو تم طریقہ میرا اور طریقہ
خلیفون رشد اور ہدایت پانیوالونکا اور سند لو ساتہ اوسکے
اور مضبوط پکڑو اوسکو کچلیون سے اور بچو تم نئی باتون سی پس
تحقیق ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے
اور بخاری اور مسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی نقل
کرتے ہین کہ حدیث کہا حضرت عائشہ نے کہ فرمایا پیغمبر
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے نکالی نئی چیز ہمارے
اس کام مین کہ نہین ہی اوسمین سے پس وہ مردود ہے اور بخاری
اور مسلم حضرت انس ابن مالک سی بہی نقل کرتے ہین —
حدیث کہا انس نے کہ آئی تین شخص طرف بیبیون نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے پوچہتے تہے عبادت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے پس جب خبر
دیگئی اونسے گویا کمتر جانا اوسکو پس کہا کہان ہین ہم
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جیسے تحقیق بخشدیے ہین اللہ نے اونکے
اگلے گناہ اور پچہلے پہر کہا ایکنے اونمین سے مین نماز
پڑہونگا رات بہر ہمیشہ اور کہا دوسرے نے مین روزہ رکہونگا
ہمیشہ اور نہ افطار کرونگا اور کہا تیسرے نے مین الگ ہونگا
عورتون سے پس نہین نکاح کرونگا کبہی پس آئے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم طرف اونکی پہر فرمایا تم وہی ہو کہ کہا تہا تمنے
ایسا ایسا خبردار رہو تم قسم خدا کے تحقیق مین

یا نظیر او در زمان ثلثہ بوجود آمدہ باشد ملحق
بالسنۃ و دلیل برین آنست کہ ما ممنوع ایم از
اتباع محدثات بحکم ایاکم ومحدثات الامور کہ در حدیث
مرقومۃ الصدر واقع گردیدہ و ماموریم باتباع امور مسطور
بحکم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
المھدیین کہ در ہمان حدیث واقع گردیدہ و
بحکم انچہ ترمذی از عبداللہ بن عمر روایت کردہ
قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل
حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم
من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع
ذلک وان بنی اسرائیل تفرقوا علی ثنتین
وسبعین فرقۃ وستفترق امتی علی ثلث
وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ
قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ
واصحابی ونیز محدثات الامور شر است بحکم
شر الامور محدثاتھا کہ در حدیث مرقوم
الصدر واقع گردیدہ و قرون ثلثہ خیر اند
بحکم انچہ بخاری ومسلم از عمران بن حصین روایت
کردہ اند قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین
یلونھم ثم ان بعدھم قوما یشھدون
ولا یستشھدون ویخونون ولا یؤتمنون

یا مثل اوسکی تینون قرنون مین موجود رہی ہو وہ ملحق بالسنۃ
ہے اور دلیل اسپر یہ ہی کہ ہمکو ممانعت ہی پیروی محدثات سے
بموجب اس حکم کے کہ بچو تم نئے کامون سی کہ حدیث اوپر والے
مین واقع ہی اور حکم کئی گئی ہین ہم ساتھ پیروی کامون لکھے گئے
کے بحکم حدیث کی حدیث لازم پکڑو تم سنت میری کو اور سنت
خلیفون رشد اور ہدایت پانیوالونکو کہ وہی حدیث مین
واقع ہوا ہی اور بحکم اوسکی کہ جو ترمذی نی عبداللہ بن عمر سی
روایت کی ہی کہ حدیث کہا ابن عمر نے کہ فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نی البتہ آویگا زمانہ اوپر امت میری کی جیسا کہ
آیا اوپر بنی اسرائیل کی برابر آنا جوتیکا ساتھ جوتیکے یہانتک
کہ اگر تھا اونمین سی کوئی آیا یا اپنی کو علے الاعلان البتہ
ہوگا بیچ امت میری کی بہی کوئی شخص کریگا ایسا اور تحقیق
بنی اسرائیل متفرق ہوی بہتر مذہبون مین اور متفرق ہو گے
امت میری اوپر تہتر مذہبون کی سبکے سب دوزخی ہین
لیکن ایک مذہب یعنے صحابہ میرے کہا لوگون نی کیا ہی وہ
ای رسول اللہ کے فرمایا وہ چیز کہ مین اوسپر ہون اور یار
میری اور یہہ بہی ہے کہ نئے کام بُری ہین بحکم اسکے کہ بدترین
کامون کی نئی نکالی ہوی اونکی ہینگے کہ حدیث اوپر والے
مین واقع ہے زمانہ تین بہتر ہین بحکم اسکی کہ بخاری اور مسلم
نے عمران بن حصین سی روایت کی ہی کہ حدیث کہا عمران
نی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ بہترین امت میری زمانہ
میری کی ہی پہر وہ لوگ جو متصل مین انکی پہر وہ لوگ جو متصل ہین انکے
پہر تحقیق بعد انکی ایک لوگ ہین کہ گواہی دینگی اور طلب گواہی کئے جاوینگے

ویندرون ولا یوفون ویظهر فیهم
السمن پس محدث غیر سنت اصلیه وغیر ملحق
بالسنة باشد ومراد بوجود آن شی یا نظیر او
در زمان آنجناب آنست که آنجناب آن عمل
کرده باشند یا امر فرموده باشند و یا کسی دیگر
در آن زمان عمل کرده باشد و آنجناب با وجود
اطلاع بر آن انکار نفرموده باشند و دلیل
بر آن آنست که همه اهل اسلام اجماع دارند
بر اینکه هر سه اقسام مذکوره در سنت مندرج است
ومراد از وجود آن چیز یا نظیر او در قرون ثلثه آنست
که در قرنی از قرون مذکوره بلا نکیر تعامل
بر آن جاری شده باشد و بی رد و قدح
رواج یافته باشد نه آنکه کسی او را بطریق ندرت
بعمل آورده باشد یا رد و انکار بر فاعلین آن
اگرچه جم غفیر باشند متوجه شده باشد که امثال
این امور اصلا از محدثات خارج نیست و دلیل
برین آنست که مراد از کلمه ما در حدیث ما انا
علیه واصحابی اخلاق و سیرت صحابه بحکم
آنچه رزین از ابن مسعود روایت کرده است
انه قال من کان مستنا فلیستن بمن
قد مات فان الحی لا یومن علیه الفتنة
اولئک اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم کانوا
افضل هذه الامة وابرها قلوبا واعمقها

اور نہ رہا نہین گے اور نہ وفا کرینگے اور ظاہر ہوگی اونمین فربہی
پس محدث سواے سنت اصلیہ اور سواے ملحق بالسنہ کے ہے
اور مراد موجود ہونے اوس چیز سے یا مثل اوسکی سے زمانۂ پیغمبر
خدا مین یہ ہے کہ آپنے اوسپر عمل کیا ہو یا حکم فرمایا ہو یا کسی اور
شخص نے اوس زمانہ مین عمل کیا ہو اور آپنے باوجود اطلاع کے
اوسپر انکار نہ فرمایا ہو اور دلیل اسپر یہہ ہی کہ سب مسلمان
اتفاق رکھتے ہین اسپر کہ یہہ تینون قسمین جو ذکر کی گئی
ہین سنت مین داخل ہین اور مراد موجود ہونے ایک چیز
یا مثل اوسکی سے قرون ثلثہ مین یہ ہے کہ کسی زمانہ مین
زمانون مذکور سے بلا انکار عمل در آمد اوسپر جاری ہوا ہو
اور بے رد اور قدح کے رواج پکڑا ہو نہ یہہ کہ کوئی اوسکو
بطریق نادر کے عمل مین لایا ہو یا اوسکی کرنیوالون پر انکار
اور رد کیا ہو اگرچہ بہت لوگ موجود ہوے ہون کہ مثل
ان کامون کے جن پر رد اور انکار ہوا ہو ہرگز محدثات
سے باہر نہین ہین اور دلیل اسپر یہہ ہے کہ مراد کلمہ ما
سے بیچ حدیث ما انا علیه واصحابی کے خوے نیک اور سیرت
نیک صحابہ کے ہے بحکم اوسکے کہ رزین نے ابن مسعود سے
روایت کی ہے کہ حدیث تحقیق اوسنے کہا ہے کہ جو
کوئی ہو طریقہ پکڑنے والا پس چاہیئے کہ طریقہ پکڑے
اوسکا جو مر چکا ہو پس تحقیق زندہ نہین ہے بے خوف
فتنہ سے اور و [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہین کہ تھے بہتر [illegible] ت کے اور نیک زیادہ
[illegible] ون کے او [illegible] علم مین ۔ ÷ ÷

علما واقلها تكلفا اختارهم الله تعالى
لصحبة نبيه ولاقامة دينه فاعرفوا
لهم فضلهم واتبعوهم على اثرهم و
تمسكوا بها ما استطعتم من اخلاقهم
وسيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم
ومتبادر از لفظ سیرت که مضاف بقومی باشد
همین ست که آن سیرت در ایشان مروج باشد
نه آنکه کسی از ایشان بطریق ندرت بر آن
سیرت باشد یا آنکه طعن و ملامت ایشان
بر صاحب آن سیرت متوجه شده باشد مثلا خوردن
گوشت خام اہل عرف سیرت اہل ہند نمیگویند
ہرچند بعضے از ایشان بطریق ندرت خورده
باشند بخلاف اہل حبش که خوردن گوشت
مذکور در ایشان مروج ست لہذا ات
در عرف از سیرت ایشان شمرده
بحکم آنکه لفظ اصحابی جمع مکسر
بیای متکلم که آن معرفه ست
بسوی معرفه مفید استغراق
بخاری و مسلم از ابن مسعو
تعلیم تشہد نقل کرده اند که
وسلم فرموده فاذا
الله الصالحین
فی السماء والارض

علم مین اور کمتر بناوٹ مین پسند کیا تہا اونکو اللہ تعالی نی
واسطے صحبت نبی اپنی کے اور واسطے قایم کرنے دین اپنے
کے پس جانو بزرگی اونکی اور چلو اونکے قدمون پہ
اور ہمتسک پکڑو جہانتک ہو سکے اونکی نیک خو اور نیک
خصلتون سی پس تحقیق تہی وہ اوپر راہ سیدہی کے
اور سمجہا جاتا ہے لفظ سیرت سی کہ مضاف ساتہہ کسو
کے ہو یہہ ہے کہ وہ خصلت اونمین مروج
کوئی اونمین سے بطریق نادر اوس خصلہ
کہ طعن اور ملامتین اونکی اوس خص
ہوتی ہون مثلا کہا ۔ گوش
مین خصا

مستفاد گردیده که کلمه عباد الله مفید استغراق
است پس کلمه صحابی هم مفید استغراق باشد
واستغراق حقیقی در ما نحن فیه باینصورت
متحقق خواهد شد که جمیع صحابه برآن سیرت
باشند واستغراق عرفی باین وجه خواهد شد
که اکثر از ایشان برآن باشند و باقی ساکت
از انکار ورد و همین معنی را رواج میگویند
ونیز از کلمه خیر امتی قرنی که در حدیث سابق
... همین معنی مستفاد میگردد وجه از
... قرنی از قرون در عرف
مروجهٔ آن
ها از

یہہ فائدہ نکلا کہ کلمہ عباد اللہ استغراق کا فائدہ دیتا ہی
پس کلمہ صحابی بہی مفید استغراق کو ہوگا اور استغراق
حقیقی جسمین ہم ہین اسطرح ثابت ہوگا کہ سب صحابہ اوس
خصلت پر ہون اور استغراق عرفی اسطرح ہوگا کہ
اکثر اونمین سی اوسپر ہون اور باقی خموش ہون انکار
اور اعتراض سی اور اسی مضمون کو رواج کہتے ہین
اور کلمہ خیر امتی قرنی سی بہی کہ پہلے حدیث مین واقع
ہے یہی معنے معلوم ہوتے ہین اسلئے کہ بہلائی کے
نسبت کرنے سے طرف کسی زمانہ کے زمانون سے
محاورہ مشہور مین یہی سمجہا جاتا ہے کہ رسمین مروج
اوس زمانہ کی اچہی ہون نہ یہہ کہ ہر کام ہر شخص کا
اشخاص اوس زمانہ سے اچہا ہو مثلا اگر کوئی کہی کہ
دہلی والی شاہجہان آباد کے زمانہ محمد شاہ بادشاہ مین
فضول خرچ تہے تو اہل ... اورہ اوس سی یہی معنے
ہین گئے کہ رسمین مروج اونکی شادی اور غمنے
نے اور پہننے اور آراستگی مکان مین متضمن
کے تہین گو کہ بعض اونمین سے بہت کم
مذکورہ سے بہی پرہیز کرتے ہون
زمینداروں سے کہ رہنا شہر کا
رسمون سے بچتے ہون اور
نے کے طعنے اور ملامتین
ون پر علیہ ہوتے ہون چنانچہ

نظہر الکذب کہ در روایت نسائی در حدیث
مذکور واقع گردیدہ بران معنی دلالت صریحہ
میدارد چہ ثم یوجد الکذب در مقام ثم یظہر
الکذب فرمودہ اند پس ازین کلمہ صریح مستفاد
می شود کہ امتیاز قرون ثلثہ از سایر قرون
بعدم ظہور کذب ست دران نہ بعدم تحقق
آن و نیز بحکم فتوی رئیس العلما حضرت شاہ
عبد العزیز صاحب قدس سرہ کہ استمداد
را بمعنی طلب دعا از اموات از جنس بدعات
شمردہ اند باوجود آنچہ صاحب استیعاب روایت
کردہ کہ در زمان حضرت عمر رض اعرابی طلب
دعاء استسقاء از مزار مبارک جناب رسالت
مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نمودہ پس باوجود
تحقق این امر مذکور دران قرن بنا بر آنکہ
مروج دران قرن نگردیدہ از بدعات شمردہ اند
بالجملہ خلاصہ مفہوم محدث اینست کہ ہر چیز یکہ
در زمان برکت نشان جناب رسالت مآب
علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ خود آنچیز بوجود آمدہ باشد
و نہ نظیر آن و در قرون ثلثہ نہ خود آن چیز
بلا نکیر مروج گشتہ و نہ نظیر آن پس ہمان چیز
محدث ست و ہمین معنی در ذہن محفوظ باید داشت
ہر جا کہ درین اوراق لفظ محدث مستعمل خواہد
گردید ہمین معنی مراد خواہد بود اما تحقیق مفہوم

نیظہر فیہم الکذب کہ روایت نسائی مین بیچ حدیث مذکور
کے واقع ہے اس مضمون پر صریح دلالت کرتا ہی اسلیے
کہ ثم یوجد الکذب کیجگہہ بجای ثم یظہر الکذب نہین فرمایا
پس اس کلمہ سی صریح معلوم ہوا کہ مختار ہونا قرون
ثلثہ کا تمام زمانون سے بہ سبب ظاہر نہونے جہوٹ کے
ہے اونمین نہ اس سبب سے کہ جہوٹ اونمین پایا ہی
نہین گیا اور بحکم فتوے سردار علماؤن کے حضرت
شاہ عبد العزیز صاحب کے کہ مدد چاہنے یعنے
دعا طلب کرنے مردون سے قسم بدعت سے گنا ہے
باوجود اسکے کہ صاحب کتاب استیعاب نی روایت کیا ہے
کہ بیچ زمانہ حضرت عمر رض کے ایک اعرابی نی دعاے
استسقا مزار مبارک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم طلب کی ہی
پس باوجود پائے جانے اس کام کے اوس زمانہ مین
اس سبب سے کہ مروج اُس زمانہ مین نہ تہا بدعتون سے
گنا ہے حاصل کلام خلاصہ مضمون محدث کا یہہ ہے کہ
جو چیز زمانہ برکت نشان رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم
مین نہ آپ وہ چیز موجود ہوی ہو نہ مثل اوسکی اور
قرون ثلثہ مین نہ آپ وہ چیز بلا انکار مروج ہوئی ہو
نہ مثل اوسکی پس وہ چیز محدث ہے اور یہہ مضمون
ذہن مین نگاہ رکہنا چاہیے جسجگہہ اس کتاب
مین لفظ محدث بولا جاوے گا یہی مراد
ہوں گے لیکن تحقیق سمجہا جاتا۔

کلمهٔ ثانیه یعنی لفظ امور پس باید دانست که مراد از امور
درینمقام امر دین ست چنانچه کلمهٔ امرنا در حدیث
مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ بران دلالت
میدارد و نیز اگر امریکه مزید اختصاص با نبیا
علیهم السلام میدارد امر دین ست و نیز آنچه
مسلم از رافع بن خدیج نقل کرده که پیغمبر خدا
صلے الله علیه وسلم فرمودند انما انا بشر اذا
اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِنْ اَمْرِ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا
اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِنْ رَأْیِیْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ دلالت
میدارد برانیکه اتباع سیرت سلف در غیر امر
دین واجب نیست پس احداث دران ممنوع
نباشد وحال آنکه مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ را
شر فرموده اند پس لابد مراد از لفظ امور
درینمقام امر دین باشد و مراد از امر دین
چیزیست که احکام شارع بدان متعلق
میتوانند شد بحکم اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِنْ اَمْرِ
دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وامر دین بمعنی مذکور
باستقرا منحصرست در عقاید حقه و اخلاق
حمیده و مقامات و حالات و واردات
قلبیه و اقوال لسانیه و افعال جسمانیه خواه
از جنس عبادات باشد خواه از جنس عادات
خواه از جنس معاملات چه امر شارع متوجه
[illegible]

کلمہ دوسرے یعنے لفظ امور کا پس جاننا چاہیئے کہ
مراد امور یعنے کاموں سے اسجگہہ کام دین کے مراد
ہین جیسا کہ کلمہ امرنا اس حدیث مین کہ جسنے نئی
بات نکالی بیچ اس کام ہمارے کے کہ نہین ہے وہ
اوسمین سے پس وہ مردود ہے اسپر دلالت کرتا ہے
اسلیئے کہ جو کام بہت خصوصیت نبیون سے
رکھتا ہے وہ کام دین ہے اور بہی جو کچھہ مسلم نے
رافع بن خدیج سی نقل کیا ہے کہ فرمایا....
پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم نے سوا اسکے نہین کہ
مین آدمی ہون جب حکم کرون تمکو کسے چیز کا کام دین
تمہارے سے پس لو اوسکو اور جب حکم کرون تمکو کچھہ اپنی رائے
سے پس سوا اسکے نہین کہ مین آدمی ہون دلالت کرتا ہے
اسپر کہ پیروی سیرت پہلون کی سوا کام دین کے
واجب نہین ہے پس احداث اوسمین منع نہوگا اور حال یہہ ہے
کہ محدثات امور کو شر فرمایا ہے پس بالضرور مراد
لفظ امور سے اسجگہہ امر دین ہوگا اور مراد امر دین سے
وہ چیز ہے کہ احکام خدا و رسول اوس سے متعلق ہوسکتے
ہون بحکم اس حدیث کی کہ جب حکم کرون تمکو کچھہ امر دین
تمہارے سے پس لو اوسکو اور امر دین ان معنون مذکور مین تیلا
گہیر گیا ہے عقیدے سچ اور اخلاق نیک اور مقامون اور
احوال اور واردات دلی اور باتون زبانی اور کامون جسمانی
مین خواہ قسم عبادت سی ہون خواہ قسم عادت سی خواہ قسم
معاملات سی ایسی کہ حکم شارع متوجہ ہوتا ہے ساتہہ راستگی آدمی کے

پس اصلاح ظاہر وحاصل میشود باصلاح عبادات
وعادات ومعاملات که مرجع آن همه افعال و
اقوال اختیاریه ست واصلاح باطن وحاصل
میگردد بتکمیل عقل وتحصیل عقاید حقه وتخلیه قلب
از اخلاق رزیله وتحلیه آن باخلاق حمیده وتنویر
آن بانوار مقامات عالیه واردات غیبیه حالات
قدسیه ومراد از احکام شارع درینمقام احکام
سمعیه ست یعنی احکامیکه بدون اعلام شارع
اطلاع بر آن متصور نیست وعقل محض را دران
مدخل نه ودلیل برین نست که در شق ثانی حدیث
مسطور فرموده اند وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي
پس معلوم شد که مراد در شق اول که مقابل آنست
همین ست که رای را دران دخل نباشد احکام
سمعیه بمعنی مسطور دو قسم ست اول آنکه
چیزے را از امور مذکوره طلب نمایند وبتحصیل
آن ترغیب کنند ویا باجتناب ازان امر
فرمایند وتنفیر از آن بعمل آرند باینوجه که فلان
عقیده از ضروریات اصل دین ست یا تکملات
آن یا از مضرات اصل دین ست یا منقصات
آن مثلا عقیده توحید از ضروریات اصل
دین ست بحکم آیات متواتره وعقیده اثبات
قدر از تکملات دین ست بحکم احادیث متواتره

پس آراستگی ظاہر اوسکی حاصل ہوتی ہی ساتھہ آراستہ
کرنے عبادتون اور عادتون اور معاملون کی کہ انجام
ان سبکا کام اور باتین اختیاری ہین اور آراستگی
باطن اوسکی حاصل ہوتی ہی ساتھہ پورا کرنے عقل اور
حاصل کرنے عقیدون برحق اور خالی کرنے دل کے
اخلاق بُرون سی اور آراستہ کرنے اوسکی اخلاق نیک سی
اور منور کرنے اوسکے ساتہ نورون مقامات بلند اور
واردات غیبی اور حالات قدسیہ کے اور مراد احکام
شارع سی اسجگہہ احکام سمعی ہین یعنے وہ حکم کہ بدون معلوم
کرانی شارع کے اطلاع اونپر نہین ہوسکتے اور نری عقل کو
اوسمین دخل نہین ہی اور دلیل اسپر یہہ ہے کہ بیچ شق
دوسری حدیث مذکور کے فرمایا ہے کہ جب حکم کرون تمکو
کچھہ اپنی رای سی پس معلوم ہوا کہ مراد پہلے شق مین کہ
مقابل اوسکی ہے یہہ ہے کہ رای کو اوسمین دخل نہوا اور
احکام سمعی ان معنون مین دو قسم پر ہین اول یہہ کہ
کسی چیز کو کامون ذکر کی گئی سی طلب کرین اور اوسکی
حاصل کرنیمین رغبت دلاوین یا پرہیز کرنیکا اوس کام سی حکم
کرین اور اوس سی نفرت دلاوین اسطرح پر کہ فلانا عقیدہ
ضروریات اصل دین سی ہی کامل کرنیوالا دین کا یا ضرر
پہونچانیوالا اصل دین مین ہے یا ناقص کرنیوالا ہے دین کا مثلاً
عقیدہ واحد جاننے خدا کا ضروریات اصل دین سے
ہے بحکم آیتون متواتر کے اور عقیدہ اثبات تقدیر کا
کامل کرنیوالا دین کا ہے بحکم حدیثون متواتر کے

وعقیدہ شرک و انکار قدر از مضرات اصل
دین ست ومنقصات آن بحکم آیات و
احادیث مذکورہ یا باینوجہ کہ فلان خلق
محمود ست شرعًا یا مذموم یعنی صاحب آن
خلق محل نزول الرحمت حق ست یا مورد
لعن او تعالی مثلا رحیم القلب محل نزول
رحمت الٰہیہ ست بحکم حدیث الراحمون
یرحمهم الرحمن الخ کہ در مشکوٰۃ ست وقاسی
القلب مورد لعن بحکم حدیث ان ابعد
الناس من اللہ القلب القاسی کہ در مشکوٰۃ
واقع ست یا باین وجہ کہ فلان مقام
موجب حصول قرب حضرت حق ست
یا مورث بُعد از آنحضرت یعنی موجب ازدیاد
وجاہت عند اللہ ست یا مورث عدم
مبالات آنجناب بہ نسبت صاحب المقام
مثلا متوکل صاحب وجاہت ست عند اللہ
بحکم کریمہ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ
وبحکم حدیث یدخل الجنۃ من امتی سبعون
الفا بغیر حساب ھم الذین لا یسترقون
ولا یتطیرون وھم علی ربھم یتوکلون
کہ در مشکوٰۃ واقع ست وحریص بر تتبع اسباب
[illegible] محقر ومهان بحکم حدیث من اتبع
قلبه الشعب کلها لم یبال اللہ بای وادٍ

اور عقیدہ شرک اور انکار تقدیر کا ضرر پہونچانیوالا اصل
دین مین ہی اور ناقص کرنیوالا اوسکا بحکم آیتون اور حدیثون
مذکور کے یا اسطرح پر کہ فلانا خلق اچھا ہے از روی شرع کے
یا برا ہے یعنے اس خلق والا جگہہ نزول رحمت الٰہی کا ہے
یا جگہہ اوترنے لعنت خدا کا مثلا رحیم دل جگہہ نزول رحمت
الٰہی ہے بحکم حدیث کے کہ رحم کرنیوالے آدمی پر حقتعالے
رحم کرتا ہے یہہ پوری حدیث مشکوٰۃ مین ہے اور
سخت دل جگہہ اوترنے لعنت کا ہی بحکم حدیث کے کہ
تحقیق دور زیادہ آدمیون کا اللہ سے سخت دل ہی مشکوٰۃ
مین واقع ہے یا اسطرح کہ فلانا مقام سبب حاصل ہونے
نزدیکے حقتعالے کا ہے یا باعث دورے کا اوس جناب
سے یعنی سبب زیادتی وجاہت کا ہی نزدیک اللہ کے
یا باعث بی پروائی کا حق تعالے کے ہے بہ نسبت
اوس مقام والے کے مثلا متوکل صاحب وجاہت ہے
نزدیک اللہ کے بحکم آیہ کریمہ کے کہ جو توکل کرے اللہ
پس وہ کافی ہے اوسکو ۔ اور بحکم حدیث کے
داخل ہونگے جنت مین امت میرے سے ستر ہزار
بحساب وہ ایسے لوگ ہین کہ نہ منتر پڑہواتے ہین
اور نہ شگون لیتے ہین اور اپنے خدا پر بہروسا کرتے
ہین ۔ کہ مشکوٰۃ مین واقع ہے اور حرص کرنیوالا
بسبب تلاش کرنے اسباب خیال کیئے گئے کے ذلیل
اور خوا[illegible] ہے بحکم حدیث کے کہ جو کوئی [illegible] پیروی کرے
دل اوسکا ہر شاخونکی نہین پرواہ رکہتا خدا اسکے کہ کس

کہ در مشکوٰۃ واقع ست یا باین وجہ
فلان کار جالب رضاے حضرت حق ست
یا باعث سخط او تعالے مثلاً تفرد یکہ عبارت
از انقطاع علایق ماسوی اللہ ست و دربارۂ
مودت و محبت جالب رضاے حق ست بحکم کریمہ
لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ
كَانُوا اٰبَاءَهُمْ اَوْ اَبْنَاءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ
اَوْ عَشِيرَتَهُمْ اُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ
الْاِيمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
و موالات اعدا حضرت حق باعث سخط او تعالےٰ
بحکم کریمہ تَرٰى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ
كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ
سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ یا باین وجہ کہ فلان حال
مستتبع حصول توجہ خاص است از جناب او
تعالیٰ یا مستلزم انقطاع آن مثلاً حال توبہ مستتبع حصول توجہ
خاص ست از جناب او تعالےٰ بحکم حدیث اللہ اشد
فرحا بتوبۃ عبدہ حین یتوب الیہ من احدکم کان
راحلتہ بارض فلات فانفلتت منہ وعلیہا طعامہ
وشرابہ فأیس منہا فاتی شجرۃ فاضطجع فی ظلہا
قد أیس من راحلتہ فبینا ہو کذلک اذ ہو

ہے بات جسکو کہ مشکوٰۃ مین واقع ہے یا اسطرح پر
کہ فلانی بات جو دلمین پیدا ہو سبب رضامندی حضرت
حق ہے یا باعث غضب حقتعالیٰ کے مثلاً جو تنہائی کہ معنی اسکے
قطع کرنا تعلقات کا ماسوا خدا سے باب دوستی اور محبت
مین باعث رضا حق تعالیٰ کی ہی بحکم آیۃ کریمہ کے ـ
نہ پاویگا تو اوس قوم کو کہ ایمان لائی ہین ساتھ اللہ کے
اور دن آخرت کے کہ دوست رکھتی ہون دشمنون
خدا اور رسول کو اگرچہ ہون باپ اونکے یا بیٹے اونکے
یا بہائی اونکی یا کنبے والے اونکی یہہ لوگ ہین کہ لکھدیا
اللہ نے انکے دلونمین ایمان اور مدد کی اونکے روح اپنے
سے اور داخل کریگا اونکو باغون مین کہ بہتے ہین نیچے
اوسکے نہرین ہمیشہ رہین گے اوسمین راضی ہوا اللہ اونسے
اور راضی ہوی وہ اللہ سے اور دوستی مخالفون حقتعالےٰ
کے باعث غضب الٰہی ہے بحکم آیۃ کریمہ کے ـ اور دیکھیگا
تو بہتون کو اونمین سی کہ دوستی رکھتی ہین کافرون سے
البتہ بُرا ہے جو کچھ آگے بہیجا اپنے لئے اونہون نے یہہ کہ
غضب ہوا اللہ اونپر ـ یا اسطرح پر کہ فلانا حال باعث حاصل
ہونے توجہ خاص حضرت حق کا ہے یا لازم کرنیوالا ہی
اوسکے انقطاع کا مثلاً حال توبہ کا کہ سبب حاصل کرنی
توجہ خاص جناب باری کا ہے بحکم حدیث کے کہ اللہ
بہت زیادہ خوش ہوتا ہے توبہ کرنے بندے اپنے سے جبکہ
رجوع کرتا ہے طرف اوسکی بہ نسبت ایک تمہارے کے کہ ہو سوار
اوسکی زمین سنگستان مین پس گم ہوگئی ہو اوس سے اور ہو اوپر

بها قائمة عنده فاخذ بخطامها ثم قال
من شدة الفرح اللهم انت عبدی وانا ربك
اخطاء من شدة الفرح که در مشکوة واقع
شده ست ومداهنت فی الدین که ملقب
بصلح کل ست مستلزم انقطاع توجه حضرت
حق بحکم حدیث قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اوحى الله الى جبرئيل ان اقلب مدينة
كذا وكذا باهلها فقال يارب ان فيهم عبدك
فلانا لم يعصك طرفة عين قال فقال
اقلبها عليه وعليهم فان وجهه لم يتمعر
فی ساعة که در مشکوة واقع ست یا باین وجه
که فلان عبادت سبب علو درجات جنت است
یا فلان معصیت علت سقوط در درکات
نار مثلا جهاد سبب علو درجات جنت ست بحکم آیه
وفضل الله المجاهدين على القاعدين
اجرا عظيما درجات منه وقتل مومن علت
سقوط در درکات نار بحکم کریمه ومن يقتل
مومنا متعمدا فجزاؤه جهنم خلدا فيها
یا باینوجه که فلان عادت عند الله مستحسن است
وفلان مستهجن مثلا مراعات عدد وتر در استعمال
خوشبو وامثال آن مستحسن ست بحکم حدیث
ومن استجمر فليوتر من فعل فقد احسن
ومن لا فلا حرج که در مشکوة واقع ست

آگہری ہوئی اوسکی پاس پس پکڑے مہار اوسکی پھر کہا
ماری خوشی کی یا اللہ تو بندہ ہی میرا اور مین ہون رب
تیرا چوک گیا ماری خوشی کی۔ مشکوة مین واقع ہے
اور سستے دین مین کہ لقب کی گئی ساتھ صلح کل کے ہی
سبب منقطع ہونے توجہ پروردگار کا ہے بحکم حدیث کے
حدیث فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ وحی کے
اللہ نے طرف جبرئیل کے کہ اولٹ دے شہر ایسے اور ایسے کو
معہ رہنے والون اوسکے کے پس کہا ای پروردگار تحقیق
اوسمین بندہ تیرا فلانا ہے کہ نہین گناہ کیا تیرا کسی دم
کہا کہ پس فرمایا کہ اولٹ دی اوپر اوسکے اور اوپر اونکی
پس بتحقیق موہنہ اوسکا نہین متغیر ہوا میری واسطے کسی وقت
مشکوة مین ہی یا اسطرح پر کہ فلانی عبادت سبب بلندی
درجات جنت ہے یا فلانا گناہ سبب گرنی کا درکات
دوزخ مین ہے مثلا جہاد سبب بلندی درجات جنت ہے
بحکم آیت کریمہ ۔ اور بزرگی دی ہی اللہ نی جہاد کرنیوالون کو
اوپر بیٹھنے والون کے نیگ بڑا درجی اوس سے ۔ اور مار ڈالنا
مسلمان کا باعث گرنی درکات دوزخ کا ہے بحکم آیۃ کے
اور جو کوئی قتل کری مسلمانکو جانکر پس بدلا اوسکا دوزخ
ہے ہمیشہ رہیگا اوسمین یا اسطرح پر کہ فلانی عادت نزدیک اللہ
کے نیک ہے اور فلانی عادت بد ہے مثلا رعایت گننے
وتر کے استعمال خوشبو وغیرہ مین اور رہا ستدہ اوسکی نیک ہے
بحکم حدیث کے حدیث اور جو کوئی خوشبو لگائی چاہیئے
بعدد وتر لگائی جسنی کیا ایسا البتہ بہتر کیا اور جسنی نکیا

وخوردن بدست چپ بحکم حدیث لَا
يَأْكُلُ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ
یا باینوجه که فلان معامله نافع ست در معاد
یا مضر مثلا معامله تجارت بصدق و امانت
نافع ست در معاد بحکم حدیث اَلتَّاجِرُ الصَّادِقُ
الْأَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ
الشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ومعامله ربوا مضر
در معاد بحکم کریمه اَلَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا
يَقُوْمُوْنَ إِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ
مِنَ الْمَسِّ ودیگر عبارات شارع راکه درباب ترغیبات
و ترهیبات اخرویه مستعمل میگردد بر عبارات مسطوره قیاس
باید کرد و مستفاد همه عبارات مستعمله درینباب بهمین
مضمون راجع میگردد که فلان امر از امور مذکوره
در معاد نافع ست یا ضار پس مجرد تحقیق اینکه فلان
مسئله در نفس الامر حق ست یا باطل یا اینکه فلان
خلق عرفاً محمود ست یا مذموم یا اینکه فلان مقام
یا وارد یا حال مورث کمال نفسانی ست یا نقصان
آن یا اینکه فلان عبادت یا عادت یا معامله
مشتمل بر مصالح دنیویه ست یا بر مضار آن و امثال
آن از تحقیقات و تدقیقات که بغرضی از اغراض
اخرویه تعلق نمیدارد و از ما نحن فیه یعنی مباحث
احکام مذکوره خارج ست و احکام مذکوره را
احکام تکلیفی می نامند قسم ثانی آنکه چیزی را

اور کہانا بائین ہاتھہ سی بُرا ہے بحکم حدیث کے کہ
حدیث نہ کہاوی کوئی تمہارا بائین ہاتہ اپنی سی
پس بتحقیق شیطان کہاتا ہے ساتہ بائین ہاتہہ اپنی کے
یا اسطرح پر کہ فلانا معاملہ نفع دیتا ہے آخرت مین یا
مضرت مثلا معاملہ سوداگری ساتہ سچ اور امانتداری
کے نفع دیتا ہے آخرت مین بحکم حدیث کے کہ
حدیث سوداگر سچ بولنے والا امانتدار ساتہ نبیون
اور صدیقون اور شہیدون اور نیکبختون کی ہی اور
معاملہ سود کا مضرت دیتا ہی آخرت مین بحکم آیۃ کے
جو لوگ کہاتی ہین سود نہین اوٹہین گے قیامت کو مگر
جیسے کہ کہڑا ہوتا ہے وہ شخص کہ جسکے عقل کہو دیتا
شیطان چہوکر اور عبارتون خدا اور رسول کو
کہ بیچ مقدمے رغبت دلانی اور ڈرانی آخرت کی مستعمل
ہوئی ہین اوپر عبارتون مذکور کے قیاس کرنا چاہیئے اور
حاصل سب عبارتون کا کہ استعمال کئے گئے ہین باب مین ایسی مضمون
کے رجوع کرتا ہے کہ فلانا کام امور ذکر کیئے گیئے سے قیامت
مین نافع ہی یا مضر پس نری تحقیق اس بات کی کہ فلانا مسئلہ
درحقیقت سچ ہی یا جہوٹ یا یہ بات کہ فلانی نیک خصلت
اچھی مشہور ہی یا بری یا یہ کہ فلانا مقام اور حال یا فلانا
الہام باعث کمال نفسانی ہی یا نقصان اوسکا یا یہ کہ
فلانی عبادت یا عادت یا معاملہ ملا ہوا مصلحت دنیا پر ہی یا مضرت
دنیا پر اور مانند اسکی وہ تحقیقات اور باریکیان کہ ساتہ کسی
مطلب کے مطالب آخرت سی علاقہ نہین رکہتے ہین اس گفتگو مین

رکن عبادتی از عبادات یا معامله از معاملات
قرار دهند یا از شروط و لوازم او شمارند یا
از هیئت تکمله او تعیین فرمایند و این قسم را
احکام وصفیه مے نامند که تفصیل آن ان شاء الله
تعالی عنقریب در بحث ثانی مذکور خواهد شد
پس مراد از امر دین درینمقام همین حکم شرعی
ست اعم ازانکه حکم تکلیفی باشد یا حکم وضعی
پس خلاصه مفهوم بدعت صلیه چنین باشد که
هر عقیده و مقامے و حالے و واردے و
عبادتے و عادتے و معامله که محدث باشد
بمعنے مذکور و صاحبش آن را نافع در معاد
فهمیده در تحصیل آن سعی نماید یا مضر در آن
دانسته از ان اجتناب ورزد یا از ارکان
و شروط و لوازم عبادتی یا معامله قرار داده
بعمل آرد یا از منافات آن شمرده از ان
اجتناب ورزد پس آنرا بدعت صلیه میگوئیم
پس از کلمه محدثات الامور که در حدیث اول
از احادیث ثلثه مرقومة الصدر واقع گردیده
مراد همین معنی ست

بحث دوم
در تحقیق مفهوم بدعت وصفیه

مخفی نماند که مدار این بحث بر حدیث ثانی
ست از احادیث ثلثه مرقومه یعنی حدیث
من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه

رکن کسی عبادت کا عبادتون سے یا کسی معامله کا معاملون سے
مقرر کرین یا شرط اور لوازم اوسکی سے گنین یا که صورت
کامل کرنیوالے اوسکی معین فرماوین اور اس قسم کے
احکام کو وصف کہتے ہین تفصیل انکی ان شاء الله تعالی
عنقریب بحث دوسری مین ذکر کیجائیگی پس مراد امر
دین سے اسجگہہ یہی حکم شرعی ہے عام اس سے که حکم
تکلیفی ہو یا حکم وصفی پس خلاصه معنے بدعت اصلیه کے
ایسے ہون گے که جو عقیده اور مقام اور حال اور
وارد اور عبادت اور عادت اور معامله که محدث ہو
یعنی نیا نکالا ہوا بمعنے ذکر کئے گئے کے ہو اور صاحب اوسکا
اوسکے تئین نافع قیامت مین جانکر حاصل کرنے مین
اوسکے کوشش کرے یا مضر آخرت مین سمجھکر اوس سے
پرہیز کرے یا اوسکو رکن اور شرط اور لازم کسے عبادت
یا معامله کا قرار دیکر عمل مین لاوے یا که خلاف اوسکی
سمجھکر پرہیز کرے پس اسکو بدعت اصلی کہتے ہین اور
کلمه محدثات الامور سے که پہلے حدیث مین تینون
حدیثون مرقومه بالا سے واقع ہے مراد یہہ معنے ہین

بحث دوسرے بیان تحقیق کرنے
اور جان لینے بدعت وصفیه مین

پوشیده نرہے که مدار اس بحث کا اوپر حدیث
دوسرے کے ہے تینون حدیثون لکھے گئین سے
یعنی یہہ حدیث که حدیث جو کسو نئے بات
نکالے اس کام ہمارے مین ایسی که نہین ہے اوسمین سے

مقصود د. باید دانست که تحقیق مفهوم بدعت
وصفیه موقوف ست بر تحقیق مفهوم سه کلمه
حدیث مسطوره اول مفهوم کلمه احداث و ثانی
مفهوم کلمه امرنا و ثالث مفهوم کلمه ما موصوله
اما تحقیق مفهوم کلمتین اولین پس در بحث
اول مذکور کرده شد و اما تحقیق مفهوم کلمه
ثالثه پس باید دانست که مدلول ما موصوله
چیزیست و آن بر هر مفهوم صادق می آید
اما در موارد استعمال اکثر مخصص میباشد
بدو وجه اول از جهة صله خود و ثانی از جهة
نظر سیاق و سباق آن و از جهة تامل در
حال متکلم و سامع و از جهة رعایت مواقع و
موارد کلام مثلا اگر کسے بگوید که جاہل را
نمی باید که در کاروبار علما چیزی را که متداول
در ایشان نباشد احداث نماید پس چنانکه
تخصیص چیز محدث مذکور بعدم تداول
درمیان علما منطوق کلام مذکورست
ہمچنین متبادر در عرف از کلام مذکور ہمین است
که جاہل را از احداث ہمان چیز منع کرده اند
که از جنس مقدمات علمیه باشد که علما بجہت علم
خود بآن اہتمام میکنند و ارباب دانش
از جہت دانش خود بآن اشتغال مینمایند
مثل تصنیف کتاب جدید یا اختراع طرز

پس وہ مردود ہے جاننا چاہیئے کہ تحقیق مضمون
بدعت وصفیہ کے موقوف ہے اوپر تحقیق مضمون
تین کلمون کی حدیث لکھی گئی ہی اول مضمون سمجھ لینا
کلمہ احداث اور دوسرے مضمون کلمہ امرنا اور تیسرے
مضمون کلمہ ما موصولہ پس تحقیق مضمون دو کلمون پہلے
کے بیچ بحث اول کی ذکر کیئے گئے اور تحقیق مضمون کلمہ
تیسرے کے پس چاہیئے جاننا کہ مدلول ما موصولہ کا
جسپر دلالت کرتا ہے وہ چیز ہے جو اوپر ہر مضمون
اور ہر معنے کے صادق آتے ہے مگر جگہون استعمال مین
اکثر خاص کے جاتے ہے دو طرح سے اول بسبب صلہ
اپنے کے اور دوسرے بسبب نظر کرنیکے آگے اور پیچھے
اوسکے اور بسبب غور کے بیچ حال کہنے والے اور سننے
والے کے اور بسبب رعایت موقع اور محل گفتگو کے
مثلا اگر کوی کہی کہ بےعلم کو لایق نہین کہ بیچ کاروبار
علما کے اوسچیز کو کہ جاری اونمین نہین ہی پیدا کرے پس
جیسے کہ خاص ہوجانا کسی چیز محدث مذکور کے ساتھ
واسطے نہ بیان کرنے درمیان علما کے ظاہر اس کلام سے
مذکور ہے اسیطرح سمجھا جاتا محاورہ مشہور مین اس
کلام سے مذکور یہی ہے کہ بےعلم کو نکالنے ایسے چیز کے
منع کیا ہے کہ قسم مقدمات علمی سے ہو کہ علما بسبب علم
اپنے کے اہتمام اوسکا کرتے ہین گے اور اہل عقل بسبب
دانشمندی اپنی کے مشغول اوسمین رہتے ہین جیسے
تصنیف کرنا نئے کتاب کا یا نکالنا نئے طرز کا ہے

جدید از انواع تقریر و تحریر و مطالعہ و مناظرہ
یا تخریج مسائل جدیدہ از اختراع لباس جدید و طعام جدید
و مسکن جدید و امثال آن از امور یکہ تعلق بمقدمات علمیہ
نمیدارد گو کہ علماء ہم بنا بر قضاء حوائج بشریت بآن
اشتغال داشتہ باشند ہمچنین از حدیث مسطور ہم در تفاہم
عرف ہمین معنی متبادر میگردد کہ ہر کہ احداث
کند در امر اینہا چیزیرا کہ انبیاء علیہم السلام بنا بر
منصب نبوت بتعلیم آنچیز اہتمام نمایند پس
آنچیز رواست پس در ینمقام تفحص باید کرد
کہ انبیاء علیہم السلام بہ بیان کدام چیز در باب
امور دین اہتمام میفرمایند پس میگوئیم چنانچہ
ترغیب بنفس امور نافعہ در معاد و تنفیر از نفس
امور ضارہ دران از خواص منصب نبوت است
چنانکہ در بحث اول مذکور گردید و آنرا دین
میگویند و آن مشترک است در جمیع ادیان
سماویہ بحکم کریمہ شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا
وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا
وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ہمچنین
تجدید حدود امور مذکورہ و تشخیص صور خاصہ آنکہ
در منفعت و مضرت اخرویہ دخل داشتہ باشد نیز
از خواص منصب رسالت است و آنرا شریعت
و منہاج می نامند و آن مختلف میباشد باختلاف
ادیان بحکم کریمہ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا

سے اہتمام تحریر اور تقریر اور مطالعہ اور مناظرہ سے
یا نکالنا مسئلوں نئے کا نہ کہ نکالنے لباس نئی اور کھانے
نئے اور مکان نئے سے اور مانند اسکے ایسے کاموں سے
کہ علاقہ مقدمات علمی سی نہین رکھتے اگرچہ علما بھی بسبب
روا کرنے حاجتوں بشری کے ساتھ اوسکے شغل رکھتے
ہوں اسیطرح حدیث مرقوم سے بیچ فہم اہل عرف کے
یہی معنے متبادر ہوتے ہین کہ جو کوئی نکالے بیچ کام
اوکے کے ایسے چیز کہ انبیاء علیہم السلام بسبب عہدہ نبوت کے
تعلیم او چیز کا اہتمام کرتے ہین پس وہ چیز مردود ہے
ناجایز ہے اب اسجگہہ تلاش کرنا چاہیے کہ نبی علیہ السلام
ساتھ بیان کس چیز کے مقدمہ امور دین مین اہتمام
کرسکتے ہین پس کہتا ہوں مین کہ جیسے رغبت دلانی
خاص کاموں فائدہ مند کے آخرت مین اور نفرت
دلانے نفس کاموں مضر سے اوسمین خاصہ منصب نبوت کا
ہے جیسا کہ پہلے بحث مین ذکر ہوا اور اسکو دین کہتے ہین
اور یہہ مشترک ہی سب دینوں آسمانی مین بحکم آیت شریف
کے کہ مقرر کیا واسطے تمہارے دین سی کہ وہ وصیت کی تھی
ساتھ اوسکے نوح کو اور وہ کہ وحی کی ہمنے طرف تیری اور وہ
کہ وصیت کی تھی ہمنے ساتھ اوسکے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور
عیسیٰ کو ہم اسیطرح معین کرنا حدوں کام ذکر کئے گئے کا اور
خاص کرنا صورتوں خاص اونکی کا کہ منفعت اور مضرت
آخرت مین دخل رکھتا ہو خاصہ یہ مرتبہ رسالت کا ہی اور
اسکا شریعت اور منہاج نام رکھتے ہین اور یہہ مختلف ہوتا ہے

مثلاً ترغیب مقتضیٔ نماز و نکاح و تنفیر از شرک و زنا از
باب تعلیم اصول دین است و تحدید نماز بتعیین
اوقات و اعداد رکعات و شروط و امثال آن
و تحدید نکاح بتعیین ایجاب و قبول و حضور شهود
و لزوم مهر و امثال آن و تحدید شرک بطیره
و حلف باسم غیر الله و تحدید زنا بتعیین محلی که
از ملک و شبهه آن خالی باشد و تعیین حد آن
از جلد و رجم و امثال ذلک اینهمه از باب تشریع
است پس چنانکه تحقیق بحث اول موقوف
بر تفصیل امور دین بود همچنین تحقیق این بحث
موقوف بر تفصیل ابواب تشریع است پس
میگوئیم که تعیین صور خاصه و تحدید حدود معینه
برای اصول دین از جهت شارع بدو طریق
متحقق میگردد اول بطریق لزوم یعنی بانوجه
تعیین فرماید که اصل مذکور بدون این صورت
خاصه اصلا در نظر شارع معتبر نیست یا کالعدم
است و ثانی بطریق تکمیل یعنی بانوجه تعیین
فرماید که هرگاه اصل مذکور در این صورت
خاصه متحقق گردد در نظر شارع نهایت مستحسن
و مرجح باشد پس صورت معینه در استحسان
شرعی دخل دارد نه در اصل تحقق آن اصل
مذکور و هر واحد از این دو قسمین بوجوه متعدده میباشد
که چندی از آن بطریق تمثیل درین مقام ذکر کرده

مثلاً رغبت دلانے خاص نماز اور نکاح کے اور نفرت
دلانے شرک اور زنا سے قسم سکھانے اصول دین کی سے ہے
اور حد باندہنے نماز کے ساتھ معین کرنے وقتوں اور
گنتے رکعتوں اور شرطوں کے اور مانند اسکے اور حد
باندہنے نکاح کے ساتھ معین کرنے ایجاب اور قبول
اور موجود ہونے گواہوں اور لازم ہونے مہر کے اور
مثل انکی اور حد باندہنے شرک کے ساتھ شگون اور قسم
کہانیکے ساتھ نام غیر خدا کے اور حد باندہنے زنا کے ساتھ
تعیین ایسی جگہہ کے کہ ملک اور شبہہ ملک سے خالی ہو اور
معین کرنے حد اوسکے کوڑے لگانے اور سنگسار کرنے سے
اور مانند اسکی یہہ سب قسم شرع شریف سے ہین پس جیسے
تحقیق بحث پہلے کے موقوف اوپر تفصیل کاموں دین کے ہے
اسیطرح تحقیق اس بحث کی موقوف اوپر تفصیل اقسام
شرع شریف کی ہے پس کہتا ہوں مین کہ معین کرنا صورت
خاص کا اور مقرر کرنا حدوں معین کا واسطے اصول دین کے
جانب خدا اور رسول سے دو طرح ثابت ہوتا ہے اول
بطریق لازم ہونیکے یعنے اسطرح مقرر فرماوین کہ اصل یہہ
کام مذکور بغیر اس صورت خاص کے ہرگز نظر شارع مین
معتبر نہین ہے یا مانند نہونیکے ہے اور دوسرے بطریق
کامل ہونیکی یعنی اسطرح سے معین فرمائین کہ جسوقت یہہ
اصل کام مذکور اس صورت خاص کو موجود ہوگا تو نظر شارع
مین نہایت بہتر اور اچہا ہوگا پس صورت معین حسن اور
خوبی شرعی مین دخل رکہتی ہے نہ حقیقت ثبوت اوس اصل

میشود مثلاً از انجملہ تعیین اجرای امریست از امور دین یالطریق لزوم مثلاً تعیین قیام و قرأة و رکوع و سجود و امثال آن بہ نسبت نماز و تعیین ایجاب و قبول بہ نسبت نکاح یالطریق تکمیل مثلاً تعیین قومہ و جلسہ و تسبیحات بہ نسبت نماز و تعیین قدری زائد از اصل در باب ادای قرض حسنہ بر تقدیریکہ شرط نکردہ باشند و از انجملہ ست تعیین اوقات یالطریق لزوم مثلاً اوقات خمسہ برای ادای صلوات و ماہ رمضان برای صیام و ذی الحجہ برای حج و حولان حول برای زکوۃ وغیرہ و وقت اذان جمعہ برای معاملات و اول شوال و دہم ذی الحجہ برای تعبد یالطریق تکمیل مثل تعیین لیالی رمضان و لیلۃ نصف شعبان برای قیام و وقت نصف آخر از شب برای تہجد و وقت ارتفاع شمس برای اشراق و ایام بیض و ستہ شوال و روز عرفہ و عاشورہ و پانزدہم شعبان برای صیام و ماہ رمضان برای عمرہ و روز ہفتم از ولادت مولود برای عقیقہ و پنجشنبہ و دوشنبہ برای سفر و امثال آن از مواضعیکہ توقیت اوقات در آن از جہت شارع واقع گردیدہ کہ عد و احصای آن ممکن نیست و از انجملہ ست تعیین امکنہ یالطریق لزوم مثل تعیین

ہین مثلاً او نمین سی ہے معین کرنا جاری کرنیکو ایک کام کے کاموں دین سی بطریق لازم ہونی کی جیسی معین کرنا قیام اور قرأۃ اور رکوع اور سجدہ کا اور مانند اسکی بہ نسبت نماز کے اور مقرر کرنا ایجاب اور قبول کا بہ نسبت نکاح کے یا بطریق کامل کرنیکے جیسے معین کرنا قومہ اور جلسہ اور تسبیحات کا بہ نسبت نماز کے اور معین کرنا کچھ زیادہ اصل سی تئیں ادا کرنی قرضہ حسنہ مین اوسصورت مین کہ شرط نکیا ہوا اور اونمین سے ہے مقرر کرنا وقتونکا لازم ہونیکے طرحپر جیسے کہ پانچوں وقت واسطے ادائے نماز کے اور مہینہ رمضان کا واسطے روزہ اور مہینہ عید کا واسطے حج کے اور گذرنا برسکا واسطے زکوۃ وغیرہ کے اور وقت اذان جمعہ کے واسطے روکنے معاملون کے اور پہلے تاریخ ماہ عید اور دسوین بقرعید کی واسطے عبادت کے بطریق کامل ہونیکے طرحپر جیسے معین کرنا راتون رمضان کا اور رات نصف ماہ شب برات کی واسطے نماز شب کے اور وقت آدہی رات کی بعد کا واسطے نماز تہجد کے اور وقت بلند ہونے سورج کا واسطے نماز اشراق اور ایام بیض اور چھ دن ماہ عید کے اور دن عرفہ اور عاشورہ کا اور پندرہوین ماہ شب برات کے واسطے روزہ کے اور مہینہ رمضان کا واسطے عمرہ کے اور دن ساتواں پیدائش بچہ سی واسطے عقیقہ کے اور دن جمعرات اور پیر کا واسطے سفر کے اور مانند اسکی اون جگہون سے کہ معین کرنا اوقات کا اوسمین شارع کی جانب سے واقع ہوا ہے کہ گھیرنا گنتے انکیکا ممکن نہیں ہے۔ اور اونمین سی ہے معین کرنا مکانونکا بطریق لازم ہونیکے جیسے تعیین

مکان طاهر غیر مقابر و حمامات برای نماز و
امصار برای نماز جمعه و اعیاد و مساجد برای
اعتکاف و مواقیت احرام و حرم و کعبه و عرفات
و منا و مزدلفه و صفا و مروه برای حج و عمره
و غیر مساجد برای معاملات یا بطریق تکمیل
مثل تعیین مساجد برای نماز فرض و عقد
نکاح و بیوت برای نفل و تلاوة قرآن و
مواضع مخصوصه از حرمین برای دعا و مسجد
جامع برای نماز جمعه و صحرا برای نماز عید و
استسقا و دفن اموات و مقابر برای تذکیر
آخرت و استغفار برای اهل آن و مساجد ثلثه
برای سفر بسوی آن بجهت تحصیل منفعت
اخرویه امثال آن از توقیتات مکانیه که
در کثرة و تعدد احصا مثل توقیتات زمانیه
است و از انجمله است تعیین اعداد یا بطریق
لزوم مثل اعداد رکعات در فرائض و اعداد
صیام در فرائض و کفارات و اعداد مساکین
در باب کفارات و اعداد اشواط و جمار در باب
حج و اعداد شهود و ضربات جلده در باب معاملات
و حدود و تعیین ثلثه حیض یا مدت سه ماه یا چهار
ماه و ده روز یا مدت حمل برای عدت یا چهار
ماه برای ایلا و ثلثه روز برای خیار و امثال آن
یا بطریق تکمیل مثل تعیین اعداد رکعات

تعیین مکان پاک کی سوای مقبرہ اور حمام کے واسطے نماز
اور شہر کی واسطے نماز جمعہ اور عیدونکے اور مسجدونکی واسطے
اعتکاف کی اور مقامات احرام باندھنے کے اور حد حرم کے
اور کعبہ اور عرفات اور منا اور مزدلفہ اور صفا اور مروہ
واسطے حج اور عمرہ کے اور سوا مسجدون کی واسطے معاملون کے
یا بطریق کامل ہونیکی جیسی تعیین کرنا مسجدونکا واسطے نماز
فرض اور عقد نکاح کے اور گہرونکا واسطے نماز نفل اور
تلاوت قرآن کی اور مکانات خاص کے اور مکہ اور مدینہ کے واسطے
دعا کے اور مسجد جامع کا واسطے نماز جمعہ کے اور جنگل کا واسطے نماز
عید اور استسقا اور دفن مردون کے اور قبرستان کا
واسطے یاد کرنے آخرت اور طلب بخشش مردون کے اور
مسجدون تینون کا واسطے سفر کے طرف اونکی بجہت حاصل
کرنے نفع آخرت کی اور مانند اسکی تعینات مکانی سے کہ
کثرت اور گنتی مین مانند کرنے تعینات وقتی کے ہین اور
اونہین سی ہی تعیین عددونکا یا بطور لازم ہونیکے جیسے
گنتے رکعتون کی فرضونمین اور گنتی روزونکی فرضون
اور کفارون مین اور گنتے مسکینونکی کفارہ کے باب مین
اور گنتی طوافون اور کنکر مارنی کی حج کے باب مین اور تعداد
گواہونکی اور مارنی کوڑون کے معاملات اور حدون مین
اور تعیین تین حیض یا مدت تین مہینہ کے یا چار مہینہ دس دن
کے یا مدت حمل کی واسطے عدت کے یا چار مہینہ واسطے
ایلا یعنے قسم کہانیکے یا تین دن واسطے خیار بیع اور مانند
اسکے یا بطور تکمیل کے جیسے معین کرنا گنتی رکعتون کا جو

ور نوافل و تسبیحات در ارکان نماز و بعد از
فراغ آن و در صلوٰة التسبیح و ہمچنین تعیین
ستہ شوال و ثلثہ در ہر ماہ در باب صوم
و رعایت عدد وتر در جمیع عادات و امثال
این و توقیت علای رسم بر توقیت زمانیہ
و مکانیہ در کثرت و عدم احصار قیاس باید کرد
و از انجملہ است تعیین بعضی جوارح فاعل بعضے
افاعیل و بعضے دیگر برای بعضے دیگر خواہ
بطریق لزوم خواہ بطریق تکمیل مثل تعیین
قلب برای نیت در باب عبادات و کنایات
طلاق و امثال ذلک و برای رضا در باب
معاملات و تعیین لسان در باب قربة و انعقاد
عقد و معاملات و تعیین عضا ہفتگانہ
در باب سجود و امثال آن و از انجملہ است
تعیین ہیأت بوجہین مذکورین مثل استقبال
قبلہ و ستر عورت و استوار قامتہ و دست
بستن در قیام و سائر ہیأت مشروعہ از
تعدیل ارکان و امثال آن در باب صلوٰة
و ہیأت احرام و رمل و سعی بین المیلین
و تلبیہ و رمی جمار و امثال آن در باب حج
و تقدیم جانب یمین بر یسار در جمیع عبادات
و عادات و امثال از اوضاع مسنونہ در سائر
عبادات و از انجملہ است تعیین مقدمات

نفلون مین اور تسبیحون کا ارکان نماز مین
اور بعد فراغت اوسکے . . .
اور صلوٰة التسبیح مین اور ایسا ہی معین کرنے چھہ دن عید
کے چاند کے اور تین دن ہر مہینے کے روزہ کے باب مین
اور لحاظ گنتی وتر کے سب عادتون مین اور مانند اسکے
اور تعیین کرنا کسی عدد کو بھی اور پر تعیین کر لینے زمانی اور مکانی کے
بیچ کثرت اور نہ گہیر سکنے کے قیاس کرنا چاہیے اور انہین
سے ہے معین کرنا بعض عضا فاعل کا ساتھہ بعضے کامون کے
اور بعضے کا ساتھ بعضے کامون اور کے یا بطور لزوم
یا بطور تکمیل کے جیسے معین کرنا دل کا واسطے نیت کے عبادت
مین اور کنایتون طلاق مین اور مانند اسکی اور واسطے
رضامندی کے معاملونمین اور معین کرنا زبان کا پڑھنے کے
باب مین اور منعقد ہونے معاملات مین اور تعیین کرنا سات
عضو کا سجدہ کے باب مین اور مانند اسکے اور انہین
مین سے ہی معین کرنا صورتون کا ساتھ دونون طرح
ذکر کیے گئے کے جیسے منہ کرنا قبلہ کیطرف اور ڈھانکنا
ستر کا اور سیدھا کرنا قد کا اور ہاتھ باندھنا وقت کھڑے
رہنے کے اور تمام صورتین کہ پائی گئی ہین شرع سے
جیسے تعدیل رکنون کے اور مثل اسکی نماز کے باب مین اور صورتون
احرام باندھنے اور اکڑ کے چلنے اور دوڑنے درمیان صفا
اور مروہ اور لبیک کہنے اور کنکر مارنی اور مانند اوسکی حج کے
باب مین اور مقدم کرنا داہنی جانب کو بائین پر سب عبادتون اور
عادتون مین اور مانند اسکی وضعون مسنون سے تمام عبادتون تعیین

متقدمند خواه بطریق لزوم باشد که آنرا شروط
میگویند خواه بطریق تکمیل که آنرا تمهیدات
می نامند مثل غسل یا وضو یا تیمم برای نماز عموماً
و برای نماز جمعه و عیدین خصوصاً و برای نماز جنازه
و حمل میت و مس مصحف و قراءة قرآن و عقد
احرام بلکه برای سایر عبادات و مثل تقدیم
اذان و اقامت و سنن رواتب و اذکار
مسنونه قبل تکبیر تحریمه در باب نماز و تقدیم
تنظیف و تطهیر و تعطیر و تجدید لباس و خطبه
در نماز جمعه و تقدیم سحور در باب صیام و تقدیم
خطبه و خطبه و اذن ولی یا سید و حضور شهود
در باب نکاح و تقدیم سوم و اجازت ولی یا سید
یا مالک یا موکل مشتری در باب معاملات و تقدیم
بسمله در سائر عبادات و عادات و تقدیم استخاره
و خطبه بر سائر امور عظام و امثال آن از
اموریکه برای توطیه امور دیگر مشروع است
و از انجمله است تعیین لوازم متاخره نیز چنین
مذکورین مثل تعیین اذکار مسنونه بعد از سلام
و سنن رواتب متاخره و ملازمت جلوس
تا طلوع آفتاب در باب صلوٰة و طواف وداع
و التزام مقام ملتزم و تشبث باستار کعبه
و تقبیل آستانه آن و شرب ماء زمزم و رجعت
قهقری و زیارت مسجد نبوی و مسجد قبا

پہلو نکا خواہ بطریق لازم ہونیکے ہو کہ اوسکو شرط کہتی ہین
یا بطریق کامل ہونیکے کہ اوسکا تمہیدات نام رکہتی
ہین جیسے غسل یا وضو یا تیمم واسطے نماز کے عموماً اور
واسطے نماز جمعہ اور عیدون کے خاص کر اور واسطے نماز
جنازہ اور اوٹہانی میت کے اور ہاتھ لگانی اور پڑھنے قرآن
کے اور باندہنے احرام کے بلکہ واسطے تمام عبادتون کے اور
مانند پہلے کہنے اذان اور تکبیر اور سنتون مقررہ اور ذکر مسنون
کے پہلے تکبیر تحریمہ سی نماز کے باب مین اور مقدم کرنا صفائی
اور پاکیزگی اور خوشبو اور لباس نئے اور خطبہ کا نماز جمعہ مین اور
پہلے کہانا سحری کا روزہ کے باب مین اور مقدم ہونا منگنی
اور خطبہ نکاح اور اجازت ولی یا مالک اور حاضر ہونا گواہونکا
نکاح کے باب مین اور پہلے چکانا کسی شی کا اور اجازت ولی
یا مالک غلام یا مالک مبیع یا موکل خریدار کے معاملات کی
باب مین اور پہلے کہنا بسم اللہ کا تمام عبادتون اور
عادتون مین اور مقدم کرنا استخارہ اور خطبہ کا اوپر تمام
کامون بڑے کے اور مانند اسکے اون کامون کے کہ واسطے تمہید
اور کامونکے شرع مین ثابت ہوی ہین اور ازانجملہ ہے
معین کرنا لوازم پچہلو نکا دونو طرح ذکر کیے گئے ہے جیسے
کہ تعیین وردون سنت کی گئی کی پیچھے سلام کے اور سنتین مقررہ
پیچھلے اور لازم پکڑنا بیٹھے رہنے کو طلوع سورج تک نماز کی باب
اور طواف رخصت اور لازم پکڑنا مقام ملتزم اور لپیٹنا پردہ
کعبہ کو اور چومنا اوسکی چوکہٹ کا اور پینا پانی زمزم کا اور
چلنا اولٹے پاؤن اور زیارت مسجد نبوی اور مسجد قبا کے

در باب بیع ولزوم مهر و دعای برکت و دعوت ولیمه
وتعجیل قدری از مهر در باب نکاح ولزوم عدت
در باب طلاق ولزوم قبض در هبه وبیع الصرف
وامثال آن از لوازم عبادات ومعاملات
که بجهت تعیین شارع ثابت گردید واز انجمله
است تعیین مصارف اموال ومحال افعال
مثل تعیین مصارف زکوة ونذور وکفارات
وصدقه عید الفطر در باب صدقات وتعیین
مؤمنات غیر محرمات در باب نکاح وتعیین
اموال غیر محرمة لنفسها در باب بیع وتعیین
اولی الامر در باب طاعت واز انجمله است
تعیین مقادیر مثل تعیین قلتین وعورة واجب
الستر بنسبت ذکور واناث ومقدار زکوة
ونصاب آن ومقدار صدقة عید الفطر وفدیه
وتعیین مساوات در اموال ربویه در صورت
تبادل وامثال آن واز انجمله است تعیین
الفاظ خاصه در مواضع مخصوصه مثل تعیین
اذان واقامة برای فرایض واستعاذه
وبسمله در باب قراءة وتعیین قراءة قرآن
در قیام وتعیین سوره فاتحه خصوصاً در جمیع
رکعات [illegible] سورة دیگر عموماً در رکعتین اولیین
از فرایض [illegible] تسبیحات در رکوع وسجود
[illegible] در قعده

بیع کے باب مین اور لازم ہونا مہر اور دعاے برکت اور دعوت
ولیمہ اور پہلے ادا کرنا کچھ مہر سے باب نکاح مین اور لازم ہونا
عدت کا طلاق کے باب مین اور لازم ہونا قبضے کا ہبہ اور
بیع صرف مین اور مانند اسکی اور لوازم عبادتون اور معاملون
کے کہ بسبب تعیین شارع کے ثابت ہوئی ہین گی اور انہین سے
ہے معین کرنا جاے خرچ مالونکا اور محل کامونکی جیسے تعیین مصارف
زکوة اور نذر اور کفارون اور صدقہ عید کے صدقات کی باب مین
اور معین کرنا عورتون مسلمان کا سواے حرام کیگیون کے نکاح کے
باب مین اور معین کرنا مالونکا کہ اپنی ذات مین حرام نہون واسطے
بیع کے اور معین کرنا اولوالامر کا باب اطاعت مین اور انہین
سے ہے معین کرنا اندازون ہر شی کا جیسے معین کرنا قلتین کا
اور ستر کا کہ واجب ہے ڈھانکنا اوسکا عورت اور مرد کو اور مقدار
زکوة کے کہ چالیسوان حصہ ہی اور نصاب اوسکی کی جسقدر پر
واجب ہوتی ہی اور مقدار صدقہ عید کے اور مقدار فدیہ کے
اور معین کرنا برابری کا مالون سودی مین بیع صورت
مبادلہ کے اور مانند اوسکی اور انہین سے ہی معین کرنا لفظون
خاص کا جگہون خاص مین جیسے معین کرنا اذان اور تکبیر کا
واسطے فرضون کی اور اعوذ اور بسم اللہ کا قراءة کے باب مین
اور معین کرنا قرات قرآن کا حالت قیام مین اور معین کرنا
سورہ فاتحہ کا خاص کر سب رکعتون مین اور کسی سورة
دوسری کا عموماً دو رکعتون پہلی مین فرضون سی اور معین
[illegible] تسبیح [illegible] رکوع اور سجدہ مین اور التحیات کا قاعدہ
[illegible] درود اور دعا کا قعدہ اخیر —

خیره وتعیین اذکار مخصوصه قبل نماز وبعد آن
وتعیین تلبیه در احرام وتکبیرات در ایام تشریق
وتعیین صریح وکنایه در باب طلاق وتعیین
الفاظ ایجاب وقبول در باب نکاح وسائر معاملات
وتعیین اسماء الہی وصفات او تعالی در باب
حلف وتعیین ادعیه مخصوصه در صباح ومسا
ونوم ویقظه ودر اوقات نعمت ونقمت ودر
اوقات حصول افراح وعروض احزان وہجوم
مصائب وامثال آن بالجمله در ہر سانحه از سوانح
رنج وراحت ذکرے خاص یا دعای مخصوص
تعیین فرموده اند واز انجمله است تعیین صفت
اذکار وادعیه مثل تعیین جہر در اذان واقامت
وقرارت صلوة جہریه وتلبیه وتکبیرات ارکان
صلوة وعیدین وتعیین سر در غیر مواضع
مذکوره لاسیما در دعا واز انجمله است تعیین
اجناس برای اموال وتعیین بعضی اموال مثل
تعیین اجناس بعضی اموال در باب زکوة وربوا
واجناس اربعه از بہائم مع تعیین عمر مخصوص
وسلامت از عیوب در باب اضحیه واز انجمله
است تعیین در باب لباس والوان مثل
تعیین لباس حریر وزیور زر وسیم ورنگ
سرخ وزرد برای نسوان واز انجمله است
تعیین باب تشبه باعداء مثل تعیین غرض

اخیر میں اور معین کرنا ذکروں خاص کا پہلے نماز کے اور بعد
اوسکے اور معین کرنا لبیک کا احرام میں اور تکبیروں کا ایام
تشریق میں اور معین کرنا صریح اور کنایہ کا باب طلاق
میں اور معین کرنا الفاظ ایجاب وقبول کا نکاح کی باب میں
اور سب معاملوں میں اور معین کرنا ناموں اور صفتوں
حق تعالی کا قسم کے باب میں اور معین کرنا دعاؤں
مخصوص کا بیچ صبح اور شام اور سونے اور جاگنے کے اور
بیچ وقتوں نعمت اور صدمہ کے اور بیچ وقتوں حاصل
ہونے خوشی کے اور لاحق ہونے غموں اور زیادہ ہونے
مصیبتوں کی اور مانند اسکی خلاصہ یہہ کہ بیچ جس واقعہ کے
موقع رنج اور راحت سے کوئی ذکر خاص یا دعا کے خاص
معین فرمائی ہے اور انمیں سے ہے معین کرنا صفت ذکروں
اور دعاؤں کی جیسے معین کرنا پکار کر اذان اور تکبیر کا جہر سے
اور پڑھنا قرآن کا نمازوں فجر اور مغرب اور عشا میں اور
پکار کر کہنا لبیک اور تکبیروں ارکان نماز اور عید اور
بقرعید کا اور معین کرنا چپکے کا سوائے مقاموں ذکر کیے گئے کے
خصوصاً دعا میں اور انمیں سے ہے معین کرنا جنسوں کے
بعضے مالوں کا اور معین کرنا بعضے مالوں کا مانند معین کرنے
جنسیں بعضے مالوں کے بیچ زکوة اور سود کے مقدمہ میں اور معین کرنا
چاروں جنس کا چوپاؤں سے ساتھ تعیین عمر خاص اور سلامت ہونے کے
عیبوں سے قربانی کی باب میں اور انمیں سے ہے معین کرنا لباس
اور رنگوں کا جیسے معین کرنا لباس ریشمی اور زیور سونے چاندی کا
اور رنگ سرخ ورزرد واسطے عورتوں کی اور انمیں سے ہے باب

عبادات وصلوة جنازه ومقاتلهٔ کفار
واقامت حدود وعقد نکاح باعلان و
نوافل عبادات وزیارت قبور بستر وکتمان
وازانجمله است تخصیص بعضے افعال باجتماع
وبعضے بانفراد مثل صلوة جمعه وعیدین و
صلوة خمسه تراویح وصلوة خسوف وکسوف
واستسقا وصلوة جنازه وحج وجهاد ونکاح
مشروع است باجتماع ونوافل وغیر نوافل
مذکوره وزیارت قبور مشروع است بانفراد
وازانجمله است تعیین طرق جبر نقصان
مثل تعیین قضا وفدیه ومثل هالک یا قیمت
آن درصورت تلف مغصوب یا اتلاف
ودیعت ومثل دیت نفس یا اعضا درصورت
جنایهٔ خطا وامثال آن وازانجمله است
تعیین آثار وثمرات درابواب عبادات
یا معاملات یا جنایات مثل فراغ ذمه دردنیا
واستحقاق جزاء خاص درعقبے درابواب
عبادات وحلت تمتع وثبوت نسب درابواب
نکاح ولزوم عدت درباب طلاق ومثل
ثبوت ملکیت درباب بیع ولزوم حدود
وتعزیرات وکفارات درباب جنایات
الحاصل وجوه مذکوره وامثال آن از
تحدیدات شرعیه از ابواب تشریع است که

عبادتون اور نماز جنازه اور لڑائی کافرون اور قایم کرنے
حدون اور عقد نکاح کا ساته شهرت کے اور نفل عبادتون
اور زیارت قبرونکا ساته پوشیدگے اور تنهائی کے
اور انهین سے ہے خاص کرنا بعض کامون کا جمع ہوکر
اور بعضے کا تنها جیسے که نماز جمعه اور نماز دونو عیدون کے
اور نماز پنجگانه اور تراویح اور نماز سورج گہن اور چاند گہن
اور نماز طلب مینهه اور نماز جنازه کی اور حج اور جہاد اور نکاح
مشروع ہے جمع ہوکر اور نفل اور غیر نفل ذکر کیے گئے اور
زیارت قبرون کی بطور سنت کی جایز ہے تنها اور انهین سے
ہے تعیین کرنا ان رسمون کا جو پورا کرتی ہین نقصان کا
جیسے که تعیین کرنا قضا اور فدیه کا اور مثل شی ہلاک ہونیوالے
کے یا قیمت اوسکی بیچ صورت تلف ہونے شے غصب کیے گئے
کے یا تلف کرنے امانت کے جیسے دیت جان کی یا اعضا کے
بیچ صورت نقصان خطا کے اور مانند اسکی اور انهین سے
ہے معین کرنا نشانیون اور نتیجون کا بیچ مقدمه عبادتون
یا معاملون یا نقصانون کے جیسے فارغ الذمه ہونا
دنیا مین اور مستحق ہونا ثواب خاص کا آخرت مین
عبادتون کے باب مین اور حلال ہونا فائدے اور لینے کا
اور ثابت ہونا نسب کا نکاح کے باب مین اور لازم ہونا عدت کا
طلاق کے باب مین اور ثابت ہونا ملک کا بیع کے باب مین
اور لازم ہونا حدون اور تعزیرون اور کفارون کا نقصانون
و گناہون کے باب مین حاصل کلام کا یہ ہے که دونو وجہین ذکر
کی گئین اور مانند اسکی جو حدودات شرعیه سی ہین وہ سب اقسام تشریع

درکریمه تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا
وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَاُولٰئِكَ هُمُ
الظّٰلِمُونَ ودرحدیث اِنَّ اللّٰهَ حَدَّ حُدُودًا
فَلَا تُضَيِّعُوهَا بآن اشاره رفته ودرمقام
بابی ست نهایت طویل الاذیال دقیق
الماخذ که جولانگاه علمای ربانیین ست
وآن باب حفظ مراتب امور دینیه ورعایت
مدارج احکام شرعیه ست بیانش آنکه چنانکه
هرگاهی که عالم ربانی درامری ازامورشرعیه
که مرکب ازامورکثیره باشد تامل نماید دلائل
شرعیه متعلقه آن امرا در ذهن خود جمع کند
لابد برو واضح میگردد که هرچند جمیع امور مذکوره
درنظر شارع مستحسن ومرغوب ست امااهتمام
ببعضے ازان ازید ست بنسبت بعضے دیگر
مثلا هرچند نماز بجمیع ارکان وهیأت وشروط
خود مطلوب ست اما اهتمامیکه بارکان
شروط آن متعلق ست بغیر آن نیست واهتمامیکه
بطهارت متعلق ست باستقبال قبله نیست
ولهذا استقبال قبله دربعضے اوقات ساقط
میگردد بخلاف طهارت واهتمامیکه بقراءة
فاتحه متعلق ست بسوره دیگر نه ولهذا در
رکعتین آخرین قراءة سوره ساقط میگردد
وهمچنین هرگاهی که عالم ربانی که وسیع العلم

بیچ آیت شریف کے ہے - یہہ ہین حدین اللہ کے نہ تجاوز
کرو انسے اور جو کوئی تجاوز کریگا حدود سے خدا کے پس وہی ہے
ظالم ہے - اور بیچ حدیث شریف کے کہ تحقیق
اللہ نے مقرر کے ہین حدین پس ضایع مت کرو انکو سے طرف
اشارہ ہوا ہے اور ہر جگہہ ایک باب ہے نہایت دراز دامن
اور باریک ہی گرفت مین کہ وہ میدان دوڑنیکا عالمون
ربانی کا ہے اور وہ باب نگاہ رکھنا ہے مرتبون کی امور دین
مین اور رعایت کرنا درجون کے ہر احکام شرعی کی بیان
اوسکا یہہ ہے کہ جسوقت عالم ربانی بیچ ایسی کسی کام کے کامون
شرعی سے کہ وہ بہت کامون سے مرکب ہو تامل کرے اور
دلیلین شرعی متعلق اوسی کام کے ہین اپنی ذہن مین
انکے اکٹھے کرے تو ضرور اوسپر واضح ہوگا کہ ہرچند سب کام
ذکر کیے گئے نظر مین شارع کے بہتر اور مرغوب ہین مگر اہتمام
بعض کامونکا زیادہ ہے بہ نسبت بعض کے مثلا ہرچند نماز
ساتہ تمام رکنون اور شرطون اور صورتون اپنے کے مقصود
ہے مگر جو اہتمام کہ ساتہ ارکان اور شرطون اوسکے کی متعلق
ہے اور بغیر شرط کے وہ نہین ہے اور جو اہتمام کہ ساتہ
طہارت کے متعلق ہے ساتہ استقبال قبلہ کے نہین ہے واسطے
سونہہ کرنا طرف قبلہ کی بعضے وقت ساقط ہوجاتا ہے
بخلاف طہارت کے اور جو اہتمام کہ پڑہنے فاتحہ کا متعلق ہے
دوسری سورت کا نہین ہے اسلیئے دو رکعتون اخیر مین پڑہنا
سورت کا ساقط ہوتا ہے اور ایسیطرح جسوقت عالم ربانی
کہ زیادہ ہے علم -

ولطیف الذہن باشد در مجموع سیرت رسول الله
صلے الله علیہ وسلم تامل میفرماید لابد برا او واضح
میگردد کہ ہر چند انچہ سیرت مذکور بران مشتمل است
ہمہ از قبیل سنت نبویہ ست مگر آنکہ ہر فعل را
ازان موقعی ست در باب تعلق اہتمام آنجناب
باو کہ دیگری را نہ وایمعنے بملاحظہ قراین حالیہ
ومقالیہ آنجناب لایح میگردد یعنی امتیاز
درمیان متہم باشان وغیر متہم باشان
ودرمیان اہم وغیر اہم ذہن نشین او میشود
وانچہ قابل تعلیم وترویج ست از انچہ باینمرتبہ
نیست متمیز میگردد مثلا اہتمامیکہ بترمیم
تعمیر مساجد وفراہم کردن اسباب آبادی
آن متعلق ست بمقابر نیست وانچہ در باب
اجتماع مسلمین در مساجد از قسم تاکید بر آن و
تہدید بر ترک آن واظہار رضامندی بوقوع
آن وناخوشی بفقدان آن وبیان منافع تحقق
آن ومضار عدم آن وامثال آن از جنس
ترغیب وترہیب تعلق دارد سعی واہتمام
باید کرد وبزیارات قبور نباید کرد وانچہ در باب
ایصال منفعت بسوی میت از قسم ترغیب و
ترہیب وتاکید وتشہیر وترویج والتزام در مقدمہ
نماز جنازہ باید کرد بدیگر ادعیہ نباید کرد واز ادعیہ
بمطابق دعا باید کرد وتصدق عن المیت

اور پاکیزگے ذہن کی رکہتا ہو اور بیچ تمام خو اور خصلت آنحضرت
خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تامل کرے ضرور اوسپر واضح ہوگا کہ
ہر چند جو خصلتین ذکر کے گئی شامل ہین وہ سب قسم سنت
سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ہین مگر ہر کام کے لئے انمین سے
ایک موقع ہے بیچ مقدمہ متعلق ہونی اہتمام پیغمبر صلعم کے
دوسرے کام کے لئے نہین ہے اور یہہ مضمون ملاحظہ کرنے
قرینون حالی اور مقالی پیغمبر صلعم سے واضح ہوتا ہی یعنے
فرق درمیان اہتمام والی کامون سے اور غیر اہتمام والی کے
اور درمیان زیادہ اہتمام والی اور کم اہتمام والے کے اوس
سے ذہن نشین اوسکے ہوتا ہے اور جو کام قابل سکہانے اور
رواج دینے کے ہے اوس کام سی کہ جو اس مرتبہ مین نہین ہے
تمیز کیا گیا ہوتا ہے مثلا جو اہتمام کہ بنانی اور درست کرنے
مسجدون اور اکہٹی کرنے مین اسباب آبادی اوسکی متعلق ہے
ساتہ مقبرون کی نہین ہے اور جو کچہ کہ بیچ مقدمہ جمع ہونے
مسلمانون کی مسجدون مین تاکید اور ڈرانی سے اوپر موقوفی
اوسکے کے اور ظاہر کرنے رضامندی کے ساتہ واقع ہونی اوسکے
اور ناخوشی ساتہ نہ واقع ہونے اسکے سے اور بیان منافع
جمع ہونیکا مسجد مین اور نقصان نہ جمع ہونیکا اور مانند
اسکے جو کچہ رغبت دلانی اور ڈرانے کے ساتہ تعلق رکہتا ہے
کوشش اور اہتمام کرنا چاہیے زیارت قبرونکا نہ چاہیے
کرنا اور جو کچہ بمقدمہ پہونچانے نفع کے طرف میت کے اوس قسم
سے رغبت دلانی اور ڈرانی اور تاکید کرنے اور شہرت اور
رواج دینی اور لازم پکڑنے نماز جنازہ کے مقدمہ مین چاہیے

نباید کرد و آنچه بتصدق مذکور باید کرد یا بایصال
ثواب عبادات از نماز و روزه و تلاوت و ذکر
نباید کرد و آنچه در باب اقامت جهاد از قسم
سعی جسمانی و نفسانی یعنی ترغیب تالیف و
تدبیر و صرف اوقات عزیزه در تمهیدات
آن و امثال آن از مساعی بلیغه باید کرد
در باب تعلیم علوم غیر ضروریه و التزام خلوات
و ضبط اوقات بانواع عبادات و ریاضات
و اذکار و مراقبات نباید کرد و آنچه در باب
مزاولت اسلحه و سائر آلات حرب سعی و کوشش
باید کرد در باب جمع کتب و بناء مدارس و
خانقاهات نباید کرد و آنچه در باب دعوت
عوام الناس بسوی ظاهر کتاب و سنت سعی
باید کرد در باب دعوت دانشمندان فنون
بسوی مسائل غریبه قیاسیه و مباحث عمیقه
کلامیه و اشارات دقیقه صوفیه نباید کرد
بالجمله هر کسیکه بسیرت نبویه و سنت قرون
ثلثه مشهود لها بالخیر مهارت داشته باشد میفهمد
مراد پوشیده نخواهد ماند حاصل کلام آنکه مباحث
تشریعی باوجود کثرت شعب و تعین [illegible]
در باب راجع میشود باب [illegible]
مراتب امور [illegible]
[illegible]

نہ چاہیئے اور جو کچھ ساتھ خیرات ذکر کیے گئے کے چاہیئے ساتھ
پہونچانی ثواب عبادت کے نماز اور روزہ اور تلاوت
قرآن اور ذکر اللہ سے نہ چاہیئے اور جو کچھ بیچ مقدمہ قایم
کرنے جہاد کے اقسام کوشش جسمانی اور نفسانی سی یعنی
رغبت اور الفت دلانا اور تدبیر کرنا اور صرف کرنا وقتوں
عمدہ کا بیچ آراستگی اوسکی کی اور جو مانند اسکی ہی بہت
کوشش کرنا چاہیئے بیچ مقدمہ سکہانی علوم غیر ضروری اور
لازم پکڑنے خلوتون اور ضبط کرنے وقتون کے ساتھ اقسام
عبادت اور مجاہدہ اور ذکر اور مراقبہ کے نہ چاہیئے
اور جو کچھ بیچ مقدمہ استعمال ہتیارون اور تمام آلون لڑائی
کے کوشش اور محنت چاہیئے مقدمہ جمع کرنے کتابون اور
بنانی مدرسون اور خانقاہون کے نہ چاہیئے اور جو کچھ بلانے
مین عام لوگونکی طرف ظاہر قرآن اور حدیث کے کوشش چاہیئے
بیچ مقدمہ بلانے دانشمندون اور علوم کے طرف مسئلون عجیب
قیاسی اور ایسے بحثون علم عمیقہ کلام اور اشارتون باریک
صوفیون کے نہ چاہیئے حاصل کلام کا یہہ ہی کہ جو کوئی کہ ساتھ
خصلت پیغمبر اور طریق تینون قرنون کے کہ گواہی دی گئی ہی ساتھ
ساتھ بہتری انکی مہارت رکہتا ہو یہ بات اوسپر پوشیدہ
نہ رہیگی خلاصہ کلام یہہ ہے کہ بحثین تشریعی کی باوجود کثرت
شاخون اور تعین ہونے وجہون کے طرف انہین دو باب کے
رجوع کرتے ہین ایک باب تعینات حدود کا ہے اور دوسرا
باب [illegible] کلام دین سی بس کلمہ ما موصولہ کی بیچ حدیث
[illegible] کے واقع ہوا ہے یہی معنے مراد ہین ۵ —

پس معنی حدیث مذکور برین تقدیر چنین باشد
که هر که احداث کند در امر دین چیزیرا از قسم
تجدیدات یا بتغییر موقع امری از امور دین
پس آنچیز رد است پس خلاصه مفهوم بدعت
وصفیه چنین باشد که هر محدثیکه در امری از امور
دین محدث باشد یا به تغییر موقعی که بر آن
امری از امور دین محدث باشد صاحبش
آن خصوصیت را مدار اعتبار آن امر دین
در نظر شارع دانسته یا متعلق استحسان شرعی
شمرده بعمل آرد یا آن خصوصیت را مبطل
اصل عمل قرار داده یا سبب سقوط آن اصل را
از مرتبه از مراتب قبول فهمیده از آن اجتناب
ورزد پس همان را بدعت وصفیه میگویند
مخفی نماند که از ملاحظه تعریف هر دو قسم بدعت
چنان ظاهر میگردد که اصل مدار مطلق بدعت
بر عقیده است یعنی چیزی را که عند الله نافع
نیست نافع پندارد یا آنچیز را که مضر نیست
مضر پندارد واین را بدعت حقیقیه باید فهمید
ودرینمقام قسمی دیگر است از بدعت که آن را
بدعت حکمیه میگوئیم بیانش آنکه چیزی از
محدثات باشد وصاحب او هر چند اعتقاد
منفعت ومضرت او نداشته باشد اما با او
همان معامله کند که با امور نافعه یا ضاره

پس معنی حدیث ذکر کئے گئے کی اس تقدیر پر اس طرح ہونگی کہ جو
کوئی پیدا کرے کام دین مین ایسی چیز کہ وہ قسم معین کرنے کسی کام
دین ہی ہو یا تغیر دینے موقع مین کسی کام کے ہو پس وہ چیز
مردود ہے پس خلاصہ مضمون بدعت وصفیہ کا ایسا ہوگا کہ
جو حدث کسی کام مین امور دین کے نئی نکالی گئی ہو یا جو تغیر
موقع کہ بیچ کسی کام کے کامون دین سی نئی نکالی ہوئی ہو
ا صاحب اوسکا اوس خصوصیت کو مدار اعتبار اوس
کام کا شارع کی نظر مین جانکر متعلق خوبے شرعی شمار
کر کے عمل مین لاوے یا اوس خصوصیت کو باطل کرنیوالا اصل
کام کا قرار دیوے یا بسبب گرنی اوس اصل کا کسی مرتبہ مین
مراتب قبول سی سمجھکر اوس سے پرہیز کرے پس اوسیکو بدعت
وصفیہ کہتے ہین پوشیدہ نرہے کہ ملاحظہ تعریف دو قسم کے
بدعت سی ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اصل مدار مطلق بدعت کا
عقیدہ پر ہے یعنے اوسچیز کو کہ عند اللہ نافع نہین ہے مفید
جانے یا اوسچیز کو کہ مضر نہین ہے مضر سمجھے اسکو بدعت
حقیقیہ سمجھا چاہیئے اور اس مقام مین ایک اور
قسم کے بدعت ہے کہ اوسکو بدعت حکمیہ
کہتے ہین بیان اوسکا یہہ ہے کہ جو چیز کہ نئی
نکالے ہوئے ہو اور صاحب اوسکا ہر چند
اعتقاد نفع اور ضرر کا نرکہتا ہو لیکن
اوس سے وہی معاملہ کرے کہ جو مفید
یا مضر کامون سے ...

شرعیه باید کرد مثلاً چنانکه در محافظت خصوصیت
روز ضحیه در باب ضحیه باوجود امکان آن در
یومین لاحقین بنابر ادراک فضیلت سعی باید
کرد که باوجود گرانی قیمت بسبب وفور رغبت
و تعسر حصول بسبب قلت و قلت فرصت بسبب
اشتغال باداء صلوة عید و آداب آن و
کثرة اشتغال بسبب ملاقات اقربا و احباب و قلت
منفعت گوشت ضحیه بنسبت محتاجین بسبب
وفور آن دران روز بالجمله باوجود عوایق و
موانع خصوصیت روز مذکور را از دست نباید داد
و همچنین تخصیص روز وفات در باب التصدق عن المیت
که باوجود تحقق تنگدستی در آن ایام یا هجوم
امراض یا سنوح سفر یا عروض موسم برشکال
یا امثال آن از موانع و عوایق خصوصیت
روز مذکور را از دست ندهند بلکه معامله بعض
بعمل آرند و بازدیاد مرض بسبب اشتغال
در سرانجام دادن آن التفات ننمایند و تاخیر
سفر روا دارند و رنج فراهم کردن سامان
برشکال که محافظت طعام مذکور ازان نوع اند شد
بر خود گوارا کنند و تلطخ ثیاب در گل و لا روا
دارند و تخلل اوقات تعلم و تعلیم احکام دین
و فقدان اطمینان در عبادات و فوت جماعات
قبول کنند و بفوت خصوصیه مذکوره راضی

شرعی بھی کرنا چاہیے مثلاً جیسے کہ بیچ نگاہ رکھنے خصوصیت
دن بقرعید کے قربانی کی باب میں باوجود ہوسکنے
قربانی کے دو دن پچھلوں میں بسبب پانے بزرگی کی بیچ
دن بقرعید کی یہہ کوشش کرنی چاہیے کہ باوجود زیادتی
قیمت کے بسبب کثرت رغبت اور مشکل ہم پہنچنے
اسکے بسبب کمی جنس اور کمی فرصت کی بسبب شغل ادا نماز
بقرعید اور آداب اوسکی اور کثرت شغل بسبب ملاقات اقربا او
دوستوں کی اور کم نفع پہنچنے گوشت قربانی کی سے محتاجوں کو
بسبب کثرت اوسکی اوس دن خلاصہ یہہ کہ باوجود کثرت مانع کرنے
والوں اور منع کرنیوالوں کے خصوصیت اوس دن مذکور کو
نہ چھوڑنا چاہیے اسیطرح خصوصیت روز وفات کو بیچ مقدمہ
صدقہ دینی کی میت کی طرف سی کہ باوجود ہونے تنگدستی کی اوس
زمانہ میں یا ہجوم بیماریوں کے یا واقع ہونی سفر کے یا پیش آنے
موسم برسات کی یا مانند اسکی اور روکنے والے اور منع کرنیوالے
چیزیں ہوں خصوصیت اوس دن مذکور کو ہاتھ سی نہیں دیتے
بلکہ معاملہ بعض کا اپنی عمل میں لاتی ہیں اور ساتھ زیادہ ہونے
مرض کے بسبب مشغول ہونی کی سرانجام میں اوسکی التفات نہیں
کرتے اور تاخیر سفر کی روا رکھتی ہیں اور رنج جمع کرنے سامان
برسات کا کہ محافظت کہانی ذکر کیے گئے کے اوس سے ہے اوسکی اوپر اپنے
گوارا رکھتے ہیں اور آلودہ کرنا کپڑوں کا کیچڑ پانی میں روا رکھتے
ہیں اور خلل وقتوں سیکھنے اور سکھانی احکام دین میں
اور کھونا اطمینان کا عبادتوں میں اور فوت ہونا جماعتوں کا
قبول کرتے ہیں اور چھوڑنے خصوصیت مذکورہ پر راضی

نشوند اگرچه بافضیلت یوم مذکور بر سایر ایام
اعتقاد نداشته باشند وچنانکه زن بیوه باوجود
کثرت شبق وشدت افلاس بسبب موت
زوج که متکفل حوایج بشریه او بود وباوجود
عروض وحشت وحدت بمفارقت مونس
خود از زنا اجتناب می نماید واین اجتناب
در مدایح او شمرده میشود ودر مقام اثبات عفت
او ذکر کرده میشود همچنین باوجود امور مذکوره
از نکاح ثانی احتراز نماید یا این احتراز را
از مدایح او شمرده شود یا در مقام اثبات کمال
عفت او ذکر کرده شود اگرچه بقبح نکاح ثانی
اعتقاد نداشته باشد وچنانکه در مقدمه عقد
نکاح حضور شهود واذن ولی را از شرایط
صحت او میشمارند چنانکه عقد مذکور را بر آن
موقوف میدارند اگرچه در تاخیر آن انواع
مضرات محتمل الوقوع باشد همچنان عقد
مذکور را بر استطاعت جهیز یا ولیمه موقوف
دارند که وجود احتمال فقدان کفو یا فوت اولیا
یا غیبوبت ایشان در سفر بران اقدام ننمایند
یا برای سرانجام کردن جهیز یا ولیمه معامله
مداینت باوجود اشتمال آن بر مضرات
معاش ومعاد مثل لحوق افلاس ولزوم ربوا
بعمل آرند یا قباحت سوال حالی یا قالی را

نہین ہوتی اگرچہ فضیلت دن ذکر کی گئی کے اور دنون پر
اعتقاد نہ رکہتی ہون - اور جیسے کہ عورت بیوہ باوجود کثرت
خواہش اور شدت مفلسی کے کہ سبب مرجانے خاوند کے
کہ وہ ضامن حاجتون انسانی کا اوسکی تہا اور باوجود
پیش آنی وحشت تنہائی کے سبب جدائی غمخوار اپنی کی
زنا سے بچتی ہے اور یہہ بچنا اوسکا تعریف مین گنا جاتا ہے
اور مقام ثابت کرنے عفت اوسکی مین ذکر کیا جاتا ہے اور
اسیطرح باوجود باتون ذکر کیے گئے کے نکاح دوسرے سے
پرہیز کرتی ہے یا تو یہہ پرہیز کرنا اوسکی تعریف مین گنا جاتا ہے
یا مقام ثابت کرنے کمال پرہیزگاری اوسکی مین ذکر کیا جاتا ہے
اگرچہ برائی دوسرے نکاح کی معتقد نہو اور جیسا کہ مقدمہ
نکاح مین موجود ہونا گواہون کا اور اجازت ولی کو شرطون
مین صحت سے گنتے ہین جیسے نکاح مذکور کو اسپر موقوف
رکہتے ہین اگرچہ انکی دیر مین طرح طرح کی مضرتون کے واقع
ہونیکا احتمال ہو اسیطرح نکاح مذکور کو اوپر مقدور جہیز
یا ولیمہ کے موقوف رکہتی ہین جیسا کہ درصورت موجود
ہونے احتمال نہونے کفو کے یا فوت ہونے ولیوں کے
یا غایب ہونے انکی سفر مین اوسپر جرات نہین کرتے
یا سرانجام کرنا جہیز اور ولیمہ مین معاملہ قرض کا باوجود
شامل ہونے اوسکے اوپر ضرر دنیا اور آخرت کی مثل
لاحق ہونے مفلسی اور لازم آنے سود کے عمل مین لاتے
ہین یا خرابی سوال کی صورت بنانے یا زبان سے
کہنے

بر خود گوارا کنند و از رسم مذکور رست بوا
نشوند گو که بوجوب آن اعتقاد نداشته
باشند بالجمله این قسم بدعات را بدعت
حکمیه و عملیه میگوئیم پس مفهوم مطلق بدعت
چنین باشد که هر امری از امور مذکوره
در بحث اول یا ثانی که محدث باشد
و صاحبش آنرا از امور دین قرار داده
بعمل آرد یا با و معامله امور دینیه نماید پس
همان چیز بدعت ست و چون مفهوم بدعت
منقح گردید پس باید دانست که درین مقام
چند فواید نافع ست که آنرا در ضمن چند
مسائل ذکر باید کرد **فائده اولے**
در بیان انچه در بدعت حقیقیه داخل است
و آن مشتمل بر چند مسایل ست **مسئله**
اولے باید دانست که مسئله وحدت وجود
و شهود و مبحث تنزلات خمسه و صادر اول
و تجدد امثال و کمون و بروز و امثال آن
از مباحث تصوف و همچنین مسئله تجرد
واجب و بساطت او تعالے بحسب ذهن
یعنی تنزیه او تعالے از زمان و مکان
و جهت و ماهیته و ترکیب عقلی و مبحث عینیه و
زیادة صفات و تاویل متشابهات و
اثبات رویت بلا جهت و محاذات

اوپر اپنے گوارا کرتے ہین اور رسم ذکر کیے گئے سے ہاتھ
نہین اوٹھاتی اگرچہ اوسکے واجب ہونیکا اعتقاد نرکھتے
ہون خلاصہ یہہ کہ اس قسم کے بدعتونکو بدعت حکمیہ اور
عملیہ کہتے ہین پس مضمون مطلق بدعت کا اسطرح پر
ہوگا کہ جو کام کامون ذکر کیے گئے سے بحث پہلے یا دوسرے
مین کہ نئی نکالی ہوئی ہون اور صاحب اوسکا اونکو
کامون دین سے قرار دیکر عمل مین لاوے یا ساتھہ اوسکے
معاملہ کامون دین کا کرے پس وہ چیز بدعت ہی اور
جب معنی بدعت کے صاف معلوم ہو چکے پس جاننا چاہیے
کہ اسمقام مین کئی فائدے مفید ہین کہ انکو درمیان کئی
کے ذکر کرنا چاہیے **فائدہ پہلا** - بیچ بیان اوسکے کہ
جو بدعت حقیقیہ مین داخل ہے اور وہ شامل ہے اوپر کئی
مسئلون کے **مسئلہ پہلا** جاننا چاہیے کہ مسئلہ
وحدت وجود اور شہود کا اور بحث تنزلات خمسہ اور
صادر اول اور تجدد امثال اور کمون اور بروز
کے اور مانند اوسکے بحثون تصوف سے اور اسیطرح
مسئلہ مجرد ہونے حق تعالی اور بسیط ہونا اوسکا
ذہن مین یعنی پاک ہونا حق تعالے کا زمان اور مکان
اور طرف اور ماہیت اور ترکیب عقلی سے اور بحث
عین ذات ہونے یا زیادہ ہونے صفات کے
اور تاویل متشابہات اور ثابت کرنا دیدار کا بغیر
طرف اور محاذات کے -

واثبات جوہر فرد وابطال ہیولی وصورت
ونفوس وعقول یا بالعکس و کلام در مسئلہ
تقدیر و کلام و قول بصدور عالم بر سبیل
ایجاب و اثبات قدم عالم وامثال آن
از مباحث فن کلام والٰہیات و فلاسفہ ہم
از قبیل بدعات حقیقیہ ست اگر صاحب آن
اعتقادات مذکورہ را از جنس عقاید دینیہ
میشمارد والا درین جزو زمان در بدعات
حکمیہ البتہ مندرج ست چہ سعی در ادراک
حقیقیہ آن و اہتمام بتنقیح آن و معدود شدن
صاحب آن در زمرۂ علماء دین و حکماء
ربانیین وتمدح بآن در مقام ذکر کمالات
دینیہ در عرف عوام بلکہ در کلام خواص ہم
دایر و سایر ست مسئلہ ثانیہ سعی کردن
در تحصیل مقام فنای علمی وانسلاخ و اضمحلال
وانکشاف مغیبات مثال و واردات
وجد و حال وغیبت و استغراق و سکر و شطح
وعقد ہمہ در باب تاثیرات کونیہ و نفسیہ
واشراف خواطر والقای گرمی در قلوب حضار
وعلم دعوات اسما ریا بترک جلالی وجمالی آن
از قبیل بدعات حقیقیہ ست چہ ہر کہ با این
امور اشتغال مینماید آن را از جنس اموریکہ
مورث قرب الٰہی باشد میشمارد بلکہ

اور ثابت کرنا جوہر فرد اور باطل کرنا ہیولے اور صورت
اور نفسون اور عقلون کا یا بالعکس اسکے اور گفتگو مسئلہ تقدیر
اور کلام مین اور گفتگو ساتہ صادر ہونے عالم کے اوپر
طریق وجوب کے اور ثابت کرنا کہ عالم قدیم ہے اور مانند
اسکے بحثون علم کلام اور الٰہیات فلاسفہ سے سب
بدعات حقیقیہ کے قسم سے ہے اگر صاحب اوسکا اعتقادون
ذکر کیے گئے کو قسم عقیدون دینیہ سے گنے ورنہ اس زمانہ
مین البتہ بیچ بدعات حکمیہ کے داخل ہین اسلیئے کہ
کوشش بیچ معلوم کرنے حقیقت انکے اور اہتمام
ساتہ پاکیزگی اوسکے اور گنا جانا صاحب ان فنون کا
زمرہ علمائے دین اور حکمائے ربانی سے اور تعریف ساتھ
اسکے مقام ذکر کمالات دینے مین محاورہ مشہور عام
بلکہ عام خاص لوگونکے گفتگو مین بہی شایع اور مشہور
ہے مسئلہ دوسرا۔ کوشش کرنے بیچ حاصل کرنے
مقام فنائے علمی اور انسلاخ اور اضمحلال اور منکشف ہونے
غائب چیزین عالم مثال کے اور حاصل کرنے واردات
وجد اور حال اور از خود رفتگی اور استغراق اور بیہوشی
اور شطح اور پیدا کرنے تاثیرات کے عالم کون اور
نفوس انسانی مین اور مطلع ہونے مضمون دلون پر
اور ڈالنے گرمے دل حاضر ہونیوالون مین اور حاصل
کرنے علم دعوت اسمار کے بترک جلالی وجمالی سب قسم بدعتون
حقیقے سے ہے اسلیئے کہ جو کوئی ساتہ ان کامونکے مشغول
رہتا ہے اوسکو اوس قسم کی کامونمین کہ باعث قرب جناب الٰہی کے

اکثر ہمین امور را حقیقت احسان کہ در شرع
مطلوب است میدانند مسئلہ ثالثہ
تعیین اوراد و اذکار و ریاضات و خلوات
وار بعینات و نوافل عبادات و تعیین
اوضاع اذکار از جہر و اخفا و ضربات و
اعداد و مراقبات برزخیہ و التزام طاعات
شاقہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است نسبت بہ
اکثر طلاب کہ آنرا اصل کمال شرعی یا از مکملات
آن میدانند اما بہ نسبت خواص کہ آن را
محض از قبیل وسائل دانستہ در تعلیم و ترویج آن
سعی می کنند پس از قبیل بدعات حکمیہ باشد
آری اخص الخواص کہ محض بنا بر ہدایت چندے
از اجنبیا کہ نفوس ایشان در مرتبہ قصوی
از غباوت یا عصیان واقع شدہ اند اگر تعلیم
امور مذکورہ کردہ باشند و ایشان را بنمائش
این باغ سبز بسوی دام اطاعت حق
کشیدہ باشند و صرف بنا بر اصلاح استعداد
ناقصہ ایشان بقدر حاجت و ضرورت
بطور وسائل بی التزام و ترویج و اہتمام
بکار بردہ باشند و وقت حصول مقصود آنرا
ترک دادہ باشند پس ہر چند تعلیم امور مذکورہ
کہ از ایشان در بعضے احیان بہ نسبت بعضے
اذہان بحسب اتفاق و رعایہ مصلحت وقت

اکثر انہین کامونکو حقیقت احسانکی کہ شرع مین مقصود ہے
جانتے ہین مسئلہ تیسرا معین کرنا وظیفون اور ذکرون
اور ریاضتون اور تنہائیون اور چلون اور نفل عبادتون کا
اور معین کرنا وضعون ذکر کا پکار کر اور پوشیدہ اور
ضربون اور عددون اور مراقبون برزخیہ کا اور
لازم پکڑنا عبادتوں مشکل کا سب قسم بدعت حقیقی
سے ہے بہ نسبت اکثر طالبون کے کہ اسکو اصل کمال
شرعی یا مکملات شرعی سی جانتے ہین مگر بہ نسبت
خاص لوگون کے کہ اسکو محض قسم وسیلہ سی جانکر
بیچ تعلیم اور رواج دینے اسکے کوشش کرتے ہین
پس قسم بدعتون حکمیہ سی ہوگا ہان بہت خاص لوگ
کہ فقط واسطے ہدایت چند عیبونکے کہ نفس اونکے مرتبہ
نہایت مین کندی یا سرکشی مین واقع ہوی ہین اگر
تعلیم کامون ذکر کیئے گئے کی کی ہو اور اونکو یہہ باغ سبز
دکہا کر طرف جال عبادت حقتعالے کے کہینچا ہو اور
محض واسطے درستی استعداد ناقص اونکے بقدر حاجت
اور ضرورت بطور وسیلہ کے بے لازم پکڑنے اور
رواج دینے اور اہتمام کرنیکے کام مین لائے ہون
اور وقت حاصل ہونے مقصد کے اوسکو ترک
کیا ہو پس ہر چند تعلیم ان کامون ذکر کیے گیے
کے کہ اونسے بعض وقت بہ نسبت بعضے
ذہنون کے اتفاقا واسطے مصلحت
وقت کے —

بوجود آید بہ نسبت ایشان از قبیل بدعات
نباشد اما کلام درین مقام در اکثر اہل زمانست
کہ آنرا مثل شریعت مستمرہ و طریقہ مسلوکہ میشناسند
مسئلہ رابعہ تعیین اعداد و اشخاص و اوقات
و اجناس در باب ختم و توشہ و عقد محافل
سماع صوفیہ و محافل کتاب خوانی و مرثیہ
و ماتم و ساختن تعزیہ و شدہ و علم و عقد
ذکر شہادت حضرت امام در ایام عاشورے
و تعیین چہلم و سیوم و اعراس و تداعی
بر اجتماع در باب زیارت قبور و تعیین
اوقات برای آن و مراقبہ بران و قراءۃ
قرآن بر سبیل اجتماع بران و تعیین اوقات
تصدق عن المیت و التزام قراءۃ فاتحہ
و اخلاص و تعظیم آن و تعیین جنس آن و
مصرف آن و استمداد از اہل قبور و تقبیل
قبور و طواف آن و آستانہ بوسی و قیام
روبروے آن بجہت تعظیم و انداختن چادر
و گل و غلاف بران و غسل دادن قبور و روشنے
نمودن و اجتماع کردن بہ نیت تقرب
بر آن و تعیین نماز ہول برای اموات
و اذان بر قبور بعد فراغ از دفن و امثال
از امور بیشمار ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است
بہ نسبت اہل زمان کہ اینہمہ امور را التعبداً

ظہور میں آوے بہ نسبت اونکی قسم بدعت سی ہوگی
مگر گفتگو اسجگہہ اکثر اہل زمانہ میں ہے کہ انکے تئین مانند
شریعت جاری اور طریق مستقیم کے جانتے ہین۔
مسئلہ چوتہا تعیین کرنا عددون اور شخصون
اور وقتون اور جنسون کا مقدمہ ختم اور توشہ ہین
اور منعقد کرنا مجلسون راگ صوفیون کا اور مجلسون
کتاب خوانی اور مرثیہ اور ماتم کا اور بنانا تعزیہ
اور شدہ اور علم کا اور منعقد کرنا ذکر شہادت
امام حسینؓ عاشورے کے دن اور معین کرنا چہلم اور
سیوم اور عرسون کا اور بلاکر اکٹھے کرنا لوگون کا
زیارت قبور کے باب مین اور معین کرنا وقتون کا
واسطے انکے اور مراقبہ کرنا اونپر اور قرآن پڑہنا
جمع ہوکر اونپر اور معین کرنا وقتون خیرات کا میت کے
طرفسے اور لازم پکڑنا پڑہنا فاتحہ اور سورہ اخلاص کا
اور تعظیم کرنا صدقہ فاتحہ دی ہوئی کا اور معین کرنا جنس
اوسکے اور مصرف اوسکا اور مدد چاہنے اہل قبور سی اور بوسہ
دینا قبر دنکا اور طواف کرنا اونکا اور چوکھٹ چومنی اور
کہڑے رہنا روبرو اونکے واسطے تعظیم کے اور ڈالنا چادر
پہولونکا اور غلاف کا اونپر اور غسل دینا قبر دنکا اور روشنی
کرنی اور مجمع کرنا بہ نیت حاصل ہونے قرب خدا کے اونپر
اور معین کرنا نماز ہول کا واسطے مردون کے اور اذان
دینی قبرون پر بعد فراغت کے دفن سی اور مانند اسکی کامون
بہت سے قسم بدعتون حقیقیہ سی ہی بہ نسبت اس زمانہ والونکی کہ

بعمل می آرند مگر بہ نسبت بعضے خواص الخواص اگر
نزد ایشان این امور مذکور محض لغو باشند
و فقط بنا بر موافقت اہل زمان بعمل می آرند
کہ امور مذکورہ بہ نسبت ایشان از قبیل
بدعات حکمیہ باشد اگر از شبہات شرعیہ و
منکرات دینیہ نباشد **مسئلہ خامسہ**
استحسانات اکثر متاخرین از فقہا و صوفیہ
کہ محض بنا بر ظن حصول بعضے منافع دینیہ
و مصالح شرعیہ بدون تمسک بدلیلے از
دلائل شرعیہ عبادات یا معاملات اختراع
می نمایند یا تحدید اصلے از اصول دینیہ بحدود
خاصہ احداث می کنند تا ترویج امرے کہ
خامل در قرون سابقہ بود بر روی کار
می آرند یا احتمال امریکہ در آن ازمنہ
مروج بود بعمل می آرند مثل نماز معکوس
و وجوب تقلید شخصی معین از ائمہ مجتہدین
و ہبۂ ثواب عبادات احیا برای اموات
بخلاف نیابت در عبادات مالیہ کہ آن
ثابت الاصل است و مثل تحدید ذکر کلمۂ
تہلیل با وضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات
و جلسات و تحدید مار کثیر بعشر فی العشر
و ترویج انزوا بنا بر اشتغال بعبادت و مطالعہ
کتب و ترویج مسائل قیاسیہ و کشفیہ و استغراق

کرتے ہین مگر بہ نسبت بعضے بہت خاص لوگون کے کہ نزدیک
اونکے یہہ کام ذکر کیئے گئے محض لغو ہوتے ہین مگر
بسبب موافقت اہل زمانہ کے عمل مین لاتے ہین پس یہہ کام
مذکورہ بہ نسبت اونکی قسم بدعت حکمیہ سے ہین اگر ممنوعات
شرعی اور منکرات دین سے نہین ہین **مسئلہ پانچوان**
پسند کیا اکثر پچھلے فقیہون اور صوفیون سے کہ محض
بسبب گمان حاصل ہونے بعضے منفعتوں دین اور
مصلحت شرعی کے بغیر تمسک ساتھ کسی دلیل کے
دلیلون شرعی سے عبادتون یا معاملون مین نئی
پیدا کرتے ہین یا معین کرنا کسی اصل کا اصلون دین
سے ساتھ حدون خاص کے نیا پیدا کرتے ہین تا کہ رواج
اوس کام کا کہ گم تہا پہلے قرون مین ظہور مین لاوین
یا مشانا اوس کام کا کہ اوس زمانہ مین مروج تہا عمل مین
لاوین جیسے کہ نماز معکوس یا واجب کرنا تقلید کسی
شخص معین کا ائمہ مجتہدین سے اور بخشنا ثواب عبادتون
زندون کا واسطے مردون کے بخلاف نایب ہونے کی
عبادتون مالی مین کہ وہ ثابت ہے اصل مین اور جیسے
کہ حد باندہنے ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ وضعون
خاص کے عددون اور ضربون اور جلسون سے اور حد
باندہنے پانی کثیر کے ساتھ دہ در دہ کے اور رواج
گوشہ نشینی کا واسطے شغل عبادت اور مطالعہ کتابون کے
اور رواج دینا مسئلون قیاسی اور کشفی کا اور ڈوب جانا

بجمیع ہمت خود درآن و احتمال ظاہر کتاب و
سنت مگر بطریق تبرک و تیمن و احتمال امر معروف
ونہی عن المنکر و عدم مبالات باقامۃ جہاد
لسانی و سنانی و امثال این امور محدثہ
شان را اختراع میکنند باز آنرا در احکام
شرعیہ و عبادات دینیہ و مناقب ایمانیہ مندرج
میسازند ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ ست آنچہ
در مقام عذر ان میگویند کہ ہر چند این امر
محدث ست اما مشتمل بمصلحتے از مصالح دینیہ است
یا اصل آن در شرع ثابت ست اگرچہ خصوصیت
مذکورہ محدث باشد پس مجرد این عذر امور
مذکورہ را از حد بدعات خارج نمی گردانند
آری تحقیق آنکہ این بدعت حسنہ ست یا قبیحہ
پس عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ در فصل ثانیہ
مذکور خواہد شد و اکثر قدما کہ قیاس را قبیح
کردہ اند از لفظ قیاس ہمین معنی مذکور مراد
داشتہ اند نہ قیاس شرعی کہ حمل النظیر علی النظیر
ست **فائدہ ثانیہ** در بیان آنچہ در بدعت
حکمیہ مندرج ست و آن مشتمل ست بر چند
مسائل **مسئلہ اولے** استغراق ہمہ در
تحصیل تبحر علوم الہیہ بر تتبع مسائل غریبہ
علوم عربیہ کہ در فہم کتاب و سنت کہ بنائے
آن بر محاورات عرفیہ ست نہ بر لطایف

ساتھ تمام ہمت اپنی کے اوسمین اور گم کرنا ظاہر قرآن
اور حدیث کا مگر بطور تبرک کے اور برکت اور چھوڑنا
امر معروف اور نہی منکر کا اور بے پرواہی کرنے بیچ قایم
کرنے جہاد زبانی اور شمشیر کے اور مانند ان کاموں
نئے کے کہ اونکو نکالتے ہین پہر اونکو بیچ حکمون شرعی اور
عبادتون دینی اور وصفون ایمانی مین داخل کرتے ہین
سب قسم بدعتون حقیقے سے ہے اور جو کچھہ مقام عذر مین
کہتے ہین کہ ہر چند یہہ کام نئے ہین مگر ملے ہوئے ہین
اوپر مصلحت کے مصلحتون دین سے یا اصل انکی شرع مین
ثابت ہے اگرچہ یہہ خصوصیت مذکورہ نئی ہو پس
نرا یہہ عذر ان کامون مذکورہ کو حد بدعتون سی باہر
نہین کرتا ہان تحقیق اسکے کہ یہہ بدعت حسنہ ہے
یا قبیحہ یعنی نیک ہے یا بد پس عنقریب انشاء اللہ تعالے
دوسری فصل مین ذکر ہوگی اور اکثر اگلی لوگون نے
کہ قیاس کو برا کہا ہے لفظ قیاس سے یہی معنے مذکور مراد
رکھی ہین نہ قیاس شرعی کہ وہ قیاس کرنا مثل کا ہے
اوپر مثل کے **فائدہ دوسرا** بیچ بیان اوسکے جو
بدعت حکمیہ مین داخل ہے اور وہ ملا ہوا ہے کئی
مسئلون پر **مسئلہ پہلا** ڈوب جانا بالکل حاصل
کرنے تبحر علوم الٰہیہ مین ساتھ پیروی مسئلون نادر
اور علمون نادر کے کہ سمجھنے قرآن اور حدیث مین
کہ بناے اوسکے اوپر محاورون مشہور کے ہے
نہ باریکیون ـــ

شعر یہ چندان دخل نمی دارد و مثل تدقیق
زاید در دقایق منطقیہ الٰہیات وطبعیات
فلسفیہ وتعمق زائد در قواعد اصولیہ کلامیہ
واسفار فقہیہ مہارت ابواب دانشمندی
از فن مناظرہ وجدل وباب توجیہ طرق
درآمد مر کلام غیر بر سبیل ابطال یا توجیہ
وطرق سد ابواب درآمد مخالف از باب
تقیید وتحدید وتوجیہ تاویل امثال آن
از امور یکہ مجیبان دانشمند بعمل می آرند
ودر میان امثال خود بآن تفاخر می نمایند
ودر تحصیل احاطہ نوادر اشعار وقواعد عروض
ودر ضبط مسائل فرضیہ فقہیہ متوہم الوقوع
ودر اشتغال بریاضیات وفن تواریخ وفن
تکثیر ونقوش وامثال آن از فنون نادرہ
ہمہ از قبیل بدعات حکمیہ است بہ نسبت عقلاء
اہل زمان کہ حصول امور مذکورہ را از جنس
قربات اللہ ومحامد شرعیہ می دانند اما عمر
گرانمایہ را در تحصیل امور مذکورہ بوجہی اضاعت
مینمایند کہ طالب حق اوقات عزیزہ خود را
در تفتیش اصول دین وتحقیق احکام شرع
متین صرف مینماید وبآن اضاعت عمر
انواع مفاخرات ومباہات می نمایند وانرا
جنس طاعات ومناقب میشمارند چنانچہ تدریج

شعر پر کچھ ایسا دخل نہیں رکھتے اور مثل تحقیق باریکیون
زیادہ بیچ دقیقون منطق اور الٰہیات اور طبعیات حکیمون کے
اور بہت غور بیچ قاعدون اصولیون اور متکلمون اور
کتابون فقیہون مین اور پیدا کرنے مہارت باتون
عقلمندی مین فن مناظرہ اور لڑائی سی اور توجیہ اور
رستون آنی سی کلام دوسرے مین اوپر طریق باطل کرنے کے یا اوس
یا توجیہ اور طریقون بند کرنے دروازون آنی مخالف کی یا
قید لگانی یا حد باندھنی اور توجیہ اور تاویل سی اور مانند اسکے
اون کامون سے کہ جواب دینی والی عقلمند عمل مین لاتی ہین اور
درمیان ہمسرن اپنی کی بسبب اسکے فخر کرتی ہین اور بیچ تحصیل
کرنی نادر بیتون اور قاعدن علم عروض کی اور بیچ ضبط
کرنی مسئلون فرضی فقہیہ کی واقع ہونا اونکا فقط وہمی ہے
اور شغل کرنی فن ریاضی اور فن تواریخ اور فن تکثیر اور نقش کھینچنے مین اور مانند
اوسکے فنون نادر مین سب قسم بدعت حکمی سی ہین بہ نسبت عقلاء
اس زمانہ کی کیونکہ حاصل کرنی ان کامونکو جو ذکر ہوئی قسم
نزدیکی خدا اور تعریفون شرعی سی ہین جانتے مگر عمر عزیز
قیمت کو حاصل کرنی ان کامون مذکورہ مین اسطرح ضایع
کرتے ہین کہ جیسے طالب خدا اوقات عزیز اپنے تفتیش
اصل دین اور تحقیق احکام شرع مستحکم مین صرف کرتے ہین
اور اس ضایع کرنے عمر پر طرح طرح کے فخر اور تفخر کرتے
ہین اور قسم تعریف اور توصیف سے
گنتے ہین چنانچہ نقشبندیین —

بااین سفاهت و اسراف عمر در میان ایشان
جاریست و امثال این سفیها مسرفین عمر را
بسبب حصول این امور مذکوره بنظر توقیر
و اجلال مے بینند اگرچه ذرهٔ از طلب راه
دین نداشته باشند و تخمی از خشیته که
شعار علماست در دل نکاشته و چوبی
از علم و عمل از خرمن سنت نه برداشته
و قاعدین این فنون را بنظر حقیر و اهانت
می بینند اگرچه بشعار طلب حق معلم باشند
و بتفتیش سنت وابسته و بلباس تقوی
لابس سبحان الله اینحال عقلاء زمانه است
که خود را در زمرهٔ علما می شمارند و وای
برحال سفها یعنی جهال طلبه علم که جهل مذکور
را عین علم میدانند و اسراف و سفاهت
را عین قربت و عبادت و همین سفها و
مسرفین را علما و مستندین می شمارند پس
این امور مذکوره بنسبت ایشان از اقبح
بدعات حقیقیه است و افحش منکرات شرعیه
و آنچه در باب طلب علم و افاده علما در
سنت وارد گشته همین قدر است که چنانکه
سپاهیان اطاعت شعار و خدمتگاران
کارگذار که ملازمان سلاطین کبار
و متعلقان سرکار امرا عالیمقدار میباشند

ساتھ اس بیوقوفی اور ضایع کرنے عمر کے درمیان انکے
جاری ہین اور ایسی بیوقوفون ضایع کرنیوالون عمر کے
تئین بسبب حاصل کرنے ان کامونکے بنظر عزت اور
بزرگی کے دیکھتے ہین اگرچہ کچھ بھی طلب راہ دین کے
نرکھتے ہوون اور کوئی بیج خوف خدا سے کہ طریق علما کا
ہے دلمین نہ بویا ہوا اور خوبہ بھی علم اور عمل کا کھلیان
سنت سے نہ حاصل کیا ہو اور حاصل کرنیوالون ان
فنون کو بنظر حقارت اور اہانت دیکھتے ہین اگرچہ نشان
طلب خدا کے نشان رکھتے ہون اور تلاش سنت مین
سرگرم ہون اور لباس پارسائی کا پہنے ہون سبحان اللہ
یہہ حال عقلمندون زمانہ کا ہے کہ اپنے تئین گروہ مین
علما کے گنتے ہین اور افسوس اوپر حال احمقون یعنی
جاہل طالب علمونکے کہ اس جہل مذکور کو عین علم جانتے
ہین اور اسراف عمر اور بیوقوفی کو عین قرب خدا اور
عبادت اور انہین احمقون اور مسرفونکو عالم قابل سند
کے گنتے ہین پس یہ کام مذکورہ بہ نسبت انکی بدترین
بدعتون حقیقے سے ہے اور بڑا زیادہ تر برائیون شرعی
سے اور جو کچھ مقدمہ طلب علم مین اور بیچ فائدہ پہنچانے
علما کے عوام کو حدیث مین آیا ہے وہ اسیقدر ہے
کہ جیسے سپاہی بندگی شعار اور خدمتگار کارگذار کہ
نوکر بادشاہون بڑے اور ملازم سرکار امیرون عالیقدر
کے ہوتے ہین ۔

شب و روز در تفتیش احکام مندرجه
پروانجات که در باب نظم و نسق کار و بار
ایشان صادر گردیده مشغول میمانند و
بمجرد اطلاع بر احکام مذکوره در سرانجام
دادن مهمات مطلوبه سرگرم میگردند لیکن
از بسکه تحریر پروانجات نواحی هندوستان
در زبان فارسی مروج است و بر بعضی
اصطلاحات آئین احکام مشتمل میباشد
و بعضی از ایشان بزبان فارسی مهارت
می دارند و بعضی نه همچنین بعضی بر اصطلاحات
مندرجه بسبب ملاقات باحضار دربار اطلاع
می دارند و بعضی نه بنابران چنانکه بر ذمه
ناواقفان مذکورین سرانجام کردن احکام
مذکوره لازم است همچنین تفتیش آن از
واقفان نیز لازم چنانکه بر ذمه واقفان
امتثال احکام مذکوره لازم است همچنین
اعلام ناواقفان نیز و هرگاه که ناواقفان
بر آن احکام مطلع گردیدند ایشان هم
مثل جماعت اول واقف گردیدند گو بصنعت
خط و کتابت مهارت نداشته باشند پس
اعلام ناواقفان دیگر بر ذمهٔ ایشان هم
لازم گردید و همه ها در مقدمه اطاعت اصل
حاکم و امتثال احکام او متساوی اند کسی از

رات دن تلاش مین حکمون مندرج پروانون کے کہ
مقدمات بندوبست کاروبار مین اونکے وارد ہوتی
ہین مشغول رہتی ہین اور اطلاع پاتی ہے احکام
مذکور پر بیچ سرانجام کامون طلب کیے گئے کے سرگرم
ہوتے ہین لیکن اس سبب سے کہ لکھا جانا پروانون کا
اطراف ہندوستان مین بیچ زبان فارسی کے مروج ہے
اور اوپر بعضے اصطلاحون قواعد احکام کے مشتمل
ہوتا ہے اور بعضے اونکے زبان فارسی مین مہارت
رکھتے ہین اور بعضے نہین رکھتی اور اسیطرح بعضے
اصطلاحات مندرجہ پر بسبب ملاقات حاضر ہونی دربار
کے اطلاع رکھتی ہین اور بعضے نہین اسلیئے جیسا کہ
اوپر ذمہ ناواقفون ذکر کیئے گئے کے سرانجام کرنا
حکمون مذکور کا لازم ہے اسیطرح تلاش اون کے
واقفون سے بھی لازم ہے اور جیسے کہ اوپر ذمہ
واقفون کے تعمیل حکمون مذکور کے لازم ہی اسیطرح
آگاہ کرنا ناواقفون کا بھی اور جب ناواقف اوس
احکام پر مطلع ہو گئے تب وہ بھی مثل جماعت اول کے
واقف ہو گئے گو صنعت لکھنے پڑہنے مین مہارت
نرکھتے ہون پس آگاہ کرنا اون ... واقفون کا اوپر
ذمہ انکے سبھی لازم ہوا اور سب بیچ مقدمہ فرمانبرداری
اصل حاکم کے اور بجا لانے اوسکے حکمون کے
برابر ہین کوئے اون مین

ایشان بسبب واقفیت مذکوره اصل حالم
نشده و دیگرے بسبب شنیدن احکام خود از
زبان شخص اول از زمره نوکران او نگردیده
بلکه همه مارا باید که در سر انجام کردن مهمات
مذکوره کوشش نمایند و از گفتگوی فضول
که در امتثال احکام مذکوره چندان دخل
نمیدارد اجتناب ورزند همچنین بندگان
حق جل و علا را باید که دایما در تفتیش
احکام مندرجه قرآن مجید مستغرق
الهمت باشند لیکن از بسکه قرآن مجید
در زبان عربی است و مشتمل اصطلاحات
شرعیه پس آنانکه بلسان مذکور مهارة
نمیدارند و بر اصطلاحات مسطوره مطلع
نشده اند لا بد بر ذمه ایشان استفسار
ایمعنی از ماهران لسان عربی و واقفان
سیرة نبوی لازم آمد و اعلام ناواقفان
بر ذمه واقفان واجب گردید بعد اطلاع
بر احکام شرعیه امر بالمعروف و نهی
عن المنکر بر ذمه همه کس واجب شد و احتراز
از تدقیقات زائده شعار عبودیه شمرده شد
و تقلید محض به نسبت انبیا علیهم السلام
همه کس را لازم آمد بالجمله تقلید نبی امی
فخر ماست تاج لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ

اونھین سے بسبب واقفیت مذکور کے اصل حاکم نہین
ہوگیا ہے اور دوسرا بسبب سننے حکمون اپنے کے
زبان شخص اول سے اوسکے نوکرون سے نہین
ہوگیا ہے بلکہ سبکو چاہیئے کہ سرانجام کرنے مہم
مذکور مین کوشش کرین اور گفتگوی بیکار سے کہ
بجا لانے حکمون مذکور مین چندان دخل نہین رکھتے
بچین ایسا ہی بندگان حق تعالی کو چاہیئے کہ ہمیشہ
تلاش حکمون مندرج قرآن شریف مین دلسے مشغول
رہین لیکن اس سبب سے کہ قرآن مجید زبان عربی
مین ہے اور ملا ہوا ہے اصطلاحون شرعی پر پس
وہ لوگ کہ زبان مذکور مین مہارت نہین رکھتے
اور اصطلاحون مذکور پر مطلع نہین ہوی ہین ضرور
اونکے ذمہ پر دریافت اس معنی کا جاننے والون
زبان عرب اور واقفون خصلت پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم سے لازم پڑا اور آگاہ کرنا ناواقفون کا
اوپر ذمہ واقفون کے واجب ہوا اور بعد
اطلاع کے احکام شرعی پر امر معروف اور
نہی منکر اوپر ذمہ سبکے واجب ہوا اور بچنا
باریکیون زاید سے طریقہ عبودیت گنا گیا
اور تقلید صرف بہ نسبت نبیون کے کہ اون پر
سلام ہو سب پر لازم آئے خلاصہ یہہ کہ تقلید نبی
امی کی فخر ہمارا ہے اور تاج ترجمہ البتہ تحقیق ہے
واسطے تمہارے بیچ رسول خدا کے —

أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ برسر داریم
وخلعت نَحْنُ اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا
نَحْسِبُ دربر از همه فنون دانشمندی
وصنایع فضیلت نمائی بیزاریم واز مائده
سنت نبویه نواله بردار وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی
ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا مسئله ثانیه
اہتمام بلیغ بمحافظت اوضاع محدثه در باب
زی لباس و در باب رفتار وگفتار و در
باب تعیین اوقات خلوۃ وجلوۃ وہیات
نشست و برخاست وتحیۃ وملاقات
وتشخیص افعال و اقوال مخصوصه در باب
تعظیم واکرام وخطاب و کلام وتخصیص بعضے
ایام بعقد محافل ہمسران مجالس و یاران
موانس و عقیدتمندان حقیقی واخلاص کیشان
تحقیقی وامثال آن که در ارباب مناصب
شرعیه مثل علما وقضاۃ واولاد وتلامذہ
ایشان یا در مقلدان کبرای صوفیه
مثل سجاده نشینان مشایخ کرام ومریدان
ایشان یا در مدعیان مقام ترک و تجرید
مثل خانقاه نشینان وسرگروہان
آزادان قلندریه ومداریه وجلالیه
اتباع ایشان که محض بنا بر تحفظ شعار
منصب خود واسلاف خود ورعایت

پیروی اچھی - سر پر رکھتے ہین ہم اور خلعت
حدیث کہ ہم گروہ ناخواندہ ہین نہ ہم لکھتے ہین
اور نہ حساب جانتے ہین - بیچ بغل کے تمام فنون
عقلمندی اور کاریگریون فضیلت ظاہر کرنیوالے
سے بیزار ہین ہم اور خوان سنت نبوی سی لقمہ
اوٹھانیوالے - اور تعریف کرتے ہین اللہ اوسکے اوپر
بہت تعریف - مسئلہ دوسرا اہتمام بہت
ساتہ نگہبانی نئی وضعون کے بیچ مقدمہ وضع
اور لباس کے اور چلنے اور گفتگو کرنیکے اور معین
کرنے وقتون تنہائی اور مجمع مین بیٹھنے کے اور صورتون
بیٹھنے اوٹھنے اور سلام اور ملاقات کی اور معین کرنا
کامون اور باتون خاص کا باب تعظیم اور تکریم اور
بولنے اور بات کرنے مین اور خاص کرنا بعضے دنونکا
ساتہ منعقد کرنے مجلس ہمنشین اور یاران غمخوار
اور معتقدون حقیقی اور اخلاص مندون تحقیقی اور
مانند انکے کے بیچ منصب دارون شرعی مثل عالمون
اور قاضیون اور اولاد اور شاگردون انکی یا بیچ
مقلدون بڑے صوفیون کے مانند سجادہ نشینون
مشایخ بزرگ اور مریدون اونکے یا بیچ دعوے
کرنیوالون مقام ترک اور تنہائی کے مانند خانقاہ
بیٹھنے والونکے اور سردار آزادون اور قلندرون اور
مداریون اور جلالیون اور پیروون انکی کی کہ محض واسطے
محفوظ رکھنے طریق منصب اپنے اور بزرگون اپنی اور رعایت

امتیاز خود و کبراء خود از سائر مسلمین مروج گردیده مثل اجتناب از نکاح باوجود استحقاق محض بنا بر حفظ عنوان درویشی یا احتراز از مکاسب معاشیه باوجود فراغت اوقات از ضروریات معادیه و معاشیه باوجود عروض افلاس و سنوح حاجات بحدی که باعث تحمل مذلات سوال حالی و قالی گردند پس باوجود اینهمه محض بنا بر حفظ عنوان خاندان مکاسب را از جنس بواعث لحوق عار و موجبات عیب و شناعت شمرده ازان اجتناب می ورزند اگرچه آنرا از ممنوعات شرعیه نمی دانند و مثل احداث تعظیمات قولیه و فعلیه در مقام سلام علیک و مصافحه عند الملاقات و مثل اعتناء شدید بترویج القاب مشعره بر مناصب شرعیه رفیعه مثل مولوی فلانی و شاه فلانی و امثال آن از امور بیشمار که تعداد آن در چند اوراق خیلے متعذر مینماید همه از جنس بدعات حکمیه است به نسبت عقلاء ایشان که امور مذکوره را باوجودے که از جنس لغو و لاطایل دانسته اند محض بنا بر حفظ عنوان خاندان بعمل می آرند واما به نسبت سفهاء ایشان که امثال

جیسا کہ منہ اپنے اور بزرگوں اپنے کے تمام مسلمانوں سے مروج ہوا ہے جیسے بچنا نکاح سے باوجود مقدور کے فقط واسطے حفاظت طریق درویشی کے یا بچنا کسب معاش سے باوجود فراغت اوقات کی ضروریات آخرت اور زندگانی سے اور باوجود پیش آنے مفلسی اور واقع ہونے حاجتوں کے ساتھ اس حد کہ سبب اوٹھانی ذلتوں سوال بطور صورت بنانی یا زبان کہنے کا ہووین پس باوجود اس سبکے محض واسطے محافظت طریق خاندان کے کسب کرنیکو سبب جنس سے لاحق ہونے عار اور باعث رجوع ہونے طعن کا جانکر اوس سے پرہیز کرتے ہین اگرچہ اسکو ممنوعات شرعی سی نہین جانتے اور مانند بنا نکالنے تعظیموں زبانی اور فعلی بجائے سلام علیک اور مصافحہ وقت ملاقات کے اور مثل اہتمام بہت رواج دینے القاب کے وہ فتنہ کرنیوالے اوپر منصب شرعی بلند کے ہین جیسے مولوے فلانے اور شاہ فلانے اور مانند اسکے کاموں بیشمار سے کہ گنتے اونکے اس چند ورقوں مین مشکل ہے سب قسم بہ نسبت عقلمندون انکے کے بدعتوں حکمی سی ہے کہ کاموں مذکور کو باوجود اسکے کہ قسم لغو اور بیکار سے جانتے ہین محض واسطے نگاہبانی طریق خاندان کے عمل مین لاتے ہین اور بہ نسبت بے وقوفون انکے کہ مثل -

این سفاهات را عین کمالات دانسته
اهتمام بمحافظت این اشیاء محدثه بیش
از بیش بر روی کار می آرند پس امور مذکوره
به نسبت ایشان از قبیل بدعات حقیقیه است
که از عنوانات منا شرعیه شمرده میشود
واما انچه از عنوانات امور معاشیه شمرده میشود
مثل وردی سپاهیان و امثال ایشان
پس از ما نحن فیه خارج است **مسئلهٔ ثالثه**
التزام بعضے مباحات شرعیه محض بنا بر تقلید
آبا و اجداد و بنا بر موافقت اقران و اخوان
بدون ظن حصول منفعتے از منافع اخرویه و یا
غرضے از اغراض دنیویه همه از قبیل بدعات
حکمیه است و به نسبت اکثر اهل زمان اما به نسبت
بعضے از ایشان پس از قبیل شرک و به نسبت
بعضے از قبیل بدعت حقیقیه و به نسبت بعضے
از قبیل امور معاشیه و به نسبت بعضے از امور
لهویه تفصیل این اجمال آنکه چنانکه هرچند
شارع جل جلاله بعضے احکام شرعیه را
بنا بر رعایت بعضے مصالح معاشیه یا معادیه
مقرر فرموده است مثل تعیین صلوٰة برای
توجه الی الله و رخص مسافر برای دفع مشقت
و عدة برای استبرای رحم و امثال آن
اما عباد را باید که قطع نظر از مصالح کرده

اس بیوقوفی کو مین کمال جانکر اہتمام نگہبانی
ان چیزون نئی کا زیادہ حد سے کام مین لاتے ہین
پس کام مذکور بہ نسبت انکی قسم بدعت حقیقے سے ہین
کہ شان منصبون شرعی سے گنے جاتے ہین اور
جو کچھہ کہ نشانیون کام دنیا سے شمار کیے جاتے ہین
جیسے وردی سپاہیون کی اور مانند اسکے پس وہ
بحث ہمارے سے کہ ہم اوسمین بحث کرتے ہین باہر
ہے **مسئلہ تیسرا** لازم پکڑنا بعضے جایز کامون
شرعے کا کہ صرف واسطے پیروی باپ دادون کے
اور واسطے موافقت ہمسرن اور بھائیون کے
کرتے ہین اگرچہ گمان حصول کسی نفع کے نفعون
آخرت سے یا کسے غرض کے غرضون دنیا سے نہو
یہہ سب قسم بدعت حکمیہ سی ہے بہ نسبت اکثر لوگون
اس زمانہ کی اور بہ نسبت بعضون کے اوسے قسم شرک
سے اور بہ نسبت بعضون کے قسم بدعت حقیقے سے اور
بہ نسبت بعضون کے قسم کامون معاش سی اور بہ نسبت
بعضون کی کامون کھیل اور لغو سے ہے تفصیل
اس اجمال کی یہہ ہے جیسے کہ ہرچند شارع جل شانہٗ نے
بعضے حکمون شرعی کو واسطے رعایت بعضے مصلحون
دنیا یا آخرت کے مقرر فرمایا ہے جیسے تعیین نمازکے
کیواسطے متوجہ ہونے طرف خدا کے اور رخصت مسافر کی
واسطے دور کرنے مشقت کے اور عدة واسطے پاک کرنے
رحم کے اور جو مانند اسکی ہی مگر بندون کو چاہیے کہ قطع نظر

در محافظت نفس صورة احکام شرعیه سعی
بلیغ نمایند و بنابر ظن حصول مصلحت مرعیه
در غیر صور معینه باکمل وجه هرگز در اقامت
صورة مذکوره مداهنت نه نمایند
و تبدیل و تغییر را در آن راه ندهند مثلا
در محافظت صورة نماز اگرچه عاطل از
معنی حضور باشد سعی بلیغ باید کرد و مراقبه
معیت ذاتیه را اگرچه سراسر پر از معنی
حضور باشد در عوض او استعمال نباید کرد
و در سفر بی مشقت اعراض از رخص شرعیه
نباید کرد و در صنایع شاقه مثل حدادة
و امثال آن که بمراتب اشق از سفر باشد
رخص مذکوره را استعمال نباید نمود و بر تقدیر
یقین بخلو رحم از علوق عدت نباید گذاشت
بالجمله صور احکام شرعیه در باب اطاعت
شارع قطع نظر از مصالح مرعیه خود مقصود
لذاتها گردیده همچنین بعضے از عقلاء تجربه کار
بعضے از اشیاء مباحه را بنابر بعضی مصالح
معاشیه ترویج می نمایند پس کسانیکه
طالب مصالح مذکوره میباشند صورة
مروجه را اقرب طرق حصول مصالح
مذکوره دانسته بعمل می آرند آخر شده
در عوام الناس دایر و سایر می گردد

نگہبانی اصل صورت حکموں شرعی میں کوشش بہت
کریں اور بسبب گمان حاصل ہونے مصلحت رعایت
کی گئی بیچ ماسوا صورت مقررہ کے اچھی طرح پر وجہ ہرگز
قایم کرنی صورت مذکور میں سستی نکریں اور تبدیل اور
تغیر کو اس میں دخل ندیں جیسے بیچ حفاظت صورت نماز کی
اگرچہ خالی یعنے حضور قلبی سے ہو کوشش تمام چاہیے
اور مراقبہ معیت ذاتی کا اگرچہ سر اسر بھرا ہوا معنے
حضور سے ہو نماز کے بدلے عمل میں نہ لاویں اور سفر بے مشقت
میں منہ پھیرنا رخصتوں شرعی سے نہ چاہیے اور
کاموں مشقت میں مثل کام لوہاری اور مانند اوسکے
کہ بہت مشکل سفر سے ہو رخصت مذکور کا استعمال نکرنا
چاہیے اور بر تقدیر یقین خالی ہونے رحم کے بستہ منے
یعنے علقہ سے عدت چھوڑنی نہ چاہیے خلاصہ یہ کہ صورت
احکام شرعی کے فرمان برداری شارع میں قطع نظر
مصلحتوں رعایت کی گئی سے بالذات مقصود
ہوی ہے اسیطرح بعضے عقلمند تجربہ کار بعضے چیزوں
مباح کو بسبب بعضے مصلحتوں دنیا کے رواج دیتے
ہیں پس جو لوگ کہ طلبگار مصلحت مذکور ہوتے
ہیں صورت مروجہ کو نزدیک ترین رستوں
حاصل کرنے مصلحت مذکور کا جانکر عمل میں لاتے
ہیں آخر ہوتے ہوتے عوام لوگوں میں وہ مروج
مروج اور مشہور ہوتا ہے —

ومصلحت مذکورہ در اکثر ناس باختفا می اند
وصورۃ مروجہ مسلم خواص وعوام میشود واکثر
اشخاص محافظت نفس آنصورۃ مروجہ قطع نظر
بر اشتمال او بر مصلحت مذکورہ جد وجہد
بلیغ مینمایند چنانچہ اگر مصلحت مذکورہ از
صورۃ مسطورہ مفقود گردد بلکہ در التزام
آن لحوق انواع مضرات بنظر آید ہرگز آنرا
از دست ندہند وہمچنین اگر برای حصول
مصلحت مذکورہ طریقی دیگر غیر صورت
مروجہ میسر الحصول باشد ہرگز تبدیل
آن روا ندارند وتارک صورۃ مذکورہ
درمیان ایشان آنقدر مطعون وملام
گردد کہ تارک اصل مصلحت آنقدر مطعون
وملام نگردد پس درین ہنگام آنصورت
مروجہ را رسم میگویند مثلا عقلاء سلف
بنا بر ایصال ثواب صدقات بسوے
اموات اطعام طعام مقرر کردہ بودند
وازانکہ محتاجین اقربا در باب مصارف
مطلق صدقات مقدم اند بر غیر اقربا
بنابران محتاجین اقربا را تقدیم میکردند
واین امر شدہ شدہ درین زمان بحدے
رسیدہ کہ در بابیغ تقسیم طعام سیوم وچہلم
واعراس درمیان اقربا بمعنی تصدق

اور مصلحت مذکور اکثر لوگون مین پوشیدہ ہوجاتی
ہے اور صورت رواج پائی ہوئی سب خاص وعام
مین مسلم ہوتی ہے اور اکثر لوگ حفاظت خاص اوس
صورت مروجہ مین قطع نظر ملے ہونے اوسکے مصلحت
مذکور پر بہت کوشش حد سی زیادہ کرتے ہین
جیسے کہ اگرچہ مصلحت مذکور اوس صورت مسطور مین
سے جاتی رہے بلکہ لازم پکڑنے اوسکے مین پیش آنا
طرح طرح کی مضرتون کا نظر آوے ہرگز اوسکو ہاتھ سی
نہین چھوڑتے اسیطرح اگر واسطے حاصل ہونے مصلحت
مذکور کے رستا دوسرا سوای صورت مروجہ کے
آسان حصول مین ہو ہرگز تبدیل اوسکی جایز نہین رکھتے
اور ترک کرنیوالا صورت مذکور کا درمیان اونکے
اسقدر محل طعنہ اور ملامت کا ہوتا ہے کہ چھوڑنیوالا
اصل مصلحت کا اسقدر طعنہ دیا گیا اور ملامت کیا گیا
نہین ہوتا ہے پس اسوقت اوس صورت مروجہ کو
رسم کہتے ہین مثلا پہلے عقلمندون نی واسطی پہونچانی
ثواب خیرات کی طرف میتون کی کہانا کہلانا مقرر
کیا تہا اور چونکہ محتاج اقربا دینے مین ہر صدقات کی
غیر اقربا پر مقدم ہین اس نظر سے محتاج اقربا کو مقدم
کرتے تہے اور یہ کام ہوتی ہوتی اس زمانہ مین اس حد کو
پہونچا کہ بانٹنی کہانا سیوم اور چہلم اور عرسون مین
درمیان اقربا کے معنے صدقہ کے —

عن المیت وقضاء حاجت محتاجین اصلا
ملحوظ نیست حتی که اگر لفظ تصدق عن المیت
وقضاء حاجت محتاجین بر زبان رانند
اغلب که اکثر اقربا اهل عزت طعام مذکور
را قبول نمایند بلکه آنرا بمشابه سب وشتم
درحق خود تصور کنند وتقسیم طعام بحدی
مسلم خاص وعام گردیده که اگر شخصی
انواع صدقات برای اموات خود نماید
اما تقسیم طعام بطریق مروج بعمل نیارد
بحدی مطعون وملام گردد واگر گاهی
تصدق برای ایشان بعمل نیارد ولیکن
تقسیم مذکور بطریق مروج نماید هرگز گونۀ
از طعن وملامت بسوی او عاید نگردد پس تقسیم
طعام مذکور درین زمان از قسم رسوم است نه از قسم
عبادات پس کسیکه آنرا از قسم رسوم دانسته
بعمل می آرد درحق او از قسم بدعات حکمیه است
وکسیکه آنرا موجب ثواب اموات دانسته
بعمل می آرد درحق او از قسم بدعات
حقیقیه است وکسیکه آنرا باعث توجه ارواح
اموات وجالب رضای ایشان دانسته
بعمل می آرد وباز توجه ارواح ایشان را
سبب قضای حوائج خود وعلت حصول
مقاصد خود میداند وهمچنین ترک رسوم

میت کی طرف سے اور ادا کرنا حاجت محتاجونکا بالکل
خیال مین نہین ہے یہانتک کہ اگر لفظ صدقہ میت یا حاجت
روائی محتاجون کا زبان پر آوے تو غالب ہے کہ اکثر اقربا
اہل عزت اوس کہانے مذکور کو قبول نکرین بلکہ اوسکو
مانند تبرا اور برا کہنے کے اپنے حق مین تصور کرین اور
تقسیم کہانے کے اس حد مین مسلم خاص اور عام
ہوئی ہے کہ اگر کوئی شخص طرح بطرح کے صدقے واسطے
مردون اپنے کے کرے مگر تقسیم کہانیکے بدستور مروج
عمل مین نہ لاوے نہایت لایق طعنہ اور ملامت کے
ہوتا ہے اور اگر کبہی خیرات واسطے اونکے نکرے
لیکن تقسیم مذکور بطور رواج کے کرے ہرگز کسیطرحکا
طعن اور ملامت اوسکے طرف نہین آتا ہے پس تقسیم
کہانی کی اس زمانہ مین قسم رسمون سے ہے نہ قسم
عبادتون سے پس جو کوئی اسکو قسم رسم سے
جانکر عمل مین لاوے اوسکے حق مین قسم بدعتون
حکمیہ سے ہے اور جو کوئی اسکو باعث ثواب
مردون کا جانکر عمل مین لاوے اوسکے حق مین
قسم بدعتون حقیقے سے ہے اور جو کوئی اسکے
تئین سبب توجہ ارواح مردون کا اور باعث
رضامندی اونکا جانکر عمل مین لاوے اور پھر
توجہ ارواح اونکے کو سبب روا ہونے حاجتون
اپنے کا اور سبب بر آنے مقصدون اپنے کا
جانے اور اسیطرح چہوڑنے رسمون مذکور کو

مذکوره را مورث طرد ولعن ایشان
فهمیده وآنرا موجب نکبت ووبال وعلت
برهمی مقاصد خود و پریشانی مطالب
خود دانسته ازان اجتناب ورزد در حق
او از قسم شرک است وکسیکه بنا بر حاصل
کردن معرفت وروشناسی در سرکار
امیری از امرا بطریق اهداء طعام مذکوره
بتقریب سیوم وچهلم بعمل می آرد در حق او
از قسم امور معاشیه است وکسیکه محض
بنا بر اجتماع احبا بحسب اتفاق در بعض
اوقات تقریبات مذکوره را بر روی کار
می آرد در حق او از قسم لهو است پس اگر
مبلغ خطیر دران صرف کند در حد اسراف
داخل خواهد گردید بالجمله معنی رسم همین
است که امری محدث از مباحات شرعیه
درمیان اکثر طوایف انام عوام بطریق
التزام مروج بحدی شده باشد که تارک
آن امر درمیان اکثر ایشان مطعون
وملام گردد وتعامل دران امر درمیان
اکثر ناس بنا بر مجرد تقلید اسلاف یا
موافقت اقران واخوان قطع نظر از
حصول منفعت ولحوق مضرت جاری
شده باشد پس همین امر را رسم میگوییم

مذکور کو باعث دوری اور لعن اونکا سمجھے اور اوسکے
تئین سبب مصیبت اور وبال اور موجب برہم ہونے
مقصدون اپنے اور پریشانی مطلبون اپنے کا
جانکر اوس سی پرہیز کرے اوسکے حق مین قسم
شرک سی ہے اور جو کوئی بسبب حاصل کرنی
ملاقات اور آشنائی کے سرکار مین کسی امیر کے
امیرون سے بطور ہدیہ کے کہانا مذکور تقریب
سیوم اور چہلم سے بہیجے اوسکے حق مین قسم کامون
معاش سی ہے اور جو کوئی صرف واسطے جمع ہونے
دوستون کے بحسب اتفاق بعضے وقت تقریبیں
مذکور ظہور مین لاوے اوسکے حق مین قسم کہیل سے
ہے پس اگر روپیہ بہت اوسمین صرف کرے حد اسراف
مین داخل ہوگا خلاصہ معنی رسم کے یہہ ہین کہ جو کام
نیا مباحون شرعی سے درمیان اکثر عام
لوگون کے بطریق لازم پکڑنے کے مروج اس
حد کو ہوا ہو کہ ترک کرنیوالا اوس کام کا درمیان
اکثر اونکے طعنہ دیا گیا اور ملامت کیا گیا
ہوتا ہے اور عملدرآمد اوس کام مین بیچ اکثر
لوگون کے بسبب محض پیروی بزرگون کے
یا موافقت ہمسرون اور بہائیون کے قطع نظر
حاصل ہونے نفع یا لاحق ہونے ضرر کے جاری
ہوا ہو پس اسی کام کو ہم رسم کہتے ہین —

پس باید دانست کہ ہمہ رسوم شادی و غم
و ولادت و ختنہ و رسومیکہ از عنوانات
شرافت در عوام الناس شمردہ میشود
مثل مغالات در باب مہر یعنے کثرت مقدار
و مثل اجتناب از حرف و صنایع در باب
مکاسب با وجود احتیاج بسوی آن
و مثل احتراز زن بیوہ از نکاح ثانے
و مثل استنکاف از اشتغال بحوایج خود
از بیع و شرار و برداشتن اسباب خود
بر دوش و ہمچنین استنکاف پیرزادہا
و مولوی زادہا از زی و لباس سپاہیان
از حمل سلاح و امثال آن ہمہ از قبیل
بدعات حکمیہ ست بہ نسبت اکثر ناس
مسئلہ رابعہ اتباع انبیا علیہم السلام
در احکام مختصہ بنفوس شریفہ ایشان
یا در زلات صادرہ از مقتضے بشریت
ایشان یا در احکام مختصہ ببعضے از
افراد امتیان ایشان بنص ایشان
مثل عدم انتقاض وضو بنوم و حلت
ما فوق الاربع در باب نکاح کہ مخصوص
بجناب ایشان ست و مثل استغفار برای مشرک
و نماز بر جنازہ منافق کہ بطریق زلت
واقع گردید و مثل امتناع از نکاح ثانے

پس جاننا چاہیے کہ تمام رسمین شادی اور غمی اور پیدا
ہونے اور ختنہ کے اور جو رسمین کہ علامات شرافت
سے عوام الناس مین گنے جاتے ہین جیسے زیادتی
مہر کے باب مین یعنے بہت ہونا مقدار کا اور مثل پرہیز
کرنے انکے پیشون اور کاریگریون سے باب کسب معاش
مین باوجود احتیاج کی طرف اوسکے اور مانند بچنے
عورت بیوہ کے نکاح دوسرے سے اور مانند برا
جاننے مشغول ہونے کو اپنے حاجتون مین خرید
فروخت سے اور اوٹھانے اسباب اپنے کندھے پر
اور اسیطرح مکروہ جاننا پیرزادون اور مولویزادون انکا
وضع اور لباس سپاہیون کا اوٹھانی ہتیار سے
اور مانند اسکے سب بدعتون حکمیہ سے ہے بہ نسبت
اکثر لوگون کے مسئلہ چوتھا اتباع نبیون کا
کہ اوپر اونکے سلام ہو ساتھ اون حکمون کے کہ
خاص ہین اونکے ذات شریف سے یا لغزشون
مین کہ بمقتضاے انسانیت صادر ہوئے ہین
اونسے یا اون حکمون مین کہ خاص ہین بعضے افراد
امت اونکی سے نص کے ساتھ جیسے نہ ٹوٹنا وضو کا
سونے سے اور حلال ہونا زیادہ چار عورتون
سے نکاح کے باب مین کہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہے اور مانند طلب مغفرت مشرک
اور نماز اوپر جنازہ منافق کے کہ بطور لغزش واقع
ہوئے ہے اور مانند منع ہونے نکاح دوسرے کے

که مختص بازواج مطهرات است واجتناب
از اخذ صدقات واجبه از زکوت وصدقه عید
الفطر ونذر وکفارات که مختص به بنی
هاشم است وکفایت شهادت شاهد واحد
در مقام شهادت شاهدین که مختص
بذی الشهادتین است وحکم قطعی بدخول
جنت که مختص بعضی صحابه واهل بیت است
وامثال این امور از قبیح بدعات حقیقیه
است اگر اعتقاد بعموم احکام مذکوره داشته
باشد واتباع زلات باعث حصول ثواب
دانسته باشد واز بدعات حکمیه است اگر
فقط عمل بآن کرده باشد بشرطیکه آن
عمل از ممنوعات شرعیه نباشد مثل نکاح
مافوق الاربعه ومثل جمیع زلات مسئله
خامسه اقتدار صحابه وتابعین و تبع
تابعین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین
در اموریکه از بعضی ایشان بطریق ندرة
صادر شده وبحد رواج وتعامل بلانکیر
نرسیده ودلیل از کتاب وسنت وقیاس
صحیح منقول از مجتهدین بر آن قایم
نگردیده مثل استمداد از اهل قبور که از
اعرابی در زمان امیر المومنین حضرت
عمر رض منقول است ومثل زیارت قبور بر

کہ خاص سات بیویوں پاک آنحضرت کے ہے اور بچنا
صدقوں واجب زکوۃ اور صدقہ عید اور نذر او
کفارہ سے کہ خاصہ بنی ہاشم کا ہے اور کافی ہونا
گواہی ایک گواہ کا مقام گواہی دو گواہوں مین کہ
خاص ہے ساتہ ذو شہادتین کے اور حکم قطعی
داخل ہونے جنت کا خاص ہے ساتہ بعضے صحابہ
اور اہل بیت کے اور مثل ان کاموں کے بدترین
بدعتوں حقیقے سے ہے اگر عقیدہ عام ہونے
ان حکموں مذکور کا رکھتا ہو اور پیروی کرنے کو
لغزشوں کے باعث حصول ثواب کا جانتا ہو
اور بدعتوں حکمیہ سے ہے اگر فقط عمل اوسپر کیا ہو
بشرطیکہ وہ کام ممنوعات شرعیہ سے نہو مثل نکاح
زیادہ چار سے اور مانند سب لغزشوں کے
مسئلہ پانچوان پیروی صحابہ اور تابعین
اور تبع تابعین کے کہ رضامندی ہو اللہ کی
اون سب پر اون کاموں مین کہ بعضوں اونکے
سے بطور نادر ظہور مین آئے اور ساتہ حد رواج
اور عمل درآمد بغیر انکار کے نہ پہونچے اور اوسپر دلیل
قرآن اور حدیث اور قیاس صحیح کہ نقل کیا گیا ہو
مجتہدون سے قایم نہوئے جیسے مدد مانگنے اہل
قبور سے کہ ایک اعرابی سے زمانہ خلافت امیر المومنین
عمر رض مین نقل کیے گئے ہے اور مثل زیارت
قبروں کے

در حق نسا منقول از حضرت عائشه و حکم
بحلت متعه و جواز مسح رجلین در وضو
منقول از ابن عباس و نواختن عود
از عبد الله بن جعفر و حکم بحلت مطلقهٔ ثلثه
بمجرد نکاح ثانی خالی از وطی منقول از
سعید بن المسیب و همچنین در اموریکه
هرچند دران ازمنه ظاهر شد لیکن انکار
اهل حق در همان ازمنه بران متوجه گردیده
مثل جلوس امرا بر تخت حکومت و قیام
ملازمان روبروی آن منقول از معاویه
بن سفیان و جلوس منبر در خطبه منقول
از ایشان و سایر بنی امیه و برداشتن
دست برای دعا در خطبه جمعه منقول از بعضی
روسای بنی امیه و بنا منبر در عید گاه و تقدیم
خطبه بر صلوة منقول از ایشان و امثال
آن از اموری که دران وقت ظاهر شده
اما انکار اهل حق بران متوجه گردیده همه از
قبیل بدعات حقیقیه است اگر فاعلش از ایشان
از قبیل ملحق بالسنه شمرده اقتدا
مینماید و الا از قبیل بدعات حکمیه است اگر
از ممنوعات شرعیه نباشد مسئله سادسه
باید دانست که هرچند در شرع شریف بسیاری
از افعال و اقوال و اخلاق و اشیا کفر و نفاق

بیچ حق عورتون کی کہ نقل کی گئی ہے حضرت عائشہ
اور حکم حلال ہونی متعہ کا اور جائز ہونے مسح دونو
پانوں کا وضو مین نقل کیا گیا ہے ابن عباس سے اور بجانا
عود کا عبد اللہ بن جعفر سے اور حکم حلال ہونی تین طلاق
دی گئی کا بمجرد نکاح دوسرے کے بی جماع کی نقل کیا گیا ہے
سعید بن مسیب سے اور اسیطرح اون کامون مین کہ ہرچند
اوس زمانہ مین ظاہر ہوی لیکن انکار حق والون کا اوسی
زمانہ مین اوسپر ہوتا رہا جیسے بیٹھنا امیرون کا تخت حکومت
پر اور کہڑے رہنا نوکرون کا روبرو اونکے نقل کیا گیا ہے
معاویہ بن سفیان سے اور بیٹھنا اوپر منبر کے خطبہ
مین نقل کیا گیا ہے اونسے اور تمام بنی امیہ سی اور
اوٹھانا ہاتہ واسطے دعا کے اندر خطبہ جمعہ کے نقل کیا گیا
ہے بعض سردارون بنی امیہ سی اور بنانا منبر کا
عید گاہ مین اور مقدم کرنا خطبہ کو اوپر نماز کے
نقل کیا گیا ہے اونسے اور مانند انکی اون کامون
سے کہ اوسوقت ظاہر ہوئی مگر انکار اہل حق کا
اوسپر ہوتا رہا سب قسم بدعتون حقیقے سے ہین
اگر کرنیوالا اوسکا اونکو ملحق بسنت شمار کرکے
پیروی اونکی کرے ورنہ قسم بدعت حکمیہ سے
ہے اگر ممنوع شرعی نہو مسئلہ چھٹا
جاننا چاہیئے کہ ہرچند شرع شریف مین بہت
سے کام اور باتین اور خصلتین شاخون
کفر اور نفاق سے ـ

شمرده اند اما از اطلاق لفظ کافر و منافق
بر شخصی خاص همین متبادر میشود که عقیده کفر
و نفاق میدارد و همچنین باید فهمید که هر چند
هزاران هزار امور از قسم بدعت ست که
پاره ازان بطریق نمونه درین مقام ذکر کرده شد
اما از اطلاق لفظ مبتدع یا صاحب بدعت
بر شخصی خاص همین معنی فهمیده میشود که در شخص
مذکور عقیده بدعت میدارد پس بنا بر
ارتکاب اقسام باقیه از بدعت حقیقیه و
جمیع اقسام بدعت حکمیه مرتکب آنرا مبتدع
و صاحب بدعت نتوان گفت پس چنانکه
از معدود کردن بعضی افعال و اقوال و
اخلاق از شعب کفر و نفاق مقصود همین است
که سامعین ازان اجتناب نمایند نه آنکه
آنچه در قرآن مجید از احکام کفار و منافقین
از قسم قتل و نهب و سبی و ترقیق و وضع
جزیه که در حق کفار وارد شده و حرمت
صلوة جنازه و ممنوعیت زیارت قبور
ایشان و نهی از استغفار برای اموات
ایشان که در حق منافقین وارد شده
بر صاحب افعال و اقوال و اخلاق مذکوره
مطلقا اجرا باید کرد همچنین از تعداد اقسام
بدعت درین مقام مقصود همین ست که

گنے گئے ہین مگر بولنے لفظ کافر اور منافق سی اوپر شخص
سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ عقیدہ کفر اور نفاق کا رکھتا
ہے اسیطرح چاہیئے سمجھنا کہ ہر چند ہزارون ہزار کام
قسم بدعت سی ہین کہ تھوڑا اسا اونسی بطریق نمونہ
کے اسجگہہ ذکر کیا گیا ہے مگر بولنے لفظ مبتدع یا صاحب
بدعت سی اوپر شخص خاص کے یہی معنی سمجھی جاتی ہین
کہ شخص مذکور عقیدہ بدعت کا رکھتا ہے پس بہ نسبت
کرنے باقی اقسام بدعت حقیقے سے اور تمام اقسام
بدعتون حکمی سی کرنیوالے اوسکیکو مبتدع اور صاحب
بدعت نہ چاہیئے کہنا پس جیسا کہ گنے بعضے کامون
اور باتون اور خصلتون کے شاخون کفر اور نفاق
سے مقصود یہہ ہے کہ سننے والی اوس سی پرہیز
کرین نہ یہہ کہ جو کچھہ قرآن شریف مین حکمون کافرون
اور منافقون سے جیسے قتل اور غارتگری
اور بندی پکڑنے اور غلام بنانے اور جزیہ مقرر
کرنے سے کہ کافرون کے حق مین وارد ہوا ہے
اور حرام ہونے نماز جنازہ اور منع ہونے
زیارت قبور اونکے اور ممانعت مغفرت چاہنے
مردون اونکے کے کہ بیچ حق منافقون کی وارد
ہوئی ہے اوپر صاحب کامون اور صاحب
باتون اور صاحب خصلتون مذکور کے ہے
جاری کرنے چاہیئے اسیطرح گنے اقسام بدعتون
سے اسجگہہ مقصد یہہ ہے کہ ــــ

سامعین از جمیع اقسام مذکوره اجتناب
نمایند و راه سنت خالصه اختیار کنند
نه آنکه انچه در حدیث شریف از احکام
مبتدعین و اہل بدعات از قسم حبط اعمال
ایشان و حرمت توقیر ایشان و اجتناب
از عیادت ایشان و احتراز از مجالسه و
مخالطت ایشان و ممنوعیت ابتداء و مفاتحه
در کلام و سلام با ایشان بر مرتکب قسمی از
اقسام مذکوره مطلقاً اجرا نمایند حاشا
کسے از منصفان حق طلب این راه افراط
و غلو بپیماید نعوذ باللہ من ذلک **فائدہ ثالثہ**
در بیان انچه در بادی نظر مشتبہ ببدعت
میشود و فی الحقیقت دران داخل نیست و
آن مشتملست بر چند مسائل **مسئلہ اولی**
جمع قرآن و ترتیب سور و نماز تراویح بہیئۃ
مخصوصہ و اذان اول برای نماز جمعه و
اعراب قرآن مجید و مناظرہ اہل بدعت
بدلائل نقلیه و تصنیف کتب حدیث و تبیین
قواعد نحو و تنقید رواة حدیث و اشتغال
باستنباط احکام فقهیه بقدر حاجت همه از
قبیل ملحق بالسنت است که در قرون مشهود لها
بالخیر مروج گردیده و بآن تعامل بلا نکیر
دران قرون جاری شده چنانچه بر جمعه

سننے والے تمام اقسام مذکورہ سے پرہیز کرین اور
طریقہ سنت خالص کا اختیار کرین نہ یہہ کہ جو کچھہ
حدیث شریف مین حکمون مبتدعین اور اہل بدعت
سے قسم ضایع ہونے اعمال اونکے اور حرام ہونے
تعظیم اونکے اور بچنا بیمار پرسی اونکی اور پرہیز کرنا
ہمنشینی اور اختلاط سے اونکے اور ممانعت شروع
کلام اور سلام علیک سے ساتھ اونکے ہے اوپر فاعل
کسی قسم کے اقسام مذکورہ سے مطلقاً جاری کرین
خبردار کہ کوئی منصف حق چاہنے والا یہہ راہ زیادتی
اور حد سے بڑہنے کے چلے پناہ مانگتے ہین ہم
ساتھ خدا کے اس سے **فائدہ تیسرا** بیچ بیان
اوسکے کہ ظاہر نظر مین مشابہ ساتھ بدعت کی
ہوتا ہے اور حقیقت مین داخل بدعت نہین ہے
اور ملا ہوا ہے چند مسئلون پر **مسئلہ پہلا**
جمع کرنا قرآن کا اور ترتیب سورتون کے اور
نماز تراویح صورت خاص پر اور اذان پہلی واسطے
نماز جمعہ کے اور زیر و زبر قرآن شریف کے اور
مناظرہ اہل بدعت سے ساتھ دلیلون نقلی کے
اور تصنیف کرنا کتابون حدیث کا اور بیان کرنا
قاعدون نحو کا اور پرکہنا راویون کو حدیث کی اور
شغل نکالنی حکمون فقہ کا بقدر حاجت کے سب قسم ملحق
سنت سی ہی کہ زمانہ مین اون لوگون کے کہ گواہی دی گئی
بہتری کے اونکی مروج ہوا اور عملدرآمد اوپر بلا انکار اون

فن تاریخ پوشیده نیست آری هر شی را از
اشیاء معدوده و شرعیه مرتبه است از مراتب
مهمیت و اهمیت و شرافت و اشرفیت و
حسن و احسنیت که از تغیر آن مرتبه بدعت
لازم می آید قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا
مثلاً ترتیبی که در آیات قرآن فیما بینها و در
تعوذ و بسمله و سوره فاتحه و سایر سور قرآنی
در نماز واقع است بمراتب اهم است از ترتیب
اسوره فیما بینها که اول از قسم سنت حقیقیه است
و ثانی از قسم ملحق بالسنه مثلاً هر کسیکه در
قراءة صلوة تقدیم سوره بر فاتحه یا در مطلق
قراءة تقدیم سوره بر بسمله یا تقدیم بسمله
بر تعوذ یا قراءة سوره واحده بتقدیم و تاخیر
آیات بعمل آرد زجر شرعی بحدی باو متوجه
خواهد گردید یا حرمان از ادراک فضیلت
قراءة قرآن بوجهی لاحق حال او خواهد شد
که بعدم رعایت ترتیب سور در قراءة قرآن
عشر عشیر آن نخواهد شد پس کسیکه ترتیب
سور را مثل ترتیب اول دانسته سعی بلیغ
در رعایت آن یا انکار شدید بر عدم رعایت
آن نماید البته ترتیب مذکور به نسبت او
از قبیل بدعة خواهد گردید و اگر در زمانی از
ازمنه رعایت ترتیب سور بر وجه مذکور

فن تاریخ کے پوشیدہ نہین ہے ہان واسطے ہر چیز ہے
چیزون نیک شرعی سی ایک مرتبہ ہے مراتب اہتمام
اور کمال اہتمام اور خوبی اور کمال خوبی اور بہتری
اور کمال بہتری سے کہ تغیر و بدلنے اوس مرتبہ سے
بدعت لازم آتی ہے آیۃ ترجمہ البتہ بنایا ہے اللہ نے
واسطے ہر چیز کے اندازہ ۔ مثلاً جو ترتیب کہ بیچ
آیتون قرآن کے آپسمین اور اعوذ اور بسم اللہ اور
سورہ فاتحہ مین اور تمام سورتون قرآن شریف کے
نماز مین واقع ہے وہ بمرتبہ کمال اہتمام کے ہے ترتیب
سورتون سے آپسمین کہ ترتیب پہلے قسم سنت حقیقی
سے ہے اور ترتیب دوسری قسم ملحق بسنۃ سے مثلاً جو کوئی
نماز مین پڑہنا سورۃ کا سورہ فاتحہ پر مقدم کرے یا مطلق
قرآن پڑہنے مین مقدم کرے سورہ کو بسم اللہ پر یا مقدم
کرے بسم اللہ کو اوپر اعوذ باللہ کے یا پڑہنے کسی سورہ
مین آگے پیچھے کرنا آیتون کا عمل مین لاوے تو زجر و توبیخ
شرعی اس جی کا اوسپر عاید ہوگا یا محروم ہونا فضیلت
پڑہنے قرآن سی اسطرح پر لاحق حال ہوگا کہ بسبب
نہ رعایت کرنے ترتیب سورتون کے پڑہنے قرآن مین
عشر عشیر بہی اوسکا نہو گا پس جو کوئی ترتیب سورتونکو
مثل ترتیب آیتونکے جانکر کمال کوشش اوسکی رعایت مین
یا انکار سخت اوپر نہ رعایت کرنے اوسکے کے کرے
البتہ ترتیب مذکور بہ نسبت اوسکے قسم بدعت سے ہوگی اور
اگر کسی زمانہ مین زمانون سی یہ تا ترتیب سورتونکی

مروج گردد البتہ انکار کردن برایشان
دران باب از جملہ احیاء سنت و اخمال بدعت
شمردہ خواہد شد و بر ذمہ اہل حق لازم خواہد
گردید کہ در مجامع عامہ رعایت ترتیب مذکور را
فروگذارند تا افراط اہل زمان فرو نشیند
ہمچنین نماز تراویح را بہیئت مخصوصہ مساوی
بہ تہجد نباید شمرد چنانچہ قول ثانی تراویح
یعنی امیر المومنین فاروق اعظم فَالَّتِیْ
تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِیْ تَقُوْمُوْنَ
فِیْهَا بران دلالت صریح میدارد **مسئلہ**
ثانیہ احکام مستنبطہ مجتہدین سابقین خواہ
باینوجہ باشد کہ فلان امر واجب است یا مندوب
یا مباح یا مکروہ یا حرام یا باینوجہ باشد کہ
فلان امر رکن فلان امر است یا شرط او
یا ہیئت مکملہ او یا سبب او یا لازم او
یا اثر او یا ثمرہ او یا منافی او یا عوض او
وامثال آن و مراد از امر اعم است از انکہ
از جنس عقائد عقلیہ باشد یا امور قلبیہ یا افعال
جوارح از عبادات یا عادات یا از معاملات
ہمہ از قبیل سنت حکمیہ است ہرگز در قسمی از
اقسام بدعت داخل نیست چہ حکم مذکور
از قبیل محدثات اصلا نیست چہ جائیکہ از
بدعات باشد اما بسہ شروط اول آنکہ

مروج ہووے البتہ انکار کرنا اونپر اس باب مین قسم زندہ
کرنے سنت اور گم کرنے بدعت سی گنی جاوی گی اور اوپر
ذمہ اہل حق کے لازم ہوگا کہ مجمعون عام مین رعایت
ترتیب مذکور کو چھوڑین تو زیادتی اہل زمانہ کے کچھ
کم ہو اور اسیطرح نماز تراویح کو صورت خاص پر
برابر تہجد کے نہ چاہیے گنا جیسا کہ قول معین کرنیوالے
تراویح امیر المومنین عمر فاروق کا حدیث افضل
ہین اون سے کہ قایم ہوتے ہین ساتہ اسکے —
اسپر صریح دلالت کرتا ہے **مسئلہ دوسرا**
حکم نکالے ہوئے مجتہدون پہلے کے خواہ اسطرح
ہون کہ فلان حکم واجب ہی یا مستحب یا مباح یا مکروہ
یا حرام یا اسطرح پر ہو کہ فلان کام رکن فلانی کام
ہے یا شرط اوسکے یا صورت مکملہ اوسکے یا سبب
اوسکا یا لازم اوسکا یا اثر اوسکا یا نتیجہ اوسکا یا
مخالف اوسکے یا عوض اوسکا ہے یا مانند اور مراد
امر یعنی کام سے عام ہے اس سے کہ قسم عقیدون
عقلے سے ہو یا کامون قلبے یا کامون ہاتھہ
پانو وغیرہ اعضاے جسمانے سے قسم عبادتون
یا عادتون یا معاملون سے سب جنس سنت
حکمیہ سے ہے ہرگز کسے قسم مین اقسام
بدعت سے داخل نہین اسلیئے کہ حکم مذکور قسم
محدثات سے بالکل نہین ہے پہر کیا وجہ کہ
بدعتون سی ہو مگر ساتہ تین شرطونکی اول یہہ کہ

قیاسیکہ استنباط احکام مذکورہ بان کردہ
باشند فی نفسہ صحیح باشد و شرائط صحت قیاس
در کتب اصول فقہ مفصلا مذکور ست پس
قیاسیکہ فی نفسہ صحیح نباشد ہرگز مقبول
نیست اگرچہ از مجتہدین سابقین منقول
باشد مثل قیاس عبادات بدنیہ بر عبادات
مالیہ درباب نیابت احیا از اموات کہ صریح
الفساد است چہ علۃ دخول عبادت بدنیہ
در امور دینیہ اتعاب نفس امارہ است در طاعت
حق جل ذکرہ و اظہار تذلل عبودیت و
اکتساب کیفیات آن افعال در جذر مزاج
روحانی مثل اکتساب کیفیات اغذیہ و ادویہ
در جذر مزاج جسمانی و مثل اکتساب ملکات
نفسانیہ بمزاولۃ و افاعیل جسمانیہ و نیابت
درین امور متعذر است و الا لازم آید کہ
درباب تادیب حیوان و صبیان و نسوان
و تہذیب باخلاق ایشان و درباب اکرام
و توقیر کبراء و درباب اکل و شرب و جماع
و تداوی و درباب تعلم علوم و صنایع و
حرف و ورزش جسمانی و ریاضت نفسانی
و مراقبات و اشتغال نیابت جاری باشد
و ثمرات اشیاء مذکورہ از نائب بمنیب
انتقال کند و ھو محال بحسب العادۃ

جس قیاس سے احکام مذکور کو نکالا ہو وہ اپنے
ذات سے صحیح ہوا ور شرطیں صحت قیاس کے
کتابون اصول فقہ مین مفصل ذکر کی گئی ہین پس
جو قیاس کہ بذاتہ صحیح نہین ہے وہ ہرگز مقبول
نہین ہے اگرچہ مجتہدون پہلون سے منقول ہو مثل
قیاس عبادت بدنی کے اوپر عبادت مالی کی
بیچ مقدمہ نیابت زندون کے مردون کیطرف سے
کہ فساد اسکا ظاہر ہے اسلیئے کہ سبب داخل ہونے عبادت
بدنی کا دین کی کامون مین رنج مین ڈالنا نفس امارہ کا
ہے بندگی حق تعالی مین اور ظاہر کرنا ذلت بندہ ہونیکو
اور حاصل کرنا کیفیت اون کامون کا بیچ اصل مزاج
روحانی کی مانند حاصل کرنے کیفیتون غذاون اور دوائیون
کے اصل مزاج جسمانی مین اور مانند حاصل کرنے استعدادون
نفسانی کے بواسطہ کرنے کامون جسمانی کی اور نیابت
ان کامون مین مشکل ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ بیچ مقدمہ
ادب سکھانی حیوان اور بچون اور عورتون کے اور
درست کرنے خصلتون انکے کے اور بیچ مقدمہ تعظیم اور
توقیر بڑونکے اور بیچ مقدمہ کہانی اور پینے اور جماع کرنی
اور دوا کرنیکے اور بیچ مقدمہ سیکھنے علمون اور صنعتون
اور پیشون اور ورزش جسمانی اور ریاضت نفسانی
اور مراقبون اور شغلون کے نایب ہونا جاری ہو
اور فائدے چیزون ذکر کے گئی کے نایب سی طرف اوسکے
کہ جسکا نائب ہے انتقال کرین۔ اور یہہ محال ہے بحسب عادت

الالهیة وان کان ممکنا بحسب قدرته تعالی
وعلت دخول عبادت مالیه در امور دینیه
رفع حاجت مفالیس وذوی الحاجات است
ونظم سیاست مدینه وحفظ ضعفا اہل ملت
از ہلاک وتلف ونیابت در امثال این امور
عرفاً وشرعاً جاریست مثل قضاء دیون
وایفای حقوق اہل وعیال واجیران و
نوکران ومثل سیاست مدنیه بتفصیل
خصومات وتعزیر دزدان وقطاع الطریق
ومثل سیاست ملت بتعلیم علوم وامثال
آن که نیابت دران جاریست وسرانجام
دادن مهمات مذکوره که از نایب صادر شده
منسوب بمنیب میگردد وثمرات آن مثل
فراغ ذمه از دیون وحقوق ونیکنامی
بسرانجام دادن مهمات وترقی منصب
برو بروی سلاطین بمنیب عاید میگردد
پس قیاس احدهما علی الآخر در باب نیابت
قیاس بلا علت جامعه ست بالجمله حکمیکه
بقیاس فاسد مستنبط باشد از قبیل بدعات
ست اگرچه صاحب آن معذور باشد
نه از قبیل سنت حکمیه زیرا که انچه قایس نظیر
حکم خود فهمیده بر آن قیاس کرده است
فی الحقیقت نظیر او نیست پس در نفس الامر

الہی کی اگرچہ ممکن ہے بحسب قدرت اوسکے کی اور سبب داخل
ہونے عبادت مالی کا کامون دین مین رفع ہونا حاجت
مفلسون اور اہل حاجتون کا ہے اور بند وبست سیاست
شہر اور محافظت ضعیفون اہل دین کی ہلاک اور تلف
ہونے سے اور نیابت مثل ان کامونمین عرفاً اور شرعاً
جاری ہے جیسے ادا کرنا قرض کا اور پورا دینا حق اہل وعیال
اور ہمسایون اور نوکرون کا اور مانند سیاست شہرون کے
ساتہ فیصلہ کرنے مقدمون اور سزا دینے چورون اور
راہزنون کے اور مانند سیاست مذہب کے ساتہ سکہانی
علمون کے اور مانند اسکے کہ نیابت انمین جاری ہی
اور سرانجام دینا ان کامون مذکورہ کا کہ نائب سے
واقع ہوتا ہے نسبت کیا گیا طرف اوسکی کہ جسکا نائب ہے
ہوتا ہے اور نتیجہ اوسکا مثل فارغ الذمہ ہونے کے
قرض اور حقون سے اور نیکنامی ساتہ سرانجام
ان کامون کے اور ترقی عہدہ کے نزدیک بادشاہون
کے ساتہ منیب کے رجوع ہوتے ہے پس قیاس ایک کا
دوسرے پر مقدمہ نیابت مین قیاس بغیر علت جامع کے
ہے خلاصہ یہہ کہ جو حکم قیاس فاسد سے نکالا گیا ہو
قسم بدعت سے ہے اگرچہ وہ نکالنے والا معذور ہو
نہ قسم سنت حکمیہ سے اسلئے کہ جو کچہ قیاس کرنیوالے نے
نظیر حکم اپنے کے سمجہکر اوسپر قیاس کیا ہے حقیقت
مین نظیر اوسکے نہین ہے پس حقیقت مین

محدث باشد و وقتیکه حکم مذکور را از احکام
شرعیه شمرده شد پس محدث در امر دین
باشد و ہمین ست معنی بدعت شرط ثانی
آنکه قایس از مجتہدین باشد نه از مقلدین
و وجہش آنکه ہر چند وجود نظیر شے در نص
در حکم وجود نفس آن شی ست اما ادراک
آنکه فلان چیز نظیر فلان چیز ست پس
موقوف ست بر فطانت بالغه زیرا که مراد
از نظیر در ما نحن فیه مشارک اوست در علت
حکم نه مشابه او در اوصاف باقیه و ملکه تمیز
علة از سایر اوصاف عمده ارکان اجتہاد
ست چه بسا می باشد که شخصی چیزے را
نظیر چیز دیگر بسبب کمال مشابہت قرار داده
حکم اصل را بر فرع جاری مینماید حالانکه فی الحقیقة
چیز مذکور نظیر او نیست بنا بر عدم مشارکت
در علت حکم پس اجراء حکم بر آن چیز فی الحقیقة
از قبیل محدثات ست اگرچه شخص مذکور آنرا
از قبیل سنت حکمیه مشیمارد مثلا بادشاہے
باتباع خود امر فرموده که زید را اعزاز و اکرام
کنند و زید در نفس الامر باعتبار صورت
و سیرت و حرفه موصوف ست باوصاف
کثیره که از انجمله علم ست و مدار حکم اعزاز
و اکرام ست و عمرو با او در صورت و سیرت

محدث ہوگی اور جسوقت کہ حکم مذکور کو احکام شرعی
سے گنا گیا پس محدث کام دین مین ہوگا اور یہی ہین
معنی بدعت کے اور شرط دوسری یہہ ہے
کہ قیاس کرنیوالا مجتہدون سے ہو نہ مقلدون سے
اور وجہ اوسکی یہہ ہے کہ ہر چند وجود مثل ایک چیز کا
نص مین بیچ حکم وجود اوسی چیز کے ہے لیکن معلوم
ہونا کہ فلانی چیز مثل فلانی چیز کے ہے موقوف ہے
اوپر عقل کامل کے اسلیئے کہ مراد نظیر سے اس گفتگو ہمارے
مین شریک اوسکا ہے علت حکم مین نہ مشابہ اوسکے
وصفون باقی مین اور ملکہ پہچاننے علت کا تمام
وصفون سے عمدہ رکن اجتہاد کا ہے اسلیئے کہ
بہت ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک چیز کو مثل چیز
دوسرے کے بہ سبب کمال مشابہت کے قرار دیکر
حکم اصل کو اوپر فرع کے جاری کرتا ہے اور حال
یہہ ہے کہ حقیقت مین چیز مذکور نظیر اوسکے نہین ہے
بہ سبب نہ شریک ہونیکے علت حکم مین پس جاری
کرنا حکم کا اوسچیز پر حقیقت مین قسم محدثات سے ہی ہے
اگرچہ وہ شخص مذکور اوسکو قسم سنت حکمیہ سے گنتا ہے
مثلا ایک بادشاہ نے ساتہ نوکرون اپنے کے
حکم فرمایا کہ زید کے عزت اور تعظیم کرین اور زید بحقیقت
مین باعتبار صورت اور خصلت اور پیشہ کے موصوف
ہے ساتہ بہت وصفون کے کہ اونمین سے ایک علم ہے اور وہ
مدار حکم عزت اور تعظیم کا ہی اور عمرو ساتہ اوسکی صورت اور خصلت

و حرفه و صنعت و سن و نسب مشابهت
تمام میدارد اما جاهل ست و بکر با او در جمیع
امور مذکوره مخالفت میدارد اما عالم است
پس بکر باوجود اینقدر مخالفت نظیر زید است
پس حکم بادشاهی که باکرام زید صادر گردید
مشتمل ست بر اکرام بکر نیز حکما و عمرو باوجود
مشابهت تامه نظیر زید نیست پس اکرام او
مندرج حکم بادشاهی نیست بلکه مخالف
اوست پس کسی که حکم چیزے را بر نظیر
آن چیز اجرا کند لا بد ملکهٔ ادراک مدار اصل
حکم داشته باشد و الا ممکن که در ورطه
مخالفت حکم سلطانی گرفتار گردد و همین ملکه
ادراک مدار اصل حکم را ملکهٔ اجتهاد میگویند
پس مسائل مستنبطه غیر مجتهدین که بقیاس خود
برآورده اند متردد ست در آنکه از قبیل سنت
حکمیه باشد یا از جنس بدعات حقیقیه چه حکم
مستنبط را البته از احکام دین می شمارند
و هرگاه که چیزے متردد باشد درمیان سنت
حقیقیه و بدعت حقیقیه باعتبار ضعف روایت
جانب بدعت او را ترجیح میدهند و احتراز
ازو لازم می شمارند چنانچه شیخ ابن الهمام
در فتح القدیر و صاحب مجالس الابرار بآن
تصریح فرموده اند پس وقتی که چیزی مترددد

اور پیشہ اور صنعت اور عمر اور نسب مین مشابہت
تمام رکھتا ہے مگر جاہل ہے اور بکر ساتہ اوسکے سب
باتون مذکورہ مین مخالفت رکھتا ہے مگر عالم ہے
پس بکر باوجود اسقدر مخالفت کے مثل زید کی ہے
پس حکم بادشاہی کہ ساتہ تعظیم زید کے وارد ہوا ہے
ملا ہوا ہے تعظیم بکر پر بہی اور عمرو باوجود مشابہت
تمام کے مثل زید کے نہین ہے پس تعظیم اوسکے داخل
حکم بادشاہی کی نہین ہے بلکہ مخالف اوسکے ہے
پس جو کوئی کہ حکم ایک چیز کا اوپر مثل اوسکی کے
جاری کرے ضرور استعداد معلوم کرنے مدار اصل
حکم کا رکھتا ہو ورنہ ممکن ہے کہ بیچ بہنور مخالفت
حکم بادشاہی کے گرفتار ہووی اور اسی ملکہ
دریافت مدار اصل حکم کو ملکہ اجتہاد کہتے ہین پس
مسئلے نکالے ہوئے غیر مجتہدون کے کہ اپنے
قیاس سے نکالی ہین مشکوک ہین اسمین کہ قسم سنت
حکمی سی ہون یا قسم بدعت حقیقے سے اسلئے کہ حکم
نکالے ہوئے کو البتہ حکم دین سے گنتے ہین اور
جسوقت کہ کوئی چیز مشکوک ہو درمیان سنت حقیقے
اور بدعت حقیقے کے باعتبار ضعف روایت کے
تو جانب بدعت اوسکیکو ترجیح دیتے ہین اور پرہیز
اوس سے بھی لازم گنتے ہین جیسا کہ شیخ ابن ہمام نے
فتح القدیر مین اور صاحب مجالس الابرار نے ساتہ
اوسکے تصریح کی ہے پس جسوقت کہ کسی چیز مین تردد ہو

باشد درمیان سنت حکمیہ و بدعت حقیقیہ
جانب بدعت او البتہ راجح خواہد گردید
واز جنس بدعات حقیقیہ البتہ شمردہ خواہد شد
بالجملہ مسائل مستنبطہ مجتہدین سابقین
کہ مسلم الاجتہاد اند بقیاسات صحیحہ بیشک
از قبیل سنت حکمیہ است واما تخریجات
متاخرین فقہا مثل تحدید ماء کثیر بعشر
فے العشر بنا بر قیاس بر زمین متعلقہ چاہ
ومثل حکم باستحباب تکلم بالفاظ دالہ بر نیت
در باب عبادات بنا بر قیاس بر تکلم الفاظ
عقود در باب معاملات ومثل حکم بوجوب
تقلید مجتہدی معین از مجتہدین سابقین
وحکم بالتزام بیعت شیخی معین از شیوخ طریقت
بنا بر قیاس بر اطاعت امام وقت و
التزام بیعت او ومثل حکم بجواز تقبیل قبر
بنا بر قیاس بر تقبیل میت کہ از آنجناب
صلے اللہ علیہ وسلم منقول است بہ نسبت
عثمان بن مظعون واز جناب صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ بہ نسبت آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم
منقول است ومثل حکم بجواز ہبہ ثواب
عبادات برائے اموات بنا بر قیاس بر ہبہ
اعیان برائے احیاء بخلاف مسئلہ نیابت
عن المیت کہ آن در عبادات مالیہ مسلم است

ہو کر قسم سنت حکمی سے ہی یا بدعتون حقیقے سے
جانب بدعت اوسکے البتہ غالب ہوگی اور قسم
بدعت حقیقے سے گنی جائیگے خلاصہ یہہ کہ مسئلے نکالے
ہوئے مجتہدون پہلون کے کہ اونکا اجتہاد تسلیم
کیا گیا ہے قیاسون صحیح سے بیشک قسم سنت حکمی
سے ہین اور نکالے ہوئے پچھلے فقیہون کے
مانند حد باندہنے پانی بہت کی ساتہ دَہ در دَہ کے
بسبب قیاس کے اوپر زمین متعلقہ کوئین کے اور
مثل حکم مستحب ہونی کلام ساتہہ لفظون دلالت
کرنیوالون کے نیت پر عبادت کے باب مین بسبب
قیاس کرنے اوپر کلام لفظون عقدون بیع وغیرہ
معاملات کے باب مین اور مثل حکم واجب ہونی تقلید
ایک مجتہد معین کے مجتہدون پہلون سے اور
حکم لازم ہونے بیعت کسی شیخ معین کے شیخون
طریقت سی بسبب قیاس کرنے اوپر اطاعت
امام وقت اور لازم ہونے بیعت اوسکیکے اور مانند حکم
جایز ہونی بوسہ قبر کے اوپر قیاس بوسہ میت کے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے بہ نسبت عثمان بن
مظعون اور جناب ابو بکر صدیق رضہ سے بہ نسبت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے نقل کیا گیا ہے اور مانند حکم جایز
ہونے بخشش ثواب عبادت واسطے مردونکی اوپر قیاس
بخشش مال اسباب وغیرہ واسطی زندونکے بخلاف مسئلہ
نیابت میت کیطرفسی کہ وہ عبادت مالی مین مسلم ہے۔

و در عبادات بدنیه مختلف فیه و مثل حکم
به منسوخیت احادیث داله بر حرمت مزامیر
بنا بر قیاس بر منسوخیت حرمت استعمال
ظروف خمر و امثال آن از تخریجات غیر
محصوره که منقول از متاخرین فقها و صوفیه
ست و کتب فقه و سلوک بآن مملو و مشحون اند
و اکثر اتباع ایشان همین تخریجات محدثه
را احکام شریعت و اسرار طریقت می نگارند
همه از قبیل بدعات ست و دلایل ایشان
همه از قبیل لطایف شعریه و نکات مخیله
ست که هرگز احکام مذکوره را از حد بدعت
خارج نمیگرداند و در دائره شریعت ایمانیه
و طریقه احسانیه داخل نمیکند شرط ثالث
آنکه مرتبه سنت حکمیه را که بمراتب فروتر از سنت
حقیقیه و ملحق بالسنة ست محفوظ دارد
بیانش آنکه هرچند مسائل اجتهادیه که
مجتهدین سابقین مسلم الاجتهاد آن را
بقیاسات صحیحه استنباط کرده باشند از قبیل
سنت حکمیه ست اما فکر بشری را در آن
دخل عظیم ست و احتمال خطا در آن گنجایش
دارد بخلاف سنت حقیقیه و ملحق بالسنة که
حفاظت ربانیه و کفالت رحمانیه بآن متعلق
گردیده پس لابد آن همه سراسر شعشعه

اور عبادت بدنی میں مختلف فیہ اور مانند حکم منسوخ
ہونے اون حدیثوں کے کہ دلالت اوپر حرام ہونے
مزامیر کے رکھتے ہیں بسبب قیاس کرنی اوپر منسوخ ہونے
حرمت برتنی برتنوں شراب کے اور مانند اوسکے اور باتیں
نکالی ہوئی بہت سی کہ نقل کی گئی ہیں پچھلے فقیہوں
اور صوفیوں سے اور کتابیں فقہ اور سلوک کے اوس سے
بھری ہوئی ہیں اور اکثر پیرو اونکے انہیں باتونکو
کہ نئے نکالے ہوئے ہیں احکام شریعت اور بھید
طریقت کے لکھتے ہیں تمام قسم بدعت سے ہیں اور
دلیلیں انکی سب قسم لطیفوں اشعار اور باریکیوں
قوت خیالی سے ہیں کہ ہرگز حکموں مذکور کو حد بدعت سے
باہر نہیں کرتے ہیں اور گھیرے شریعت ایمانی اور طریقہ
احسانی میں داخل نہیں کرتے ہیں شرط تیسری
وہ ہے کہ مرتبہ سنت حکمی کو کہ بہت درجے کم سنت
حقیقے اور ملحق بالسنة سے ہی نگاہ رکھے بیان اوسکا
یہہ ہے کہ ہرچند مسئلے اجتہادی کہ ایسے مجتہدون
پہلوں نے کہ جنکا اجتہاد مسلم ہے قیاسوں صحیح سے
نکالے ہوں قسم سنت حکمیہ سے ہیں مگر فکر آدمی کو
اوسمیں دخل بڑا ہے اور احتمال خطا کا اوسمیں
گنجایش رکھتا ہے بخلاف سنت حقیقے اور ملحق
بالسنة کے کہ حفاظت الٰہی اور ضمانت خداوندی
اوس سے متعلق ہے پس بالضرور وہ تمام
سر بسر ایک پرتو ہے —

ست از شعشعات باب غیور کہ ظلمات ضلال
بآن مضمحل ست وخفاش وہم وخطا ازآن
دور دور پس لابد رعایت اختلاف مرتبتین
پیش نظر باید داشت و این رعایت اختلاف
مراتب را درضمن تمثیلے ایضاح مینمایم پس
میگوئیم چنانکہ سلاطین عدالت شعار بنابر
نظم ونسق کارخانہ سلطنت و سیاست
رعایا دو قسم سرشتہ کاروبار بر روی کار
مے آرند قسم اول آنست کہ مرکز دائرہ
سلطنت ہمانست و مدار اصل سیاست
برآن وآن سرشتہ حکومت ست مشل
تعئین آئین سیاست و امرا جنود وحکام
بلدان ونائبان ایشان وتقسیم جنود بعسکر
وعساکر بجماعات وتعیین امیرے کبیر بر سر
ہر عسکر و امیرے صغیر بر سر ہر جماعت
وتقسیم اقالیم باضلاع واضلاع ببلدان وقرے
وبلدان بمحلات وتعیین امیری کبیر بر ہر ضلع
وامیرے صغیر بر ہر بلدہ وگذر بانی بر ہر
محلہ وارسال فرامین وپروانجات مشتملہ
بر قوانین آئین واحکام سیاست بسوے
امرا اجناد و مصار مشتملہ بر مامور کردن
ایشان باجراے آن احکام بطریق جبر
بحکومت وارسال اشتہارات بنام

ہے شعاعون پروردگار سے کہ تاریکی گمراہی کے
اوس سے مضمحل ہوتے ہے اور چمگدڑ وہم اور چوک کے
اوس سے دور دور رہتے ہے پس ضرور رعایت
اختلاف دو نو مرتبون کے پیش نظر چاہیے
رکھنی اور اس رعایت اختلاف مرتبون کو بیچ ضمن
ایک مثال کی واضح کرتا ہون پس کہتا ہون میں
کہ جیسے بادشاہ عدل والے واسطے بندوبست
کارخانہ بادشاہی اور دبدبہ رعایا کے سرشتہ
کاروبار دو قسم کا ظہور میں لاتی ہین قسم پہلی
وہ ہے کہ مرکز دائرہ سلطنت کے وہی ہے اور مدار
اصل دبدبہ کا اوسی پر اور وہ ہی سرشتہ حکومت ہے
جیسے کہ معین کرنا قاعدون سیاست کا اور امیرون لشکر کا
اور حاکمون شہر کا اور اونکے نائبون کا اور تقسیم کرنا
لشکر کا ساتھ عساکر اور جماعتون کے اور معین کرنا
بڑے بڑے امیرون کا ہر لشکر پر اور چھوٹے چھوٹے امیرونکا
ہر جماعت پر اور تقسیم کرنا ملکون کا ساتھ ضلعون کے اور
ضلعون کا ساتھ شہرون اور قصبون کی اور شہرونکا
ساتھ محلون کی اور معین کرنا امیر بڑی کا ہر شہر مین اور
گذربان کا ہر محلہ مین ساتھ بھیجنے فرمان اور پروانون
کے جو ملی ہوی ہین اوپر قاعدون اور قانون اور
حکمون سیاست کی طرف امیرون لشکر اور شہرون کے
ملے ہوئے اوپر حکم جاری کرنے احکام و ان پروانجات کے
کہ بطور جبر اور حکومت کے ہین اور بھیجنے اشتہارات ...

سپاهیان اجناد و رعایای امصار متعلق
بر احکام سیاست و مامور ساختن ایشان
بامتثال احکام مندرجه اشتهارات و اطاعت
حکام خود در مقدماتیکه بریاست و سیاست
تعلق میدارد و امثال این امور که بر ماهره
فن ریاست و سیاست پوشیده نیست
و قسم ثانی آنست که بنابر تتمیم قسم اول
و تکمیل آن و تمهید مقدمات آن تعیین
فرموده اند مثل تعیین چوبداران و هرکاره
برای رسانیدن فرامین و اشتهارات
بسوی امرا و رعایا و مثل تعیین عقلای
اهل کیاست و فطانت در اجناد و ضلاع
که از قوالب قوانین و آئین و اشارات
فرامین و فحاوی اشتهارات باصول
مقاصد پی برند و احکام نظایر استنباط
نمایند و مهم را از ابهم و قبیح را از اقبح تمیز دهند
و امرا را بطریق مشوره و رعایا را بطریق
تربیت بران آگاه سازند و مثل تعیین
مدبرین و ارباب سلیقه و مهارة که نظر
بمصالح زمان و مکان و اشخاص کرده
طریقی انسب برای اجرای احکام سلطانیه
تعیین کنند و امرا را بطریق مشوره بران
آگاه سازند یا طریقی اسهل برای امتثال

سپاہیون لشکر اور رعایا شہرون کے کہ ملی ہوی حکمون
سیاست پر اور حکم کرنے اوپر انکے ساتہ بجالانی حکمون
اشتہار کے اور تابعداری حاکمون اپنی کی اون مقدمات
مین کہ ریاست اور سیاست سے تعلق رکہتی ہین اور مثل ان
کامون کے کہ اوپر واقفون فن ریاست کی پوشیدہ نہین ہین
اور قسم دوسری وہ ہے کہ واسطے پورا کرنے قسم اول
اور کامل کرنی اوسکی اور آراستہ کرنے مقدمات اوسکے
معین کی ہے جیسے تعین کرنا چوبدارون اور
ہرکارون کا واسطے پہونچانے فرمانون اور
اشتہارون کے طرف امیرون اور رعیت کے
اور جیسے معین کرنا عقلمندون اہل سمجہہ اور بوجہہ کا
لشکرون اور ضلعون مین کہ قالب قاعدون اور
قانون اور اشارتون فرمان اور روانگی اشتہارون
سے ساتہ اصل مقصد کے کہوج لیجاوین اور احکام
نظیرون سے نکالنے کرین اور مہم کو کمال مہم سے
اور برے کو کمال بدتر سے جدا کرین اور امیرونکو
بطور مشورہ اور رعایا کو بطور تربیت کی اوسپر
آگاہ کرین اور جیسے معین کرنا تدبیر جاننے والون
اور اہل سلیقہ اور مہارت کا کہ نظر اوپر مصلحتون
وقت اور مکان اور شخصون کے کرکے رستہ مناسب
واسطے جاری کرنے حکمون بادشاہی کے معین کرین
اور امیرونکو بطور مشورہ اوسپر مطلع کرین یا کوئی
رستہ آسان واسطے بجالانے — حکمون

احکام سلطانیہ تعیین کنند و رعایا را بطریق
شفقت بران ترغیب کنند و مثل تعیین
منشیان ارباب بلاغت و ماہران زبان
آئین و اصطلاحات فرامین و لسان مستعمل
در حضور سلطانی و محاورات دائرہ و سائرہ
در ملازمان بادشاہے کہ بخوانند آئین
و فرامین و نوشتن عرایض بحضور سلطانی
خدمت امراء و معونت رعایا نمایند۔
و مثل تعیین محافظان دفتر و تاریخ نویسان
وقایع کہ تواریخ ورود فرامین سلطانی
و وقایع امراء اجناد و ضلاع و احکام مستنبطہ
عقلاء و مصالح نافعہ مدبرین و نکات مہمیہ
منشیان را مرتب کردہ در دفاتر و کتب
تحریر نمایند تا در حق امراء و عقلاء و مدبرین
و منشیان متاخرین نافع باشد پس ہرچند
این ہر دو قسم در کارخانہ سلطنت مندرج
ست اما قسم اول را بہ نسبت قسم ثانی
مرتبتے ہست کہ بر ہیچ یکے از عقلاء
پوشیدہ نیست مثلاً ہر کس را از احاد سپاہیان
و رعایا احکام مندرجہ فرامین را تحقیق
باید کرد و در جمیع جنود و ضلاع و اقالیم تشہیر
باید نمود و در ہر جماعت و گذر اشتہارات
بر سر چوبے بلند تعلیق باید کرد و در ہر کوچہ

حکمون بادشاہی کی معین کرین اور رعایا کو بطور شفقت
اوسپر رغبت دلاوین اور جیسے معین کرنا منشیون
صاحب بلاغت اور ماہرون زبان قانون اور اصطلاح
فرمانون اور زبان مستعمل دربار شاہی اور محاورون
جاری اور مشہور ملازمان بادشاہی کہ پڑھتے
قانون اور فرمانون اور لکھنے عرضیون دربار
بادشاہی مین خدمت امیرون کی اور مدد رعایا کے
کرین اور جیسے معین کرنا محافظ دفترون اور تاریخ
لکھنے والون اور خبرین لکھنے والون کا کہ تاریخ
وارد ہونے فرمانون بادشاہے اور حال امیرون
لشکر اور ضلعون کا اور احکام نکالے ہوئے عقلمندون
کے اور مصلحتین مفید تدبیر کرنیوالونکی اور نکتے مہم
منشیون کے مرتب کرکے دفتر اور کتابون مین
لکھنے کرین تاکہ بیچ حق امیرون اور عقلمندون اور مدبرون
اور منشیون پچھلون کے مفید ہون پس ہرچند
یہہ دونو قسمین کارخانہ سلطنت مین داخل ہین مگر
پہلے قسم کو بہ نسبت دوسرے قسم کے وہ رتبہ ہے کہ
اوپر کسی عقلمند کے پوشیدہ نہین ہے مثلاً ایک ایک کو
افراد سپاہیون اور رعیت سے احکام فرمان
کے تحقیق کرنے چاہے اور تمام لشکر اور ضلعون
اور ملکون مین مشہور کرنا چاہیئے اور ہر جماعت
اور رستون مین اشتہارات ایک لکڑی بلند پہ
لٹکانے چاہئین اور ہر کوچہ۔

بازار بزبان منادیان بآواز بلند اعلان
باید کرد و در محفل و مجلس ذکر آن باید ساخت
و ہر کاتب وامی از تفتیش آن باید نمود اگر
خود زبان دان ست فبہا و الا از زبان
دانی دیگر ہر کہ بدست آید بی تعین احدی
تحقیق باید کرد و ہرگز بر تحصیل زبان دانے
موقوف نباید داشت و ہر کس را ناکس را
از سپاہیان و احاد رعایا بتیز امیر عسکر
خود از سائر امراء عساکر و رئیس جماعات
سائر روسا جماعات و ناظم ضلع
خود از سائر ناظمان اضلاع و فوجدار بلده
خود از سائر فوجداران بلاد و گذربانان
محلہ خود از سائر گذربانان محلات لازم
آمد و التزام اطاعت حاکم خود بالتعیین
در جمیع احکام متعلقہ حکومت نہ آنکہ در بعضے
احکام مذکورہ اطاعت حاکمی نماید و در بعضے
دیگر اطاعت حاکمی دیگر و اظہار انتساب
خود بحاکم خود بخصوصیتہ در مقام حاجت
خواہ باقرار لسان باشد کہ از جماعت
فلانیم نہ از جماعت فلانی یا از گذر فلانیم
نہ از گذر فلانی خواہ بکتابت قلم در کواغذ
معاملات خواہ با ظہار شعار آن جماعت
مخصوصہ در لباس بحیثیتے کہ از سایر جماعات

اور بازار مین زبان پکارنیوالون سے باآواز بلند مشہور
کرنا چاہیئے اور مجلسون اور محفلون مین ذکر اوسکا چاہیئے
کرنا اور ہر لکھے اور بن پڑہے کو تلاش اوسکے چاہیئے
کرنے اگر خود زبان جانتا ہے بہتر ہے ورنہ کسیے اور
زبان جاننے والی سے جو کوئی ہاتہ آوی بلا تعین کسیے
ایک کی تحقیق کرلے اور ہرگز اوسے حاصل کرنے زبان
جاننے والے معین کے موقوف نہ چاہیئے رکہنا اور
ہر کسیکو سپاہیون عہدہ دار وغیرہ اور افراد رعایا سے
بہجان امیر لشکر اپنے کے تمام امیرون لشکرون سے
اور سردار جماعت اپنی کے تمام سردارون اور جماعتون
سے اور ناظم ضلع اپنے کے تمام ناظمون اور ضلع سی اور
فوجدار شہر اپنے کے تمام فوجدارون اور شہر سی اور گذربان
محلہ اپنے کے تمام گذربانون اور محلون سے لازم آئے
اور لازم پکڑنا تابعداری حاکم معین اپنے کا سب حکمون
متعلقہ حکومت مین نہ یہہ کہ بعضے احکام مذکورہ مین
تابعداری ایک حاکم کے کرے اور بعض دوسرے مین
تابعداری حاکم دوسرے کے اور اظہار نسبت اپنی کا
ساتہ حاکم اپنے کے خاص کر مقام حاجت مین خواہ
باقرار زبانی یہہ کہ فلانی جماعت سے ہین ہم نہ فلانے
جماعت سے یا فلانی گذر سے ہین ہم نہ فلانی
گذر سے خواہ لکہنے قلم سے کاغذون معاملہ مین
خواہ ظاہر کرنے وضع اوس جماعت خاص سے
لباس مین اسطرح کہ تمام جماعتون سے

امتیاز حاصل شود ہمہ از ارکان املاک
خود در سلک ملازمان بادشاہی و رعایای
سلطنت و ہمچنین تعیین عساکر بتعداد اشخاص
و تعیین اضلاع و محلات بتحدید حدود که
اینقدر اشخاص از منتسبان فلان امیر اند
و اینقدر از منتسبان فلان و ازین مقام
تا بفلان مقام از متعلقات فلان است
و از ہمین مقام تا بفلان مقام از متعلقات فلان
ہمہ از ارکان نظم و نسق سلطنت است
بخلاف قسم ثانی که ہر کس از عوام سپاہیان
و احاد رعایا تحقیق کردن احکام مستنبطۂ
عقلاء و مصالح معینۂ مدبرین و لطائف
و محاورات منشیان دفاتر و وقایع
نگاران ضرور نیست و تشہیر امور مسطورہ
در جماعات جنود و مجامع امصار و معلق
ساختن دفاتر مذکورہ در ہر گذر بطریق
اشتہار و منادی کردن آن در کوچہ
و بازار و تذکرۂ آن در محفل و مجلس و افتادن
ہر واقف و ناواقف در پی تفتیش آن
خارج است از محافظت آئین سلطنت
بلکه اگر با وجود عقل و فطانت تعمد این امر
از و صادر گردد غالب که جرمی باو عاید گردد
و نوعی از بغی باو منسوب شود والا کمال

فرق حاصل ہو سب کنون داخل کرنی اپنی سی ہے
لڑہی نوکرون بادشاہی اور رعیت بادشاہی مین
اور اسیطرح معین کرنا لشکر کا ساتہ گنتی شخصون کے
اور معین کرنا ضلعون اور محلونکا ساتہ مقرر کرنی
حدون کی کہ اتنی شخص منسوب فلانی امیر سی ہین
اور اتنی فلانی امیر سے اور اسمقام سی فلانی مقام تک
تعلق فلانی کا ہے اور اس مقام سے فلانی مقام
تک تعلق فلانی کا سب ارکان بندوبست سلطنت
کے ہین بخلاف قسم دوسرے کے کہ ہر ایک کو عام
سپاہیون اور افراد رعایا سے تحقیق کرنا حکمون
نکالی ہوی عقلمندون کا اور مصلحتون معین کیے
ہوی مدبرون کا اور لطیفون اور محاورون
منشیون دفتر اور وقایع نویسون کا ضرور نہین ہے
اور مشہور کرنا کامون مذکور کا جماعتون لشکر
اور مجمعون شہر مین اور لٹکانا دفتر مذکور کا سر رستے
مین بطور اشتہار اور منادی کرنے اوسکے
ہر کوچہ اور بازار مین اور ذکر اوسکا ہر محفل اور مجلس
مین اور پڑنا ہر واقف اور ناواقف کا درپے
تلاش اوسکے باہر ہے محافظت قانون سلطنت
سے بلکہ اگر باوجود عقل اور سمجہہ کے دانستہ یہہ کام
کسے سے واقع ہو غالب ہے کہ گناہ اوسکی
طرف عود کرے اور ایک قسم کی بغاوت
ساتہ اوسکے نسبت کیجاوے ورنہ کمال

حماقت وسفاهت متسم خواهد گردید وهمچنین
تعیین شخصے معین از طرف خود بدون تعیین
حکام از چوبداران وهرکارها که اگر فرمان
سلطانی بمعرفت او رسد قبول باید کرد
واگر بمعرفت غیر او از هرکارهای معتبرین
برسد قبول نباید کرد ویا تعیین شخصے از
عقلاء فاهمین وماهرین ومدبرین که احکام
مستنبطه او یا مصالح نافع مستخرجه او باید شنید
واحکام ومصالح دیگرے اگرچه از جنس عقلاء
ومدبرین باشد نباید شنید واگر احیاناً از بعضے
عقلاء ومدبرین عند الحاجت حکمی از احکام
مستنبطه او یا مصلحتے از مصالح مستخرجه
او استفسار نمود وآن را بعمل آورد پس بار دیگر
از کسی دیگر استفسار ننماید وبرآن عمل نکند
بلکه دائماً خود را از منتسبان همان شخص اول
شمارد ودر هر محفل ومجلس اظهار انتساب خود
باو ونفی انتساب بغیر او لازم نماید وهرگاه
که نام ونسب خود را در کواغذ معاملات
بنویسد این نسبت را همدران مندرج
سازد مثلاً باین وضع بنویسد منکه فلان
ابن فلان ملازم حضور والا منسلک در
رساله فلان ام ودر برابر آن اینهم بنویسد
تربیت یافته فلان که در مقدمات خود

نادانی اور حمق کی ساتھ نشانمند ہوگا اور اسیطرح
معین کرنا کسی شخص خاص کا اپنی طرفسی بغیر معین کرنی
حاکموں کے قسم چوبداروں اور ہرکاروں سے کہ اگر فرمان
بادشاہی معرفت اوسکی پہونچی قبول چاہیئی کرنا اگر
معرفت غیر اوسکے ہرکاروں معتبر سے پہونچی قبول
نکرنا چاہیئے یا معین کرنا کسے شخص کا عقلمندوں
سمجھدار اور واقفوں اور مدبروں سی کہ حکم نکالی
ہوی اوسکی یا مصلحتیں مفید نکالی ہوی اوسکی سننی
چاہیئیں اور احکام اور مصلحتیں دوسروں کی اگرچہ
جنس عاقلوں اور مدبروں سی ہوں نچاہیئے سنیں
اور اگر کبھی بعضے عقلمندوں اور مدبروں سی وقت حاجت
کوئی حکم حکموں نکالی ہوی یا کوئی مصلحت مصلحتوں
نکالی ہوی اوسکی سی دریافت کرکے عمل میں لایا
بار دیگر کسی دوسری سی دریافت نکرے اور اوسپر
عمل نکرے بلکہ ہمیشہ اپنی تئیں نسبت کے گیوں اوسے
شخص اول سی گنی اور ہر مجلس اور محفل میں ظاہر کرنا نسبت
اپنی کا ساتھ اوسکی اور نفی نسبت کی ساتھ غیر اوسکے
لازم جانی اور جسوقت نام اور نسب اپنا کاغذوں
معاملہ میں لکھی اس نسبت کو بھی اوسمیں درج کری مثلاً
اسطرح لکھے کہ میں فلان بیٹا فلانی کا ملازم حضور والا
رسالہ فلانے میں نوکر برابر اوسکے یہہ بھی
لکھے کہ تربیت یافتہ فلانے کا کہ اپنے
مقدمات میں ؛

بر مشورہ و مصلحت فلانی عمل می نمایم و امثال این امور ہمہ مبنی بر بلاہت و نادانی است بالجملہ التزام اتباع شخصے معین از عقلا و مدبرین در باب اخذ احکام استنباطیہ و مصالح نافعہ از ارکان انسلاک کسی در سلک متعلقان بادشاہی نیست ہمین قدر ضروری است کہ ہرگاہ کہ بسوی چیزے از احکام و مصالح مذکورہ حاجتی پیش آید از عاقلی و مدبری کہ بدست آید تفتیش آن نماید اما از اول ہمت بستن بر آنکہ اگر حاجتے بسوے امور مذکورہ مرا پیش خواہد آمد از فلانی بالخصوص یا از کسے از ایشان بالعموم خواہم پرسید پس اصلا از ضروریات انسلاک مذکورہ نیست و اما تحصیل انتساب خود بشخصے معین از ایشان و اظہار اختصاص قولا و فعلا و اہتمام بامتیاز خود از منتسبان دیگران پس سفاہت در سفاہت است و اگر این دعوی با او منضم گردد کہ رعایت اختصاص مذکور از احکام مندرجہ آئین سلطانی و قوانین بادشاہی ست درینصورت اظہار اختصاص مذکور از اقبح جرائم شمردہ خواہد شد و اگر ہوشیار منصف درین مقام تامل عمیق فرماید البتہ برو واضح خواہد گردید

مشورت اور مصلحت فلانی پر عمل کرتا ہون اور مانند ان کامونکی سب بنائی گئی بیوقوفی اور نادانی پر ہین خلاصہ یہہ کہ اتباع ایک شخص معین کا عاقلون اور مدبرون سے بقدمہ قبول کرنی احکام نکالی ہوئی اور مصلحتون مفید کے رکن داخل ہونی کسی شخص کے سلسلہ ملازمون بادشاہی مین نہین ہے اسیقدر ضروری ہے کہ جسوقت طرف کسے کام کے حکمون اور مصلحتون مذکور کی حاجت پیش آوے ہر عاقل اور مدبر سے کہ ہاتہ لگے دریافت کری لے پر پہلے سے ہمت باندہنی اسپر کہ اگر کوئی حاجت کسے کام کے کامون مذکور سے مجکو پیش آوی گے فلانی شخص سے خاص کر یا کسے اونمین سی عموماً پوچہونگا مین پس بالکل ضروریات ملازمی مذکور کی نہین ہے اور حاصل کرنا نسبت اپنی کا ساتہ شخص معین کے اونمین سے اور ظاہر کرنا خصوصیت کا کہنے مین اور کامون مین اور اہتمام جدا ہونے اپنے کا نسبت کیئے گئے دوسرون سے پس نادانی اور کمال نادانی ہے اور اگر یہہ دعواہی اوسکے ساتہ ملایا جاوے کہ رعایت اس خصوصیت کے حکمون داخل آئین بادشاہی سے ہے اس صورت مین اظہار اس خصوصیت مذکورہ کا بدترین گناہون سے گنا جاے گا اور اگر ہوشیار منصف اس جگہہ تامل بغور کرے البتہ اوسپر واضح ہوگا۔

کرداو از عقلا و مدبرین در حق احاد الناس صلا واجب الاطاعت نیست بلکه طریق آن نیست که ایشان امرا را بران آگاه سازند و آن امرا اگر مناسب وقت دانند آنرا در عوام الناس بوجهی از وجوه اجرا کنند پس باین طریق احکام مذکوره بہ نسبت عوام الناس در ایام امارت آن امیر واجب الاطاعت میگردد چون این تمثیل ممہد شد پس باید دانست که حضرت مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق جلت قدرتہ بنا بر نظم و نسق ملت حق دو کارخانہ عظیم قایم فرموده اول آنست که مدار شیوع ملت بر انست و آن کارخانہ ایست که بشان ملکیہ تعین دارد یعنی تکلیف بندگان خود بسوے اطاعت خود بطریق جبر و الزام که جار و ناچار آنرا قبول باید کرد و طوعا و کرها ربقہ اطاعت در گردن خود باید انداخت و مرکز این کارخانہ منصب رسالت است و فروع آن مناصب اولی الامر است از خلفاء راشدین و ائمہ عادلین و امرا جنود مجاہدین و قضاۃ امصار مسلمین و نواب ایشان از مصدقین و محتسبین

احکام عاقلون اور مدبرونکی بیچ حق افراد لوگون بالکل واجب الاطاعت نہین ہین بلکہ طریقہ اوسکا یہہ ہے کہ یہہ امیرونکو اوسپر مطلع کرین اور وہ امیر اگر مناسب وقت سمجہین اوسکو عوام الناس مین کسی طریق جاری کرین اسطرح یہ احکام مذکور بہ نسبت عوام الناس کے زمانہ حکومت اوس امیر مین واجب الاطاعت ہوتے ہین اور جب یہہ مثال بیان کیے گئے پس جاننا چاہیے کہ حضرت مالک مطلق اور بادشاہ مستحق جل شانہ نے واسطے بندوبست مذہب حق کے دو کارخانہ عظیم قایم فرمائے ہین اول یہہ کہ مدار مشہور ہونے دین کا اوسپر ہے اور وہ ایسا کارخانہ ہے کہ ساتھہ شان بادشاہی کے تعلق رکھتا ہے یعنے تکلیف دینے اپنے بندون کو طرف بندگی اپنے کے بطور جبر اور الزام کے کہ چار و ناچار اوسکو قبول کرین اور بخوشی یا کراہت رسی بندگی کی اپنی گردنمین ڈالین اور مرکز اس کارخانہ کا عہدہ رسالت ہے اور شاخین اوسکی عہدہ حکام کا ہی خلیفون راشد اور امامون عادل اور امرا لشکر مجاہدون اور قاضیون شہر مسلمانون اور نائبون انکے صدقہ جمع کرنیوالون اور محتسبون سے

احکام الٰہیہ و احادیث نبویہ بجمیع امت میرسانند
و مجتہدین شریعت کہ احکام قیاسیہ استنباط
مینمایند و شیوخ طریقت کہ بنا بر نظر مصالح
وقت تدبیرے برائے اجرائے سنت استخراج
میفرمایند و ائمہ لغت و تفسیر و عربیہ کہ
نکات محاورات و قوانین زبان دانی
ایضاح می نمایند و واضعین کتب فقہ
و جامعین فتاوی و مصنفین رسائل
سلوک و مؤلفین کتب عربیہ احکام مجتہدین
و تخریجات مقلدین و کلمات مشایخ و
اقوال علماء عربیہ را مرتب کردہ در دفاتر
مبسوطہ محرر مے نمایند پس اول را کمال
خلافت و امامت میگویند و ثانی را کمال
علم و ولایت و ہر چند منشا این ہر دو
کمال توجہ عنایت الٰہیہ ست بہ تربیت
بندگان خود و مہبط اصلی آن ہر دو قلوب
انبیا ست علیہم الصلوٰۃ و السلام اما
اول نوریست قوی الاشراق کہ از آفتاب
سلطنۃ الٰہیہ بر مرآۃ رسالت پرتو انداختہ
و ازان بطریق انعکاس تمام عالم را
فرا گرفتہ و شب کفر و فساد را متلاشے
گردانیدہ و روز اسلام و نظام دارین را
جلوہ گر نمودہ و ثانی آب زلالی ست کہ

حکم الٰہی اور حدیثیں پیغمبر کے تمام امت کو پہونچاتی ہین اور
مجتہدین شرع کے کہ احکام قیاسی نکالنی کرتی ہین اور شیخ
طریقت کی کہ بنظر مصلحتوں وقت کی کوئی تدبیر واسطی
جاری کرنے سنت کے نکالتے ہین اور پیشوا علم لغت
اور تفسیر اور عربیت کے کہ باریکیاں محاوروں کے
اور قاعدی زبان سمجھنی کے واضح کرتے ہین اور بنانیوالے
کتابین فقہ اور جمع کرنیوالے فتووں کے اور تصنیف
کرنیوالے رسالی سلوک اور تصوف کے اور جمع کرنیوالے
کتابین عربی کہ احکام مجتہدوں کی اور باتین نکالی ہوئی
مقلدوں کی اور کلمات مشایخوں کے اور قول علماء
عربیت کی مرتب کرکے دفتروں دراز مین لکھتے ہین پس
پہلے کو کمال خلافت اور امامت کہتے ہین اور دوسری کو
علم اور ولایت اور ہر چند منشا ان دونو کمالون کا
متوجہ ہونا عنایت خدا کا ہے ساتھ تربیت بندون
اپنوں کے اور جای نزول اصلی ان دونو کی دل
نبیوں کی ہین کہ اونپر درود خدا کا اور سلام اسے پر
پہلا ایک نور ہے بہت روشن کہ آفتاب سلطنت
الٰہی سے آئینہ رسالت پر سایہ ڈالا ہے اور اوس سے
بطور عکس کے تمام عالم کو گھیرا ہے اور رات کفر
اور فساد کو تابود کیا اور دن اسلام
اور انتظام دونوں جہان کو ظاہر
کیا اور دوسرا پانی شیرین
ہے کہ —

کہ از ابر ربوبیت باریدہ و از فوارۂ حکمت
انبیا بجوش زدہ و از ان بحیاض قلوب
خواص مجتمع شدہ و بکام تشنگان آب طلب
بحسب مدارج ایشان رسیدہ پس لابد
مرتبہ اول را بر ثانی محفوظ باید داشت
و اہتمامیکہ باول باید کرد بہ ثانی نباید نمود
مثلاً ہر فردی را از افراد انسان خواہ عالم
باشد خواہ جاہل خواہ عاقل باشد خواہ سفیہ
خواہ کاتب باشد خواہ اُمّی تفتیش مضامین
ظاہر کتاب و سنت و تحقیق آن خواہ بفکر خود
خواہ باستفسار آن از دیگرے لازم آمد
والتزام اطاعت انبیاء و اولی الامر بالتعیین
از اول امر بر جمیع امت واجب شدہ و مجاہرت
بانتساب خود بایشان ضرور افتاد و احتراز
از تشبیہ بکفار و اختلاط مبتدعین و مشارکت
بغاۃ از ارکان دین شمردہ شد و اشاعت
ظاہر کتاب و سنت بسیف و سنان و مناظرہ
و بیان و تشہیر آن در جمیع قری و بلدان
از ارکان دین معدود شد و تعیین واعظ
کہ در جمیع مجامع و مساجد بر سر منابر بآواز بلند
بسوی آن دعوۃ نمایند و تعیین محتسبین
کہ در ہر کوچہ و بازار بجبر و قہر بسوی آن کشند
از افضل عبادات معدود کردہ شد بخلاف

بدلی ربوبیت سے برسا ہے اور فوارۂ حکمت
نبیون سے جوش مارا اور وہان سے حوض دلوں
خاص لوگون مین جمع ہوکر حلق پیاسون پانی
طلب کرنیوالون مین موافق درجون اونکے
پہونچا پس ضرور فوقیت اول کو دوسرے پر
نگاہ رکہنا چاہیئے اور اہتمام پہلے کا کرنا چاہیئے دوسرے کا
نچاہیئے مثلاً ہر شخصکو افراد انسان سی خواہ عالم ہو
خواہ جاہل خواہ عقلمند ہو خواہ بیوقوف خواہ لکہا پڑہا ہو
خواہ ان پڑہ دریافت کرنا مضمون ظاہر قرآن
اور حدیث کا اور تحقیق اوسکی اپنی فکر سے خواہ
پوچہکر دوسرے سے لازم ہوئی ہے اور لازم پکڑنا
پیروی نبیون اور حاکمون کا بالتعیین پہلے ہی سے
تمام امت پر لازم ہوئی اور ظاہر کرنا اپنی نسبت
طرف اونکے ضروریات سے پڑا اور بچنا مشابہت
کافرون اور بدعتیون اور شریک ہونی باغیون
سے رکن دین سے گنا گیا اور مشہور کرنا ظاہر
قرآن اور حدیث کا ساتہ تلوار اور نیزہ اور مناظرہ
اور بیان کے اور شہرت دینے اوسکے تمام قصبون
اور شہرون مین رکن دین سے گنا گیا ہے اور
معین کرنا واعظون کا کہ تمام مجمعون اور مسجدون
مین بر سر منبر باواز بلند اس طرف کو بلاوین اور معین
کرنا کہ ہی کرنیوالونکا کہ ہر کوچہ اور بازار مین بجبر اور قہر
اس طرف کو کہینچین افضل عبادت سی گنا گیا ہی برخلاف دوسرے

قسم ثانی کہ ہر کس را تحقیق احکام قیاسیہ
و اشغال صوفیہ و قوانین عربیہ ضرور نیست
و ارادہ و تقلید شخصی معین از مجتہدین و
مشایخ و ارکان دین بلکہ ہمین قدر کفایت
کہ وقتی کہ حاجتی پیش آید از کسی از ایشان
استفسار کردہ شود نہ آنکہ ارادہ و تقلید ایشان
مثل ایمان بالانبیاء از ارکان دین شمردہ
شود و لقب حنفی و قادری مشابہ بلقب
مسلمان و سنی اظہار کردہ شود و امتیاز
از شافعیان و چشتیان مثل امتیاز از کفار
و روافض از لوازم تدین شمردہ شود و
انتقال را از مذہبی بمذہبی یا طریقہ بطریقہ
مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و
ہتک معدود کردہ شود یا دعوی اجتہاد
و ولایت را مثل دعوی نبوت یا دعوے
امامت بطریق بغی بر امام حق باعث
قتال و اہانت قرار دادہ شود اما نمی بینی
کہ باطاعت قاضی جبر کردن میرسد
نہ بر اطاعت مجتہد کہ رد حکم قاضی وسد
قاضی دیگر ہم نمیرسد چہ جاے رعایا
را بخلاف حکم مجتہد بر ہر کسے قبول آن
واجب نیست لاسیما وقتیکہ آنکس خود
مجتہد باشد کہ او را تقلید مجتہد اول اصلا

دوسری قسم کی کہ ہر کسیکو تحقیق حکموں قیاسی اور
شغلوں صوفیہ اور قاعدوں عربیہ کی ضرورت
نہیں ہے اور مرید ہونا اور مقلد ہونا کسی شخص معین کا
مجتہدوں اور مشایخوں سے ارکان دین میں
نہیں ہے بلکہ اسیقدر کافی ہے کہ جس وقت حاجت
پیش آوی کسی سی ان لوگوں میں سی پوچھہ لے نہ یہہ کہ
مرید اور مقلد ہونا مانند ایمان کی ساتھ نبیوں کے
رکن دین میں سی گنا جاوے اور لقب حنفی اور قادری مانند
لقب مسلمان اور سنی کی ظاہر کیا جاوے اور فرق
شافعیوں اور چشتیوں سے مانند فرق کافروں اور
رافضیوں کی لازمہ دین میں سی گنا جاوے اور نقل کرنا ایک
مذہب سے طرف دوسری مذہب کے یا ایک طریقہ سے طرف
دوسرے طریقہ کی مانند مرتد اور باغی اور مبتدع ہونے کی
سبب قتل اور ہتک عزت کا ہووے یا دعوا مجتہد اور
ولی ہونیکا مثل دعوی نبوت یا دعوی امامت بطور بغاوت
امام برحق پر باعث قتل اور ذلیل کرنیکا قرار دیا جاوے
آیا نہیں دیکھتا تو کہ ساتھ فرمانبرداری قاضی کی جبر
کرنا پہنچتا ہے نہ فرمانبرداری مجتہد پر کہ رد کرنا حکم
ایک قاضی کا دوسرے قاضی کو بھی نہیں پہنچتا
چہ جائیکہ ہر ایک کو رعیت سے بخلاف حکم مجتہد
کے کہ ہر کسیکو قبول کرنا اوسکا واجب نہیں ہے
خصوصاً جس وقت کہ وہ شخص خود مجتہد ہووے اور اسکو
تقلید مجتہد پہلے کے بالکل — درست

جایز نیست و بغی بر امام حق اگرچه آن باغی
لیاقت امامت داشته باشد اصلا جایز
نیست بخلاف دعوی اجتهاد که وقتیکه ملکهٔ
اجتهاد حاصل شود لابد دعوی اجتهاد باید کرد
و تقلید را از گردن خود دور باید انداخت
بالجمله غرض ازینکلام آنکه اشتغال به تفتیش
ظاهر کتاب و سنت و تعلم و تعلیم آن خواه
بخواندن باشد خواه باستماع مضامین آن
و سعی در اشاعت آن از جنس اکل و شرب
و لباس است که مدار زندگانی بر آنست
و اشتغال باحکام فقهیه معتبره و اشغال
صوفیه نافعه از قبیل مداوة و معالجه است
که عند الضرورت بقدر حاجت بعمل آرند
و بعد ازان بکار اصلی خود مشغول باشند
و عنوان و شعار خود محمدیه خالصه و سنن
قدیم باید داشت نه تمذهب بمذهب
خاص و انسلاک در طریقه مخصوصه بلکه
مذاهب و طرق را مثل دکاکین عطارین
باید شمرد و خود را از بندگان جند محمدی
پس چنانکه سپاهیان را عنوان سپه گری
شعار است و اعلاء کلمه سلطانی کار و بار
و وقتیکه بدوا محتاج میشوند از دکاکین
که بدست آید میگیرند و بقدر حاجت بعمل

درست نہین ہے اور بغاوت امام برحق کی اگرچہ وہ
باغی لیاقت امامت کی رکھتا ہو بخلاف دعوی اجتہاد
کے کہ جسوقت ملکہ اجتہاد کا حاصل ہو ضرور دعوی اجتہاد
کرنا چاہیئے اور تقلید کو گردن اپنے سے دور چاہیے
ڈالنا خلاصہ یہہ کہ غرض اس کلام سے یہہ ہے
کہ شغل دریافت ظاہر قرآن اور حدیث کا اور
سیکھنا اور سکھانا اوسکا خواہ پڑہنے سے ہو
خواہ سننے مضمونون اوسکے سے اور کوشش
اوسکے مشہور کرنے مین قسم کہانے اور پہننے
ہے کہ مدار زندگانی کا اوسپر ہی اور مشغول ہونا
ساتہ حکمون فقہیہ معتبر اور شغلات صوفیہ کے جو
مفید ہین قسم دوا اور علاج سے ہے کہ وقت
ضرورت بقدر حاجت عمل مین لاوین اور بعد اوسکے
اپنے اصلی کام مین مشغول ہوان اور سرنامہ
اور لباس اپنا محمدی خالص و طریقہ سنت
ہمیشہ چاہیئے رکہنا اور اختیار نکرنا مذہب [illegible]
مذہب خاص اور داخل [illegible] طریقہ [illegible]
بلکہ سب مذہبون اور طریقون [illegible] مثل [illegible] دکانات
عطارون کی گننا چاہیے [illegible]
لشکر محمدی کرنا چاہیے پس جیسا کہ سپاہی [illegible]
سرنامہ سپہ گری لباس ہے اور بلند کرنا کلمہ بادشاہ [illegible]
کاروبار اور جسوقت دوا کی محتاج ہوتی ہین جس دوکان
سے کہ ہاتہ آوی لیتے ہین اور بقدر حاجت استعمال

می آرند و باقی را برای وقت ضرورت
نگاہ میدارند و بکار و بار خود مشغول
میباشند ہمچنین محمدیہ خالصہ را شعار خود
باید کرد و اقامت ظاہر سنتہ را کار و بار
خود باید داشت و احکام فقہیہ صحیحہ را
و اشغال صوفیہ معتبرہ را کہ خالی از شوب
فساد و بدعت باشد بقدر حاجت استعمال
باید کرد و در زاید از حاجت بآن توغل نباید
کرد حاصل کلام آنکہ احکام فقہیہ کہ مجتہدین
سابقین مسلم الاجتہاد آنرا بقیاسات
صحیحہ استنباط نمودہ اند بیشک از قبیل
سنت ہست اما از جنس سنتہ حکمیہ کہ در جنب
سنتہ حقیقیہ بجوے نمے ارزد و پس افراط
و غلو در ان از قبیل بدعت است ٭

مسئلہ ثالثہ مسایل اجماعیہ امت
محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتسلیمات
در ہر قرن کہ بوجود آید ہمہ از قبیل مطلق
سنت ہست چہ مستند آن مسایل در
نفس الامر یا سنتہ حقیقیہ ہست یا ملحق
بالسنتہ یا سنتہ حکمیہ و آنہم از قبیل مطلق
سنتہ ہست ولیکن در انیمقام نکتہ ایست
بس باریک کہ ایضاح آن درین جزو
زمان بر ضرورت و آن ادراک امتیاز

کرتے ہین اور باقی کو واسطے ضرورت کی نگاہ رکھتے
ہین اور اپنے کار و بار مین مشغول رہتے ہین اسیطرح
محمدیون خالص کو طریقہ اپنا کرنا چاہیئے اور قایم
رکھنے ظاہر سنت کو کار و بار اپنا چاہیئے کرنا اور
حکمون فقہ کو جو صحیح ہون اور شغلون صوفیون
معتبر کو جو خالی آمیزش فساد اور بدعت سی ہون
بقدر حاجت استعمال کرنا چاہیئے اور زیادہ حاجت
سے اوسمین مشغول نہ رہے حاصل کلام یہہ ہے کہ
احکام فقہ مجتہدون پہلونکے کہ جنکا اجتہاد مسلم ہے
اون حکمون کو قیاسون صحیح سے نکالا ہو بیشک
قسم سنت سے ہین مگر قسم سنت حکمیہ سے کہ
مقابل سنت حقیقے کے جو برابر بہی نہین پس زیادتی
اور مبالغہ اوسمین قسم بدعت سے ہے ـ

مسئلہ تیسرا مسئلے اجماعے امت محمد کے
کہ اون پر افضل درود اور سلام ہو جس زمانہ
مین کہ ظاہر ہون سب قسم مطلق سنت سی
ہین اسلیئے کہ سند اون مسئلون کی حقیقت
مین یا سنت حقیقے ہے یا ملحق بالسنتہ یا سنت
حکمیہ اور وہ بہی قسم مطلق سنت سے ہے
اور لیکن اسجگہہ ایک نکتہ بہت باریک ہے
کہ واضح کرنا اوسکا اس زمانہ مین بہت
ضرور ہے اور وہ معلوم کرنا فرق کا

٭ ٭ ٭ ٭

ست دربیان مقام اجماع و رواج بدانکه
در بعضے احیان بعضے از محدثات از قسم
علوم یا ارادات یا افعال و اقوال بنا بر
مصلحت وقت در اہل زمان بطریق عادت
رائج میگردد و اخلاف ایشان آنرا نیز
اختلاف خود بطریق رسم تلقی مینمایند
و ہمچنین بر آن مدت طویلہ میگذرد و بعد
مرور دہور شدہ شدہ آن امر در رسوم
مسلمہ خواص و عوام مندرج میگردد و بر تارک
آن طعن اخوان و ملامت اقران متوجہ
میگردد پس جمہور انام بنا بر خوف لحوق
طعن و ملامت و محافظت آن جد و جہد
می نمایند و بعد انقضاء مدت مدید چون
در تفتیش اصل آن از شرع کلام واقع
میگردد غیر از رواج مذکورہ ہیچ اصلے
بدست نمی آید و چون منشاء آن رواج
تفتیش کردہ میشود غیر از استحسان بعضے
از اخلاف ہیچ واضح نمیگردد حالانکہ حکم
شرعی آن امر بحسب اختلاف زمان
مختلف گردیدہ چہ در زمان اختلاف مرتبہ
التزام و رواج نرسیدہ بود و در زمان
اخلاف بسبب التزام و اشتہار بحد بدعت
حقیقیہ یا حکمیہ رسیدہ و ہمین معنی برا

ہے درمیان اجماع اور رواج کے بیان اوسکا
یہہ ہے کہ بعضے وقت بعضے باتین نئی قسم
علمون یا ارادون یا کامون یا باتون سے
بسبب مصلحت وقت کی زمانہ کے لوگون مین بطور عادت
کے رواج پکڑتے ہین اور پچھلے اونکے اگلون اپنون
سے بطور رسم کے قبول کرتے ہین اور اسیطرح اوپر
مدت دراز گذرتے ہے اور بعد گذرنے زمانون
کے ہوتے ہوتے وہ کام ایسے رسمون مین جو مسلم ہے
درمیان خاص و عام کے داخل ہوتا ہے اور اوسکے
ترک کرنیوالے پر طعنے بھائیون اور ہمسرون کے
متوجہ ہوتے ہین پس تمام خلقت بسبب خوف
لاحق ہونے طعنے اور ملامت کے محافظت اوسکی مین
کوشش کرتے ہی اور بعد گذرنے مدت دراز کے
جو وقت بیچ تلاش اوسکے اصل کی شرع سی گفتگو
آتی ہے تو سوای رواج مذکور کے کچھ اصل نہین ہاتہ
لگتے ہے اور جب منشاء اوس رواج کا دریافت کیا جاتا ہے
تو سوائے بہتر سمجھنے بعضے اخلاف پہلے لوگون
سے کچھہ ظاہر نہین ہوتا حالانکہ حکم شرعی اوس
کام کا بحسب اختلاف زمانہ کے مختلف ہوتا ہے
اسلیئے کہ زمانہ پہلے لوگون مین اختلاف مرتبہ
لازم ہونے اور رواج پکڑنے مین نہ پہونچا تہا
اور زمانی پچھلون مین بسبب لازم پکڑنے اور شہرت
پانے کے بدعت حقیقی یا حکمی کے حد کو پہونچگیا اور اسی بانکو

رواج میگوئیم و در بعضے احیان امری جلیدیہ
پیش می آید و اہل زمان در پی تفتیش
اصل آن از دلائل بینیہ و تحقیق حکم آن
از معالم شرعیہ بنظر استقلال مے افتند
و بعد از تامل و تفکر در حصول بینیہ دلیلے
صحیح از دلائل شرعیہ کہ بر حکم شرعی آن
امر دلالت داشتہ باشد بر جمیع اہل آن ما
واضح میگردد و بنا بر وضوح آن دلیل
بر ثبوت حکمی از احکام شرعیہ بر آن امر
ہمہ مجتہدان آن زمان اتفاق مینمایند
این اتفاق را اجماع میگوئیم چون اینمقدمہ
ممہد شد پس باید دانست کہ مجرد رواج
چیزے کہ در مابعد قرون ثلثہ متحقق
شدہ باشد آنچیز را از حد بدعت
خارج نمیگرداند بخلاف اجماع کہ انعقاد
اجماع در ہر قرن کہ واقع شود مسئلہ
اجماعیہ را در دائرہ سنت داخل میگرداند
و دلیل بر آن آنست کہ سند در باب
اجماع ہمین کریمہ ست وَمَن يُشَاقِقِ
الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ
مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا
پس در کریمہ مذکورہ لفظ سبیل را بسوی

رواج کہتے ہین ہم اور بعضے وقتون مین کوئی کام
پیش آتا ہے اور لوگ زمانہ کے درپے تلاش اوسکے
اصل کے دلیلون و بینیہ سے اور تحقیق اوسکی حکم
نشانیون شرعی سے بنظر استقلال کے ہوتے ہیں
اور بعد تامل اور فکر کے اصلون دین مین کوئی
دلیل صحیح دلیلون شرعی سی کہ اوپر حکم شرعی اوس
کام کے دلالت رکھتی ہو تمام اہل زمانہ پر روشن
ہوتے ہے اور بسبب واضح ہونی اوس دلیل کی اوپر
ثبوت کسی حکم کے حکمون شرعی سی اوس کام پر سب
مجتہد اوس زمانہ کے اتفاق کرتے ہین اس اتفاق کو
اجماع کہتے ہین اور جب یہہ مقدمہ بیان ہوا اب
جاننا چاہیئے کہ نرا رواج کسے چیز کا کہ پیچھے قرون
ثلثہ کے ثابت ہوا ہو اوس چیز کو حد بدعت سی
باہر نہین کرتا بخلاف اجماع کے کہ منعقد ہونا
اجماع کا جس زمانہ مین واقع ہو مسئلہ اجماعی کو
دائرہ سنت مین داخل کرتا ہے اور دلیل اوپر اوسکے
یہہ ہے کہ سند در باب اجماع کے یہہ آیۃ شریفہ ہے
ترجمہ آیت شریف اور جو کوئے
خلاف کرے رسول کا بعد اسکے کہ ظاہر
ہوئے اوسکو ہدایت اور پیروی کرے
سوای راہ مسلمانون کے سپرد کرینگے ہم اوسکو
وہی طرف جو اوسنے پکڑے اور ڈالینگے اوسکو جہنم بیچ
اور بری جگہہ ہو پہنچا۔ پس آیۃ شریف مذکور مین لفظ

مومنین اضافت فرموده اند و لفظ مومنین
مشتق ست و قاعده مقرر ست که نسبت
چیزے بسوی مشتق دلالت میکند بر سببیت
ماخذ آن مثلا حکم بادشاه و حکم قاضی همون
حکم را میگویند که از جهت سلطنت و حکومت
صادر شده باشد نه از جهت مشوره
راه سلاطین و راه امرا و راه سپاهیان
و راه علما و راه مشایخ و اطبا همون
امور را میگویند که اشخاص مذکور آن امور را
از جهت سلطنت و امارة و سپه گری
و علم و شیخت و طبابت اخذ کرده باشند
نه مثل اکل و شرب و جماع و خواب و
بول و براز و امثال آن از حاجت بشریه
که آن را راه اشخاص مذکورین نمی گویند
چنانچه آیه کریمه اَدْعُوْا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ
اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ بر آن دلالت میدارد که مراد
از سبیل پیغمبر صلے الله علیه وسلم درینمقام امور
تبلیغیه است چنانچه لفظ ادعوا الی الله علی
بصیرة بر آن دلالت میدارد و چون
اینمقدمه ممهد شد پس باید دانست که مراد
از راه مومنین در کریمه مذکوره امور یست
که مؤمنین آنرا از جهت ایمان اخذ کرده
باشند نه از جهت رسم و عادة و آن مسائل

مومنین کے اضافت فرمائی ہے اور لفظ مومنین
مشتق ہے اور قاعدہ مقرر ہے کہ نسبت ایک چیز
کے طرف مشتق کی دلالت کرتی ہی اوپر سبب ہونے
معنے مصدرے اوسکے مثلا حکم بادشاہ اور حکم قاضی
اوسی حکم کو کہتے ہین کہ سلطنت اور حکومت کی
سبب سے صادر ہوا ہو نہ بہ سبب مشورہ کے اور
راہ بادشاہون اور راہ امیرون اور راہ سپاہیون
اور راہ عالمون اور راہ مشایخون اور راہ طبیبون کی
اونہین کامونکو کہتے ہین کہ اشخاص مذکورہ نے
اون کامونکو بہ سبب سلطنت اور امیری اور سپہ گری
اور علم اور شیخت اور طبابت کے لیا ہووے نہ مثل
کہانے اور پینے اور جماع کرنے اور سونے اور موتنے
اور ہگنے کے اور مثل اسکی حاجتون انسانی سے کہ
اونکو راہ اشخاص ذکر کئے گئے کی نہین کہتے ہین
چنانچہ آیہ شریفہ ترجمہ آیت شریف بلاتا ہون مین
طرف اللہ کے اوپر بصیرت کے مین اور تابعدار میرے
اسپر دلالت کرتی ہے کہ مراد راہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
سے اس جگہہ حکم پہونچائی گئی ہین چنانچہ بلاتا ہون مین
طرف اللہ کے اوپر بصیرت کے اسپر دلالت رکھتا ہے اور
جب یہہ مقدمہ آراستہ ہوا پس جاننا چاہیئے کہ مراد راہ
مؤمنین سے آیہ مذکور مین وہ کام ہین کہ مسلمانون
نے اونکو بہ سبب ایمان کے لیا ہو نہ بہ سبب رسم اور عادت
کے اور وہ مسئلہ اجماعیہ ہے

اجماعیہ سنت نہ رسوم مروجہ چنانچہ حدیث
ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن بر آن
دلالت میدارد وچہ ما راٰہ المسلمون فرمودہ اند
نہ ما تعامل بہ المسلمون پس معنی حدیث
چنین باشد کہ چیزے را کہ مسلمین از جہت
اسلام یعنی از جہتہ انقیاد پیغمبر و اتباع
اوامر نہ از جہتہ رسم و عادت نیک دانند
پس آن چیز نزد خدا نیک است وآما اینکہ
ہر رسم مسلمین کہ در قرنے از قرون
متاخرہ رواج پذیر شدہ باشد در سنتہ
مندرج گردد پس باطل محض است چنانچہ
حدیث اِنَّ الدِّیْنَ بَدَءَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ
کَمَا بَدَءَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ وَھُمُ الَّذِیْنَ
یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ
مِنْ سُنَّتِیْ کہ ترمذی از طریق عمرو بن
عوف نقل کردہ بریں معنے دلالت میدارد
چہ مفاد حدیث مذکور ہمین است کہ رسوم
مروجہ قرون متاخرہ مستلزم فساد
سنت است و ابطال آن منجر با صلاح
او حاصل کلام آنکہ مسائل اجماعیہ ہر قرن
از قبیل سنتہ است و رسوم مروجہ قرون
متاخرہ از جنس بدعت مسئلہ رابعہ
اشتغال بعلوم آلیہ مثل علوم عربیہ بقدر

اجماعی ہین نہ رسمین رواج پائے ہوئے جیسا کہ
ترجمہ حدیث جس چیز کو دیکھا مسلمانون نی اچھا
پس وہ نزدیک اللہ کی بھی اچھی ہے — اسپر دلالت
کرتی ہے اسلئے کہ جس کو دیکھا مسلمانون نی فرمایا
نہ جو کچھ کہ کیا مسلمانون نی پس معنی حدیث کے
اس طرح ہونگے کہ جس چیز کو مسلمان بسبب اسلام یعنی
براہ فرمانبرداری پیغمبر اور پیروی حکمون اوسکے کے
نہ بسبب رسم اور عادت کی نیک جانین پس وہ چیز
نزدیک خدا کے نیک ہے اور یہہ کہ ہر رسم مسلمانون ہین
کہ کسی زمانہ مین پچھلے زمانون سے رواج پکڑے سنت
مین داخل ہو گی پس باطل ہی بالکل جیسا کہ حدیث
حدیث تحقیق دین شروع ہوا ہے غریب اور
عنقریب ہو گا جیسا کہ شروع ہوا تہا پس خوشوقتی
ہے واسطے غریبون کے اور وہ لوگ ہین کہ صلاح کرتی
ہین اوسچیز کے جو فاسد کر دی ہی لوگون نی میری بعد
میرے سنت سے — کہ ترمذی نی طریق عمرو بن
عوف سی نقل کی ہے اسبات پر دلالت رکہتی ہے
اسلئے کہ خلاصہ حدیث مذکور کا یہی ہے کہ رسمین مروج
زمانہ پچھلے کی باعث لازم ہونے فساد سنت کی ہین
اور باطل کرنا اون رسمون کا سبب اصلاح سنتون کا
ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ مسئلے اجماعی ہر زمانہ مین قسم
سنت سے ہین اور رسمین مروج پچھلے زمانہ کی قسم بدعت سے
مسئلہ چوتہا مشغول ہونا ساتہ ان علمون کے کہ وہ آلہ

ضرورت کہ در فہم معنے ظاہر کتاب و سنت
بکار آید و باشغال صوفیہ بقدر حاجت
مثل تحریک لطائف ستہ بذکر خفے و
مثل یاد داشت مسمی بپاس انفاس و
دوام ملاحظہ بسوے قلب کہ در تحصیل
حقیقت احسان کہ مفاد ظاہر کتاب و
سنت ست منفعت بخشد و مزاولۃ
آلات حرب مثل توپ و بندوق و تپنچہ
بقدر کفایۃ کہ در قتال کفار بکار آید
از جنس بدعت نیست زیراکہ ہر چند
امور مذکورہ از قسم مخترعات و محدثات
ست اما از امور دین نیست اگر کسے
اورا از قبیل امور دین شمردہ بعمل خواہد
آورد البتہ بہ نسبت او از قبیل بدعات
خواہد گردید و معنے شمردن آن از امر
دین آنست کہ نفس وجود این امور را
قطع نظر از وسیلہ بودن آنہا ہم از
محامد دینیہ قرار دہد تفصیل این اجمال
آنکہ وسایل امور دینیہ بر دو قسم ست قسمی
آنست کہ خود ہم از جنس محمودات شرعیہ
باشد مثل تحصیل صفت طہارت بوضوء
وغسل اگرچہ از وسایل صلوۃ ست اما
خود ہم از محامد شرعیہ ست لقولہ تعالے

ضرورت کی کہ سمجھنے معنے ظاہر قرآن اور حدیث مین
کام آوے اور ساتھ شغل صوفیون کے بقدر حاجت کے
مانند متحرک کرنے چھہ لطیفون کے ساتھ ذکر خفے کے اور
مانند یادداشت کی کہ نام اوسکا پاس انفاس ہی اور
ہمیشہ ملاحظہ کرنا طرف دل کی کہ حاصل کرنی حقیقت
احسان مین کہ مفاد ظاہر قرآن اور حدیث کا ہے
نفع بخشتا ہے اور مشق آلات لڑائی کا مانند توپ اور
بندوق اور تپنچہ کے بقدر ضرورت کے کہ لڑائی
کافرونمین کام آوے قسم بدعت سے نہین ہی اسلیے
کہ ہر چند کام ذکر کیے گئے قسم نئے نکالے ہوؤن
اور نئے پیدا کیے ہوؤن سے ہین اور کامون دین
سے نہین ہین مگر وسیلون کامون دین سی ہین
اگر کوئی انکو قسم کامون دین سی گن کر عمل مین لاوے
البتہ بہ نسبت اوسکے قسم بدعت سی ہونگے اور معنے
شمار کرنے انکے امر دین سے یہہ ہین کہ ذات خاص
ان کامونکو قطع نظر وسیلہ ہونے انکے سے خوبیون
دین سے قرار دیوے تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ
وسیلے کامون دین کے دو قسم پر ہین ایک قسم وہ
کہ بذاتہ یہہ قسم خوبیون شرع سے ہو جیسے حاصل
کرنا صفت پاکی کا ساتھ غسل اور وضو کے
اگرچہ وسیلون نماز سے ہے مگر بذاتہ
یہہ خوبیون شرع سے ہے بسبب
فرمانے اللہ تعالے کے —

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ
وقوله عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ
الْاِيْمَانِ وتلاوت قرآن مجید اگرچہ از وسائل
تدبر ست اما خود ہم عبادت عظمی ست
و اشتغال بحدیث و سیرۃ نبویہ اگرچہ
از وسائل عمل و اتباع سنت ہست اما
خود ہم از مشاغل محمودہ ست و اعتکاف
اگرچہ از وسائل ادراک جماعت و آسباب
تعمیر اوقات بذکر الٰہی ست اما خود ہم
از جنس طاعت ست و امثال آن از
امور غیر محصورہ و علامت این قسم آنست
کہ حصول این قسم وسائل بر تقدیر خلو
از مقاصد باطل محض بحسب نظر شارع
نیست یعنی اگرچہ صاحب آن تحصیل
نفس وسائل را قصد کردہ و حصول
مقاصد را ملحوظ نداشتہ باشد منفعتے
از منافع دینیہ اگرچہ اقل قلیل باشد
حاصل کردہ باشد مثلا تجدید وضو و غسل
برای تحصیل نفس او است بر طہارت
اگرچہ در الوقت نیت صلوۃ نباشد
نیز از امور محمودہ شرعیہ ست و موجب
حصول اجر اخروی و قسم ثانی آنست
کہ خود آن وسائل اصلا از جنس عبادات

آیۃ شریف تحقیق اللہ دوست رکہتا ہے توبہ
کرنیوالون کو اور دوست رکہتا ہے پاکیزگی چاہنے
والونکو۔ اور فرمانے پیغمبر علیہ السلام کے کہ پاکیزگی
آدہا ایمان ہے۔ اور پڑہنا قرآن شریف کا
اگرچہ وسیلون فکر اور غور سے ہے مگر بذاتہ بہی
عبادت بڑے ہے اور مشغول ہونا ساتہ علم حدیث
اور خصایل پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ وسیلون
عمل اور پیروی سنت سی ہے مگر خود بہی شغلون
نیک سے ہے اور اعتکاف اگرچہ وسیلون پانے
جماعت اور اسباب زندہ رکہنے وقتون سی ساتہہ
ذکر الٰہی کی ہی مگر خود بہی قسم عبادت سی ہے۔
اور مانند اسکی بہت سی کام ہین اور علامت اس قسم کے
وہ ہے کہ حصول ایسی وسیلون کا بر تقدیر خالی ہونے
کے مقصدون سے بالکل باطل اور بے اصل نظر شارع
مین نہین ہی یعنی اگرچہ کرنیوالی ان کامون نے
حاصل کرنا ذات وسیلون کا قصد کیا ہو اور حاصل
کرنے مقصدون کا لحاظ نکیا ہو تو بہی کچہہ فائدہ منفعتون
دین سے اگرچہ بہت کمتر ہو حاصل ہو گا مثلا نیا وضو یا غسل کرنا
واسطے حاصل کرنے خاص پاکیزگی ہمیشہ کے اگرچہ اوس وقت
نیت نماز کے نہو تو بہی نیک کامون شرعی سے
ہے اور سبب حاصل ہونے اجر آخرت کا اور
قسم دوسرے وہ ہے کہ خود وہ وسیلے
بالکل قسم عبادت سے —

نیست اگرچہ بنا بر نیت توسل بعبادة
از قسم طاعات بالعرض گردید مثل سفر
برای حج و رفتن در بازار بنا بر نیت دخول
مسجد و کشیدن دلو از چاہ بنا بر نیت
وضو و نوشتن عرایض بسوی حکام بنا بر
سفارش قضاء الحاجات و سایر حرف
و صنایع بنا بر صرف آنہا در اعانت
دین یا خدمت محتاجین پس نفس سیاحت
بلدان و سیر بازار و کشیدن آب چاہ
و تحصیل مہارت در نوشت و خواند عرایض
و سایر صنایع مثل حدادت و صباغت
و خیاطت و امثال آن اصلا از جنس
طاعات نیست بلکہ یا از قبیل لہو است
یا از قبیل امور معاشیہ کہ شدت
جد و انہماک در ان موجب قسوة قلب
ست و مورث غفلت روح و باعث
نکرت از عالم قدس پس امور مذکورة
الصدر از قسم ثانی ست نہ از قسم
اول پس ہر کہ آنرا از قبیل اول قرار دہد
آن امور بہ نسبت او از قبیل بدعت
حقیقیہ اصلیہ میگردد و نیز باید دانست
کہ وسایل بر دو قسم است قسمے انست
کہ استعانت بآن بنا بر تکمیل مقاصد است

نہین ہین اگرچہ بسبب نیت وسیلہ گردا ہے
عبادت کے بالعرض عبادت کے قسم سے
ہوتے ہین جیسے سفر واسطے حج کے اور جانا
بازار مین بہ نیت داخل ہونے مسجد کے اور کھینچنا
ڈول کنوئین سے بہ نیت وضو کی اور لکھنا عرضیون
کا طرف حاکم کے واسطے سفارش حاجتمندون کے
اور تمام پیشے اور تمام صنعتین واسطے صرف اونکے
مددگاری دین اور خدمت محتاجون مین پس
خاص سفر شہرون مین اور پہرنا بازار کا اور کھینچنا
پانی کنوئین سے اور حاصل کرنا مہارت لکھنے اور
پڑہنے عرضیون اور تمام صنعتون مین مانند صنعت
لوہار اور رنگریز اور درزی اور مثل اسکے بالکل قسم
بندگے سے نہین بلکہ یا قسم کہیل سے ہے یا قسم کام
معاش سے کہ بہت کوشش اور ڈوب جانا اسمین
باعث سختی دل کا ہے اور سبب غفلت روح کا
اور موجب مخالفت کا عالم قدس سے پس کام
ذکر کئے گئے اوپر کے قسم دوسرے سے ہین
نہ قسم پہلے سے پس جو کوئی انکو قسم پہلے سے
قرار دیوے وہ کام بہ نسبت اوسکے قسم بدعت
اصلے حقیقے سے ہوتے ہین اور چاہیے جاننا
کہ وسیلے بہی دو قسم پر ہین ایک قسم
وہ ہے کہ مدد لینے اونسے سبب کامل
ہونے مقصدون کا ہے —

یعنی مقاصد مذکوره به نسبت حصول احد
بآن وسایل حسنی وکمالی در نظر شارع
پیدا میکند که بدون وساطت آن وسیله
حسن او مفقود میگردد مثل غسل وتجدید
لباس وتعطر برای نماز جمعه وعیدین وصعود
بر مئذنه واذان واقامت وتعیین
مسجد برای جماعت وانسلاک در جماعت
وتسویه صفوف برای نماز ووضو برای
اذکار ونظر در مصحف وتحسین صوت
برای تلاوة وتلاوت برای تدبر واقامت
امام واطاعت او وبرای جهاد وامثال
آن از امور غیر محصوره که برای تکمیل
حصول عبادات مقصودست که فقدان
آن وسایل باعث نقصان حسن مقاصد
در نظر شارع میگردد وقسم ثانی آنست
که استعمال آن بنابر احتیاج فاعل وعجز او
از ادراک مقصد ونقصان او از مرتبه
لیاقت ادراک مقصد واقع میگردد
وحصول مقصد بدون وساطت
وسایل هیچگونه منقضی در حسن مقصد
کمال او نمیرساند وبوجه من الوجوه
باعث سقوط مرتبه فاعل آن به نسبت
شخصی که آن مقصد را بواسطه وسائل

یعنے مقصد ذکر کیئے گئے بسبب حاصل ہونے اونکے ذریعہ
کے نظر شارع مین ایسی خوبی اور کمال پیدا کرتے ہین
کہ بے وسیلے اونکے وہ خوبے نہین ہوتی مثلا نہانا
اور کپڑے نئے بدلنے اور عطر لگانا واسطے نماز
جمعہ اور عیدون کے اور چڑہنا اوپر جگہہ بلند کے
واسطے اذان کے اور اذان اور تکبیر اور تعیین
مسجد واسطے جماعت کے اور داخل ہونا جماعت
مین اور برابر کرنا صفون کا واسطے نماز کے اور
وضو واسطے ذکر اور دیکہنے قرآن کے اور خوش
آوازی واسطے تلاوت قرآن کے اور تلاوت قرآن
واسطے فکر معانی کے اور مقرر کرنا امام کا اور اطاعت
اوسکے واسطے جہاد کے اور مانند اسکی بہت سی کام
کہ واسطے پورا کرنے اصل عبادت کے مقصود ہین
کہ نہونا اون وسیلون کا سبب نقصان خوبی کا
مقصدونکے نظر شارع مین ہوتا ہے اور قسم دوسری
وہ ہے کہ استعمال اوسکا واسطے محتاجگی فاعل اور
عاجز ہونے اوسکے دریافت مقصد سے یا ناقص
ہونے اوسکے مرتبہ دریافت مقصد سے وقوع مین
آتا ہے اور حاصل ہونا مقصد کا بیواسطے وسیلون کے
کچھہ نقصان خوبی مقصد اور کمال اوسکے مین
نہین پہونچاتا اور کسیطرح سے سبب گرنے مرتبے
اوسکے کرنیوالیکا بہ نسبت اوس شخص کے کہ
اوس مقصد کو بواسطہ وسیلون کے —

حاصل کرده باشد هرگز نمیگردد مثل کشیدن آب چاه برای وضو پس شخصیکه برلب دریا نشسته وضو بجا آورده است هرگز طهارة او بوجه من الوجوه نقص یابد از طهارت شخصی که آب از چاه کشیده وضو بجا آورده است نخواهد شد و ازهمین باب است استعمال عینک در حق ضعیف البصر و تفحص مصحف معرب به نسبت امی و تعلیم تهجے درحق اطفال و استعمال آلات دور دست درحرب مثل تیر و تفنگ و منجنیق و توپ و بندوق و امثال آن به نسبت عدو بعید و علامت این قسم آنست که وقتیکه مقصد بوجه من الوجوه حاصل شده باز استعمال وسائل لغو ولاطایل شمرده میشود یا طریقے دیگر از طرق حصول مقصد پیش آید باز توقف در اخذ مقصد و انتظار حصول و سائل یا تکمیل آن از سفاهت معدود میشود و ذکر استعانت بوسائل در مقام تمدح بحصول مقاصد یا اثبات فضیلت بعضے بر بعض بنابر استعانت بوسائل در سلک جماعت منسلک کرده میشود مثلاً تهجی کلمات قرآن بعد ازانکه مهارت در قرائة حاصل شده خواه به تهجی خواه بغیر تهجی لغو محض است و وقتی که مسلے در صف

حاصل کیا ہو نہیں ہوتا ہے مثل کھینچے پانی کنوئیں سے واسطے وضو کے پس جو شخص لب دریا پر بیٹھکر وضو کرتا ہے ہرگز طہارت اوسکی کسیطرح سے ناقص طہارت اوس شخص سے کہ پانی کنوئیں سے کھینچکر وضو کرتا ہے نہیں ہوتی اور اسی قسم سے ہے استعمال عینک کا واسطے ضعیف بینائی والے کے اور تلاش قرآن زیر زبر لگے ہوئے کے بہ نسبت اَن پڑھ کے اور سکھانا حرف تہجی کا بیچ حق لڑکوں کی اور استعمال ہتیاروں دور دراز کا لڑائی مین مانند تیر اور تفنگ اور ڈھینکلے اور توپ اور بندوق اور مانند اسکی بہ نسبت دشمن دور کے اور نشانی اس قسم کی یہہ ہے کہ جسوقت مطلب کسیطرح سے حاصل ہو جاوے پہر استعمال وسیلون کا لغو اور بیکار گنا جاتا ہے یا کوئی اور رستہ رستون حاصل کرنے مقصد سے برآمد ہو پہر توقف حاصل کرنی مقصد مین اور انتظار پورا کرنی یا حاصل کرنی کا اُن وسیلون کے بیوقوفی مین گنا جاتا ہے اور ذکر مددگاری وسیلو نکا مقام تعریف حاصل کرنی مقصدون مین یا ثابت کرنی بزرگی بعضو نکے بعضون پر بہ سبب مددگاری کے ساتھ وسیلون کے جماعت مین شمار کیا جاتا ہے مثلاً ہجے کلمون قرآن کی بعد اسکی کہ مہارت پڑھنے قرآن مین حاصل ہوئی ہو خواہ ساتھ ہجو نکی خواہ بغیر ہجون کے بالکل لغو ہے

جهاد شمشیر هندی در کمر میدارد و کافری
بوجهی قریب او شده که زیر شمشیر او را
توان گرفت پس درینصورت توقف
کردن در کشتن او بنا بر انتظار بدست
آمدن تیر و تفنگ یا بنا بر انتظار بدست آمدن
شمشیر صفهانی سفاهت محض است و
همچنین مثلا زید و عمرو هر دو تلاوت قرآن
در مصحف مجید نمودند اما عمرو بسبب ضعف بصر
استعمال عینک میکند پس ذکر استعمال
عینک در مقام ذکر مدایح تلاوت قرآنی
که سبحان الله عمرو بچه ادب تلاوت قرآن
میکند که تجدید وضو کرده در مسجدی
بخشوع و خضوع نشسته و مصحفی کشاده
و عینک بر بینی نهاده میخواند یا بیان اینکه
هرچند زید و عمرو در مهارت تلاوت قرآن
و تجوید حروف و خشوع و خضوع و تدبر و حسن
صوت مساوی اند اما عمرو در باب تلاوت
افضل است زیرا که استعمال عینک می نماید
یا در مصحف معرب میخواند محض حماقت است
چون این مقدمه ممهد شد پس باید دانست
که امور مذکوره یعنی علوم الٰهیه و اشغال صوفیه
و آلات مخترعه از قسم ثانی اند که بنا بر عجز
اهل زمان از ادراک مقاصد باستعمال وسایل

جهاد مین تلوار هندی کمر مین رکهتا هو اور کوئی کافر
اسطرح پر قریب اوسکے آیا که نیچے تلوار کے اوسکو
پکڑ سکتا هے پس اس صورت مین توقف کرنا اوسکی قتل
مین بانتظار رهنا ته آنی تیر و تفنگ کے یا بانتظار رهنا ته
آنے تلوار اصفهانی کی نادانی محض هے اور اسیطرح
مثلا زید اور عمرو دونونے تلاوت قرآن کی دیکهیا
مصحف شریف مین کی مگر عمرو بسبب ضعف بینائی کے
استعمال عینک کا کرتا تها پس ذکر استعمال عینک کا
مقام تعریف پڑهنے قرآن مین که سبحان الله عمرو
کس ادب سی تلاوت قرآن کی کرتا هے که نیا وضو
کرکے مسجد مین سات عاجزی اور تضرع کی بیٹهکر
اور قرآن کهولکر اور عینک ناک پر رکهکر پڑهتا هے
یا یهه بیان کرنا که هرچند زید و عمرو بیچ مهارت
تلاوت قرآن اور پڑهنے حرفون اور عاجزی
اور تضرع اور فکر معانے اور خوش آوازی مین
برابر هین مگر عمرو باب تلاوت مین بهتر هے
اسلیئے که استعمال عینک کا کرتا هے یا قرآن
زیر زبر والے مین پڑهتا هی محض
بیوقوفی هے جب یهه مقدمه بیان کیا گیا
پس جاننا چاهیئے که کام مذکور یعنے علوم الٰهی
اور شغل صوفیون کے اور هتیار نکالی هوئے
قسم ثانی سے هین که بسبب عاجز هونے
اهل زمانه کی پانی مقصدون سے جانب استعمال کی وسیلون

مذکورہ احتیاج افتادہ نہ از قسم اول تکملات
علم قرآنی و متممات مقامات احسانیہ و
مستحبات جہاد باشد پس ہر کہ آن را از
قسم اول شمارد و در چنین مناقب علماء
محسنین و مجاہدین آنرا مذکور کند و افضلیت
بعضے ایشان بر بعض دیگر بآن اثبات
نماید و در باب تحقیق احق بالامامت
مثلا علوم مذکورہ را دخل دہد این ہمہ امور
بہ نسبت او از قسم بدعت حقیقیہ وصفیہ
خواہد گردید و نیز باید دانست کہ مزاولت
الآت حرب اہم ست از سایر وسایل
و الیق ست بترویج و اعلان چہ آن
وسایل جہاد ست و بنای جہاد بر ترویج
و اعلان ست بعد ازان علوم الہیہ ست
و اما اشغال صوفیہ پس الیق ست باخفا
و کتمان کہ دست بکار و دل بایار و خلوۃ
در انجمن در باب امثال این امور قولیست
ماثور پس بنا رخانقاہات برای آن
تداعی بر اجتماع آن محمود نیست و از حفظ
مراتب امور دین بعید بلکہ صول مقاصد
احسانیہ را در اشنار تذکیر کتاب و سنت
القا باید کرد و اشغال طرق لطالبین
آن بدون نظر استقلالی و بدون التزام

مذکور کے حاجت پڑے نہ قسم اول سی کہ کامل کرنیوالون
علم قرآنی اور پورا کرنیوالون مقامات احسانیہ اور مستحبون
جہاد سے ہو پس جو کوئی کہ اوسکو قسم اول سی گنی او
وقت تعریف عالمون نیک اور مجاہدون مین اوسکو
ذکر کرے اور بزرگے بعض انکی کی بعض دوسرون پر
ثابت کرے اور اثبات استحقاق امامت مین علمون
مذکور کو داخل کرے تو یہہ سب کام اوسکے نسبت
قسم بدعت حقیقیہ و صفیہ سے ہوگا اور یہہ بہی
جاننا چاہیئے کہ مزاولت ہتیارون لڑائی کا
اہتمام زیادہ ہے تمام وسیلون سے اور
بہت لایق تر ہے رواج دینے اور مشہور کرنیکو
اسلئے کہ وہ وسیلون جہاد سے ہے اور بنیاد
جہاد کے اوپر رواج دینے اور مشہور کرنیکے ہے
اور بعد اسکے علم الٰہی ہین اور شغل صوفیون کے
پس لایق ہین ساتہ پوشیدگے اور مخفی رکہنے
کے کہ ہاتہ کام مین اور دل یار مین اور تنہائی مجلس
مین بیچ مثل ان کامون کے قول ہے منقول
بزرگون سے پس بنانا خانقاہونکا واسطے اوسکے
اور بلانا لوگونکا اوپر اجتماع اوسکی بہتر نہین ہے اور
محفوظ رکہنے مرتبون کام دین سے بعید ہے بلکہ
اصل مقصدون احسانیہ کو درمیان یاد دلانی قرآن
اور حدیث کے دلمین ڈالنا چاہیئے اور شغل طریقونکی طالبون
اوسکیکو بغیر نظر مستقل اور بغیر لازم کرنیکے

وضع خاص بدون تمیز طریقہ از طرق
از غیر آن وبدون دعوت بسوی آن
تعلیم باید کرد تا در ضمن اشتغال بامور
معاشیہ ومعادیہ خود بآن مزاولت نمایند
پس کسیکہ محافظت مراتب مذکورہ نماید
امور مذکورہ بہ نسبت او در قسم از اقسام
بدعت وصفیہ مندرج خواہد گردید ونیز
باید دانست کہ اعتقاد اینکہ فلان چیز
از اصول مقاصد یا از متممات آن یا
از وسایل ضروریہ آنست ہرچند امر
مبطن ست ومدار بودن شئ از قسم
بدعت یا سنت برہمان ست اما
بعضے معاملات ظاہرہ ہم تلو اعتقاد
درینباب میباشد مثلا تعداد علوم الہیہ
در سلک علوم شرعیہ وتمدح بآن وابتہاج
صاحب آن بانسلاک در سلک علماء وحمد وثنا
در کتاب وسنت یا بشارت دادن دیگری
اورا باین انسلاک وتوقیر آن در مقام
توقیر علماء وتحقیر فاقد آن اگرچہ اطلاع
بر احکام دین بطریق مجرد استماع از علماء
یا بطریق خواندن ترجمہ قرآن وحدیث
داشتہ باشد مثلا شخصے زید در علوم الہیہ
مہارۃ تامہ میدارد وچندان بر احکام دین

وضع خاص اور بغیر جدا کرنے کسے طریقہ کے طریقوں
غیر اوسکے سے اور بے دعوت کے طرف اوسکی تعلیم کرنی
چاہئیں تو کہ باوجود مشغول ہونے کاموں دنیا اور
آخرت اپنی مین ساتہ اوسکی مشق کرین پس جو کوئی
کہ محافظت مرتبون ذکر کئے گئے کے نہ کرے تو کام مذکور
بہ نسبت اوسکی کسی قسم مین اقسام بدعت وصفے سے
داخل ہونگے اور یہہ بہی جاننا چاہیئے کہ اعتقاد اس امر کا
کہ فلانی چیز اصول مقصدون یا پورا کرنیوالون اوسکے
یا وسیلون ضرورے اوسکے سے ہے ہرچند یہ بات
ایک امر پوشیدہ ہے اور مدار ہونے ہر چیز کا
قسم بدعت یا سنت سے اسے پر ہے مگر بعضے
معاملے ظاہر ہے واضح کرنیوالے اعتقاد کے
اسباب مین ہوتے ہین مثلا گننی علمون الہی
کے بیچ لڑے علمون شرعی کے اور تعریف کرنی
ساتہ اوسکے اور خوش ہونا صاحب اوس علم کا
بسبب منسلک ہونے سلک عالمون تعریف کئے
گیون مین بیچ قرآن اور حدیث کے یا خوشخبرے دینے
دوسرے کے اوسکو اس داخل ہونے کے عالمون مین اور
عزت کرنے اوسکے مقام عزت عالمون مین اور بےعزتی
کرنے گم کرنیوالون ان علوم کی اگرچہ اطلاع احکام دین پر
بطور سننے کے عالمون سے یا بطور پڑہنے ترجمہ قرآن اور حدیث
کے رکہتے ہون مثلا ایک شخص زید نام علمون الہی مین
مہارت تمام رکہتا ہو اور کچھ بہت حکمون دین پر —

اطلاع میدارد و عمرو بر احکام دین بطریق
مذکوره اطلاع میدارد و از علوم الٰہیه
آشنائی نمیدارد پس زید را از قسم علما
شمردن و عمرو را از قسم جہال در باب
توقیر و اجلال یا در باب اعتبار کلام
در مقدمۂ افتاء و امر بالمعروف یا در مقدمه
تقدیم در باب امامت صلوٰة یا بانیکه
اگر زید در مقدمه مناظره در احکام دین
زبان درازی کند از قسم تادیب شمرده
شود و اگر بالعکس شود از سوء آداب معدود
کرده شود پس امثال این معاملات امور
مذکوره را از جنس بدعات حکمیه میگرداند
وہمین قیاس باید بلکه ازید از ان مرتبه
کثیره در باب اشغال صوفیه **مسئله**
خامسه اشتغال بعلم طب و حساب و ہندسه
و قدرے از مسائل علم ہیئت مجرده
و منطق مجرد از خلط امور عامه قدرے
از زبان فارسی از قسم نظم و نثر و تاریخ
که در امور معاشیه بکار آید و ہمچنین تحصیل
حرف و صنایع و اختراع اطعمه جدیده
والبسه جدیده و آئینه جدیده و اسلحه
جدیده و امثال آن از امور معاشیه باعتبار
اصل خود از جنس بدعت نیست چه ہر چند

اطلاع نہ رکہتا ہو اور عمرو اوپر احکام دین کے بطور ذکر کئے
گئے کے اطلاع رکہتا ہے اور علمون الٰہی سی واقفیت
نہین رکہتا پس زید کو قسم علما سے گنا اور عمرو کو قسم
جاہلون سے باب عزت اور بزرگے مین یا در باب اعتبار
کرنے بات کی یا بیچ مقدمہ فتوے دینے اور امر بالمعروف
کے یا مقدم کرنے مین واسطے امامت نماز کے
یا اسطرح پر کہ اگر زید در باب مناظرہ احکام دین کے
زبان درازے کرے تو قسم ادب سکہانی سے
شمار کیا جاوے اور اگر اولٹا ہو تو بے ادبی
مین گنا جائے پس مثل ان معاملون کی کامون
مذکور کو قسم بدعت حکمے سے کرتے ہین اور اسطرح
قیاس کرنا چاہیئے بلکہ اس سی زیادہ — گئے
گذرے مرتبہ مین شغلون صوفیہ کے مقدمہ مین
قیاس کرنا چاہیئے **مسئلہ پانچوان** —
مشغول ہونا ساتھ علم طب اور حساب اور
ہندسہ اور کچہہ مسئلون نرے علم ہیئت اور
قواعد منطق کے کہ خالی ہون آمیزش امور عامہ
سے اور کچہہ زبان فارسی قسم نظم اور نثر اور تاریخ سے کہ
بیچ کامون معاش کے کام آوے اور اسیطرح تحصیل کرنا
پیشون اور صنعتون کا اور نکالنا کہانون نئے
اور لباسون نئے کا اور آئینہ نیا اور ہتیار نئے اور مثل
اسکے کامون معاش سے باعتبار اصل اپنے
کے قسم بدعت سے نہین ہے ہر چند —

بعضے ازان از قسم محدثات باشند اما نه کسے
اورا از امور دین میشمارد و نه با و معامله
امور دینیه میکند مثلا طبیب و سیاق و ان
کسے از علماء دین نمی شمارد و با و معامله
علما نمی نماید آری بعضے از سفہاء زمان
اہل منطق و ہیئت را در تعداد علما معدود
میکنند و در ضمن علوم محدوده شرعیه این
ہر دو علم را میشمارند پس بہ نسبت ایشان
اشتغال باین ہر دو علم از قسم بدعت حقیقیه
خواہد شد اما انقسم اشخاص که در حماقت بانتہا
قصوی رسیده باشند کمتر یافته میشوند
بنا بر علیه بہ بدعت این امور مطلقاً حکم کرده
نمی شود آرے انہماک در امثال این امور
بلکه سایر امور دنیویه و استغراق ہمت
دران مورث قساوة قلب و موجب بعد
عن الله و باعث نسیان تذکر جلال حضرت
حق و سبب تکدر روح ست که حدیث
اَلدُّنیا مَلعُونَةٌ وَمَلعُونٌ مَافِیهَا اِلَّا ذِکرُ اللهِ
تَعَالیٰ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا وَمُتَعَلِّمًا بران دلالت
میدارد و ہر چند اینکلام از مبحث ما نحن فیه
یعنی تحقیق معنے بدعت و سنت خارج است
اما کلام چون باین رسید ابد ذکر نکته
تية النفع درین مقام لازم آمد بیانش آنکه

بعضے انکے قسم نئے کاموں سے ہوں اور نہ کوئی اوسکو
کاموں دین سے گنتا ہے اور نہ ساتھ اوسکے معاملے
کاموں دین کا کرتا ہے مثلا طبیب اور سیاق جاننے والے
کوئی علماء دین سے نہیں گنتا ہے اور اوس سے معاملہ
علما کا سا نہیں کرتا ہے ہاں بعضے بیوقوف زمانہ کے
اہل منطق اور ہیئت کو شمار علما میں گنتے ہیں اور قسم
علموں تعریف کے گئے شرعیہ سے ان دونو علموں کو
گنتے ہیں پس بہ نسبت انکی شغل کے ساتھ ان دونو
علموں کے قسم بدعت حقیقے سے ہوگا اسپر
اس قسم کے اشخاص کہ بیوقوفی میں اس درجہ نہایت کے
ہوں کمتر پائے جاتے ہیں اسلئے بدعت ہونے
ان کاموں کا حکم مطلق نہیں کیا جاتا ہے ہاں بہت
شغل مثل ان کاموں میں بلکہ تمام کاموں دنیا میں
اور ڈبو دینا ہمت کا اسمیں سبب سختے دلکا ہے اور
باعث دوری کا خدا سے اور سبب بھول جانے یاد
حضرت حق کا اور باعث مکدر ہونے روح کا ہے کہ
حدیث میں ہے ترجمہ **حدیث** دنیا لعنت کی گئی ہے
اور لعنت کیا گیا ہے جو کچھہ اوسمیں ہے مگر ذکر اللہ تعالے کا
اور جو چیز کہ نزدیک کرے اوس سے اور صاحب علم
اور علم سیکھنے والا + اس پر دلالت رکھتے ہے
ہر چند یہہ گفتگو بحث اوس کلام سے کہ ہم اوسمیں
ہیں یعنی تحقیق معنی بدعت اور سنت سے باہر ہے مگر جب
کلام اسجگہہ پہنچا [illegible] ذکر کرنا ایک نکتہ [illegible] ہے

تحصیل مہارت در فن شعر مثلاً بچند وجہ
میباشد بعضے اشخاص بنابر نیت نیک مہارت
آن فن حاصل میکنند مثل تحصیل ملکۂ تالیف
مناجات رب العالمین ونعت سید المرسلین
ومناقب عباد مقبولین وہجو کفار متمردین
ونظم احکام دین وامثال آن از امور نافعہ
دراسلام وباینوجہ عبادت بالعرض میشود
وبعضے بنابر تحصیل معاش بآن اشتغال
می ورزند مثل منشیان امراء ومعلمان
صبیان پس نسبت ایشان از امور مباح
ست وبعضے بنابر تحصیل تعلّے وترفع و
استکبار وتحقیر سادہ لوحان باین اشتغال
میکنند وباینوجہ بہ نسبت ایشان از اقبح
معاصی شمردہ میشود وبعضے بنابر قضاء شہوت
لسانی بذکر محاسن نسا و امارد و بیان
خط وخال وغنج ودلال وناز وانداز وشراب
وکباب وچنگ ورباب وبیان اوضاع اعلام
وجماع ورقص وسماع وامثال آن از امور
مہیجہ شہوت بآن اشتغال مینمایند وباینوجہ
بہ نسبت ایشان از قبیل زناء لسانی شمردہ
میشود وبعضے بنابر التذاذ بنفس ادراک مضامین
نفیسہ مخیلہ ومعانی عمیقہ مؤلفہ واشارات
دقیقہ وکنایات خفیہ ومتانت عبارات و

حاصل کرنا مہارت کا فن شعر مین مثلاً کئی طرح پر ہوتا ہی
بعضے اشخاص بسبب نیک نیتی کے مہارت اس فن کے
حاصل کرتے ہین مانند حاصل کرنے ملکہ کہنے مناجات رب
العالمین اور تعریف پیغمبر خدا اور مناقب بندون مقبول
اور ہجو کافرون سرکش اور نظم کرنے حکمون دین کی
اور مانند اسکے کامون فائدہ مند سے اسلام مین اور
اسوجہ سے یہہ عبادت بالعرض ہوتی ہے اور بعضے
بسبب حاصل کرنے معاش کی اسمین شغل کرتے ہین جیسے
منشی امیرونکے اور معلم لڑکون کے پس بہ نسبت انکے
کامون جایز سے ہے اور بعضے بسبب حاصل کرنے
بڑائی اور بلندی اور تکبر کرنے اور حقیر جاننے بن پڑھون
کے اسمین شغل کرتے ہین اور اس سبب سے بہ نسبت انکی
بدترین گناہون سے گنا جاتا ہے اور بعضے واسطے
ادا کرنے شہوت زبان کے ساتھ ذکر حسن عورتون
اور لڑکون کے اور بیان کرنے خط اور خال اور غنچہ
دہنے اور شیرین لبی اور ناز اور انداز اور شراب اور
کباب اور چنگ اور رباب اور بیان کرنا وضعون
اعلام اور جماع اور ناچ اور راگ کے اور مانند اسکے
باتون اوٹھانیوالی شہوت سے شغل کرتے ہین اور
اسوجہ سے بہ نسبت انکی قسم زنا زبانی سی گنا جاتا ہے
اور بعضے واسطے اوٹھانے لذت کے ساتھ دریافت
مضمونون نفیس خیالی اور معانی گہرے سے تالیف کیے گئے اور
اشارتون باریک اور کنایتون پوشیدہ اور مضبوطی عبارتون اور

وسلامت محاورات وجزالت تراکیب
لطافت تشبیہات ورشاقت استعارات
وعذوبت الفاظ وخوبی استخوان بندی
ورعایت صنایع لفظیہ ومعنویہ امثال
آن ازاموریکہ تعلق ببلاغت وفصاحت
دارد بآن اشتغال مینمایند ومدار التذاذ
ایشان ہمین امور مذکورہ ست نہ مضمون
خاص از مضامین بلکہ ہر مضمون کہ لیاقت
جریان امور مذکورہ داشتہ باشد ہمان
مضمون جولان گاہ افکار ایشان ست
خواہ از باب مناجات ونعت ومنقبت
باشد خواہ از باب ہجو ومدح وخواہ از باب
مضامین شوقیہ باشد خواہ بہاریہ وخواہ
سیر انبیاء باشد خواہ قصص اولیا وخواہ
حکایت صالحین باشد خواہ افسانہای
سلاطین الغرض ایشانرا از تلفیق کلام
خود غیر از لذات خیالیہ چیزے دیگر غرض
نمی باشد حال ایشان در حرکت خیالیہ
مثل حال متفرجان بساتین ست کہ ایشانرا
بجائی رسیدن منظور نمی باشد بلکہ مقصود
اصلی نفس حرکت میباشد در ضمن ملاحظہ
الوان مختلفہ واشکال رنگارنگ بہم میسے
کہ متحقق شود وشود وبہر بوستانی کہ گذر

اور سلامتی محاوروں اور مضبوطی ترکیب اور لطافت
تشبیہوں اور زیبایش استعاروں اور شیرینی لفظوں اور
خوبی استخوان بندی اور رعایت صنعتوں لفظیہ اور
معنویہ کے اور مانند اسکے اون کاموں سے کہ
تعلق ساتھ فصاحت اور بلاغت کے رکھتے ہیں اون
اونہی شغل تھے ہوتے ہیں اور مدار اونکے لذت کا یہی کام ذکر کیے گئے
ہین نہ کوئی مضمون خاص مضمونوں سے بلکہ ہر
مضمون کہ لیاقت جاری ہونے کاموں مذکورہ کے
رکھتا ہو وہی مضمون چوگان فکروں اونکی کا
ہے خواہ قسم مناجات اور تعریف پیغمبر اور مناقب
اولیا سے ہو خواہ قسم ہجو اور تعریف سے خواہ قسم
مضمونوں شوقیہ سے ہو خواہ بہاریہ سے خواہ
عادت نبیوں سے ہو خواہ قصے ولیونکے خواہ
حکایت نیک بختونکے ہو خواہ قصے بادشاہونکے
غرض اونکو ترتیب اور جمع کرنے کلام اپنے سے
سوائے لذت خیالے کے اور کچھ غرض نہیں
ہوتی ہے حال اونکا حرکت لذت خیالی مین
مانند حال سیر کرنیوالوں باغکے ہے کہ اونکو کسی جگہہ
پہونچنا منظور نہیں ہوتا ہے بلکہ مطلب اصلی
ذات سے حرکت کرنا ہے واسطے دیکھنے رنگوں
مختلف اور شکلوں رنگارنگ کے جسطرف کو
اتفاق پڑے پڑے اور جس باغ مین
گذر ہو ۔

اقتدا افتد چنانچہ کریمہ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ
الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ
وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ کاشف
حال ایشانست بانیوجہ بہ نسبت این
از قبیل لہوست واز مکروہات شرعیہ
بلکہ از اضر اشیاست در باب تحصیل
حقیقت احسان وترک آن از شعایر
ایمان ست وتتمات احسان کریمہ
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ
خٰشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ
وحدیث مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ
مَا لَا يَعْنِيْهِ بر آن دلالت میدارد ومزاولت
حساب وہیئت وہندسہ ومنطق را برمزاولت
شعر قیاس باید کرد کہ اکثر بنا بر اغراض
مختلفہ واقع میگردد پس حکم این مزاولت
مثل حکم آن اغراض ست در حسن وقبح و
علامت این مزاولت اکتفاست بر قدر
حاجت نہ افراط وتعمق دران ودر بعضے
احیان بنا بر مجرد میلان بسوی لذت فکر
کہ از تحصیل مجہولات عددیہ بطریق متعینہ
وحساب خطائین وعکس تبدیل وجبر ومقابلہ
واز تحصیل سوالات مشکلہ حسابیہ واز
تخیل حیثیات اشکال ہندسہ وہیئت واز

ہو ہو جیسے کہ آیۃ قرآن شریف مین ترجمہ آیۃ شریف
شاعر پیروی کرتے ہین اونکی گمراہ کیا نہین
دیکھتا تو کہ تحقیق وہ ہر جنگل مین سرگردان ہین
اور البتہ وہ کہتے ہین جو کچہہ نہین کرتے ـ ظاہر
کرنیوالی حال اونکی کی ہے اور اسی سبب بہ نسبت اونکی
قسم کہیل سی ہی اور مکروہات شرعی سی بلکہ بہت مضر
چیزون سے حاصل کرنے حقیقت احسان مین اور چہوڑنا اسکا
علامات ایمان سے ہے اور کامون پورا کرنیوالون احسان
سے کہ آیۃ قرآنی ترجمہ آیت شریف تحقیق رستگار ہوئے
مسلمان جو اپنے نماز مین گڑگڑاتے ہین اور جو لوگ کہ
لغو سے موہنہ پہیرتے ہین ـ اور حدیث ترجمہ حدیث پیغمبر
خوبی اسلام آدمی سی چہوڑنا کامون بیفائدہ کا ہے
اسپر دلالت رکہتی ہے اور مشق حساب اور ہیئت اور
ہندسہ اور منطق کو اوپر مشق شعر کے قیاس چاہیئے کرنا
کہ اکثر بسبب غرضون مختلف کے واقع ہوتے ہے
پس حکم اس مشق کا مثل حکم اون غرضون کی ہے
بہلائی اور برائی مین اور علامت اس کوشش کے
اکتفا کرنا ہے اوپر مقدار حاجت کے نہ زیادتی حد سے
اور بہت غور اوسمین اور بعضے وقتون مین فقط بسبب
شوق لذت فکر ہے کے کہ حاصل کرنے نامعلوم عددون
سے بطور معین اور حساب خطائین اور عکس اور تبدیل
اور جبر اور مقابلہ اور نکالنے سوالون مشکل حسابی سے اور
خیال کرنے حیثیتون شکل ہندسہ اور ہیئت سے اور

اتساق براهین قاطعهٔ آن واز ایصال
بدیهیات جلیه بسوی نظریات عمیقه بطریقی
که احتمال خطا و غلط را در آن گنجایش
نباشد واز استعلام اموریکه ادراک آن
از عرف وعادات بعید تر مینماید مثل
محدود الجهات ومقادیر کواکب و اوضاع آن
بنسبت سفلیات وارتفاع عمارات عالیه
وجبال شامخه وعروض انهار واعماق
ابحار وامثال آن واز استعمال الآلات
اسطرلاب و اکتناه مفهومات خایزه وتحدید
تصورات نظریه وتمیز اجزاء عقلیه
تفتیش اجزاء عقود وتنقیح حقیقت اذعان
ومتعلق آن وتحقیق لوازم قضایا وطریق
تالیف اقیسه وتحلیل وترکیب وتصویر مباحث
صناعات خمسه وحصول ملکه تقیید وتوجیه
ودفع ومنع وحل ونقض وقلب ومعارضه
وامثال آن از اموریکه جولانگاه افکار
اذکیه تواند شد حاصل میشود ومزاولت امور
مذکوره متحقق میگردد وانهماک قوت عقلیه
در مفهومات واستغراق قوت فکریه در تعمقات
بمراتب قوی است از انهماک قوهٔ حاسه
در ملاذ جسمانیه وقوت مخیله در مضامین شعریه
والحان موسیقیه وملاهی شطرنج وامثال

اور انتظام دلیلون قاطعه اوسکے سے اور پهونچنے
بدیہیات روشن سی طرف نظریات گہرے کے اسطرحپر کہ
گمان غلطے اور خطا کا اوسمین گنجایش نرکہی اور معلوم
کرنے اون کامون سے کہ دریافت اونکا عادت سی بہت
دور دکہائی دیتا ہے مانند محدود الجہات اور مقدار اجرام
ستارون کی اور وضعین اونکے بہ نسبت نیچے والون کے
اور بلندے عمارتون بلند اور پہاڑون اونچی اور
اور چوڑائی نہرون اور گہراؤ دریاؤن کے اور مثل
اسکے اور استعمال کرنے آلات اسطرلاب اور دریافت
کرنے حقیقت مضمونون پہونچے ہوون اور حد باندہنے
تصورات نظری اور جدا کرنے اجزاے عقلے اور
دریافت کرنے اجزا منعقد ہونے قضیہ اور صاف
کرنے حقیقت یقین اور متعلق اوسکے اور تحقیق کرنے
لوازم قضیون اور طریقے مرکب کرنے قیاسون اور
جدا کرنے اور مرکب کرنے اور صورت بنانے بحثون
صنعت خمسہ کے اور وہ حاصل کرنا استعداد قید لگانے
اور توجیہ کرنے اور دفع کرنے اور منع کرنے اور نہ وحل
دینے اور نقض اور قلب اور معارضہ اور مانند اسکی اونکامون
سے کہ میدان دوڑنے فکر تیز ذہن والو نکا ہی حاصل
ہوتے ہے اور مزاولت کامون ذکر کئے گئے کے ثابت
ہوتی ہی اور مشغولی قوت عقلے کی بیچ مضمونون کی
اور ڈوب جانا قوت فکری کا گہراوین بہت مرتبون زیادہ
ہے مشغولی قوت حسی سے لذتون جسمانی بیچ اور قوت

آنچہ مبادین معقولات نہایت اوسع است
از بساتین مخیلات وحشویش محسوسات و لذت
عقلیہ بغایت الطف ست از لذات خیالیہ
حسیہ اسپ بادپای قوۃ متفکرہ بمدارج اسرع
ست از استر قوۃ مخیلہ وخر قوۃ حاسہ بتکاپوی
نظر بمراتب الذ ست از دو وادویش خیال و
خرخشار حواس پس انہماک دران بمراتب
اقوی باشد بہ نسبت انہماک در اخرین و ادخل
باشد در جذر قلوب و ابعد باشد از شریعت ایمان
کہ طریقہ سلوک اسلاف امیین ست و اقصی
باشد در روش ہمیان کہ بدعت مخترعہ اخلاف
متفلسفین است و اضر باشد در تحصیل حقیقت
احسان کہ افنا ارادہ قلبیہ و قطع علایق
ماسوی اللہ از جذر قلب و اعراض از التذاذ
بغیر اللہ خلاصہ اوست و اغلظ حجب باشد
در باب تحصیل اطمینان بمعارف انبیا علیہم
کہ طموع بصر بصیرت بسوی فیض نازل از
حظیرۃ القدس کہ بقوالب شریعت و ہیاکل
سنت بروز نمودہ از شرایط اوست سبحان
اللہ سخن از کجا تا کجا رسید غرض آنکہ مومن
پاک مبرا از بدعت و شرک را باید کہ ملت
حنیفیہ بیضا را از لواث امور مذکورۃ حتی
الامکان پاک دارد و لذت آنرا در دل خود

اسکے اسلئے کہ بعدان معقولات کا نہایت چوڑا ہے اور لذت
عقلے نہایت لطیف ہے لذت خیالی اور حسی سی اور گھوڑا
تیز رفتار قوت متفکرہ کا کئے درجہ زیادہ دوڑنیوالا ہے
نچر قوت متخیلہ اور گدہے قوت مخیلہ جسے سے
اور زیادہ قوت جسے اور دوڑ دھوپ عقل کے
بہت مرتبون زیادہ لذیذ ہے بہا گنے خیال اور
بیہودہ چلنے گدہے حواس سے پس مشغولی اوسمین بہت
مرتبون قوی ہوگے بہ نسبت مشغولی کام خیال
اور حواس کے سے اور بہت داخل ہوتے دلمین اور بہت
دور ہوکے شریعت ایمان سے کہ راہ چلنے اگلون بن
پڑھو نکی ہی اور بدرجہ نہایت ہوگی سرگردانی بیچ
کہ بدعت نکالی ہوئی پچھلے ہن فلاسفہ کی ہی اور بہت
مضر ہوگے حاصل کرنے حقیقت احسان مین کہ فنا کرنا
ارادہ دلی اور منقطع کرنا علاقون ما سوا خدا کا تہ دل
سے اور موہنہ پہیرنا لذتون غیر خدا کے خلاصہ اوسکا
ہے اور بہت بہاری پردہ ہوگا حاصل کرنے اطمینان
ساتہ معرفت نبیون علیہ السلام کے کہ طمع بینائی عقل کے
طرف فیض اوترنیوالے خطیرہ قدس سے کہ قالبو شریعت
اور صورت سنت مین ظہور کیا ہے شرطون اوسکی سی ہے
سبحان اللہ بات کہان سے کہان پہونچی غرض یہ ہے کہ مسلمان
پاک بیزار شرک اور بدعت کو چاہیئے کہ دین حنیفے روشن کو
نجاستون کام مذکور سی حتے المقدور پاک رکہے
اور لذت اوسکے کو اپنے دلمین —

جای نہ بدو بر قدر حاجت ازان اکتفا
نمودہ اوقات عزیزہ خود را در تعمقات
زائدہ ضایع نگرداند کہ هَلَكَ الْمُتَعَمِّقُوْنَ
حدیث نبی امی علیہ الصلوٰۃ والسلام است
وتلبس امور مذکورہ را بنا بر ضرورت قضاے
حاجت شمارد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا
لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا
اللّٰهُ

فصل ثانی در بیان حکم بدعت

باید دانست کہ تحقیق حکم بدعت موقوف
است بر تمہید چند مقدمات **مقدمہ اولے**
باید دانست کہ خلاصہ مفہوم بدعت از تمہید
کلام فصل اول چنان مستفاد گردیدہ کہ
ہر عقیدہ و مقامے و واردی وحالی و
قولے و فعلے کہ از جنس عبادات باشد
یا عادات یا معاملات و ہمچنین تقیید و
تعیین امور مذکورہ بقیود وحدود معینہ
و ہمچنین تشخیص موقع آن امور از تشہیر و
اعلان یا ستر وکتمان با اہتمام وعدم
اہتمام یا التزام وعدم التزام کہ نہ ثابت
بکتاب باشد و نہ بہ سنت و نہ با شتہار
و رواج در قرون ثلثہ و نہ باجماع اہل حق
و نہ بقیاس صحیح منقول از مجتہدین سابقین
مسلم الاجتہاد و صاحب شان آنرا از امر دین شمارد

جگہہ نہ دی اور بقدر حاجت اوس سے اکتفا کرے اور
اوقات عزیز اپنی بیچ باریکیون زاید کے ضایع نکرے
ترجمہ حدیث ہلاک ہوئے بہت غور کرنیوالے۔ حدیث
نبی امی علیہ السلام مین ہے اور شغل کامون مذکور کا
واسطے ضرورت حاجت روائی کے شمار کرے۔
ترجمہ آیۃ شکر ہے خدا کا کہ راہ دکھائی ہمکو طرف اسکے
اور نہ تھی ہم کہ راہ پاتے اگر نہ راہ دکھاتا ہمکو اللہ۔

فصل دوسری بیچ بیان حکم بدعت کے

جاننا چاہیئے کہ تحقیق حکم بدعت کے موقوف ہے اوپر
بیان کئی مقدمون کے **مقدمہ پہلا**۔ جاننا چاہئے
جاننا کہ خلاصہ مضمون بدعت کا بیان کلام فصل پہلے
سے ایسا ظاہر ہوا کہ جو عقیدہ اور مقام اور جو وارد اور
حال اور جو بات اور کام کہ قسم عبادتون سے ہو
یا عادتون اور معاملون سے اور اسیطرح قید
لگانے اور معین کرنا کامون مذکور کا ساتھ قیدون اور
حدون معینہ کے اور اسیطرح معین کرنا موقع اون
کامون کا شہرت دینے اور ظاہر کرنے سے
یا پوشیدہ اور چھپا کرنے سے یا اہتمام اور نہ اہتمام
کرنے سے یا لازم پکڑنے اور نہ لازم پکڑنے سے کہ
نہ ثابت قرآن سے ہو نہ حدیث سے اور نہ مشہور اور
مروج ہوا ہو قرون ثلثہ مین اور نہ اجماع اہل حق کا
ہوا ہو اوسپر اور نہ قیاس صحیح نقل کیا گیا ہو اوپر
مجتہدین پہلون سے کہ جنکا اجتہاد مسلم ہے اور کرنیوالا اوسکا اوسکو کام دین

ویا با او معامله امور دینیه کند پس همان امر را
بدعت میگوییم و در اکثر مواضع کتاب و سنة
لفظ بدعت بر همین معنی مستعمل میشود
مثل آیه کریمه قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ
الرُّسُلِ چه پر ظاهرست که خود آنجناب در زمان
سابق موجود نبودند و نه شریعت آنجناب
بخصوصها بلکه نظیر آنجناب در وصف رسالت
و نظائر شریعت آنجناب از شرائع متقدمه
در زمان سابق متحقق بودند بنا بر علیه از
ذات آنجناب و شریعت آنجناب بدعت
نفی کرده شد پس معلوم شد که در باب نفی
بدعیت شیٔ وجود نظیر آن شیٔ هم در زمان
سابق کفایت میکند و در احادیث متواتره
بدعت را مقابل سنت ذکر فرموده آن را
نکوهش کرده اند و از اتباع آن نهی بلیغ
نموده و در حدیث عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي
وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ
و حدیث مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي
سنت خلفاء راشدین و سیرت صحابه
مکرمین را در باب وجوب اتباع در اوقات
ظهور بدعات مقارن خود مذکور ساخته
و در حدیثی که ترمذی از طریق ابی سعید
خدری رض روایت کرده قَالَ قَالَ

یا ساتھ اوسکی معاملہ کاموں دین کا کرے پس اسی کام کو
بدعت کہتی ہین ہم اور اکثر جگہہ قرآن اور حدیث مین
لفظ بدعت کا اسی معنون پر استعمال کیا جاتا ہی
جیسے کہ آیۃ قرآن مین ترجمہ آیۃ شریف کہہ تو نہین
ہون مین نیا رسولون سے - اسلئے کہ بہت ظاہر ہے
کہ تحقیق آنحضرت پہلے زمانہ مین موجود نہ تہے اور
نہ شریعت خاص آنحضرت کی بلکہ مثل آنحضرت کے وصف
رسالتمین اور مثل شریعت آنحضرت کے شریعتون
پہلے سے زمانہ اگلے مین موجود تہے اس سبب سے ذات
آنحضرت اور شریعت آنحضرت سے نفی بدعت کیے گئی
پس معلوم ہوا کہ ہونے بدعت ہر ایک چیز مین موجود ہونا
مثل اوس چیز کا پہلے زمانہ مین کفایت کرتا ہے اور
حدیثون متواتر مین بدعت کو مقابل سنت کی
ذکر کیا اور اوسکے مذمت کی اور اوسکی پیروی سے
منع کیا اور اس حدیث مین - ترجمہ حدیث
کہ لازم ہے اوپر تمہارے راہ میرے اور راہ خلیفون
راشد اور ہدایت والون کے - اور اسی حدیث مین
کہ وہ وہ چیز ہے کہ مین جسپر ہون اور اصحاب میرے
سنت خلیفون راشد اور خصلت صحابہ بزرگ کو
واجب ہونی پیروی مین وقت ظاہر ہونے
بدعتون کے ساتھ اپنے ذکر کیا اور بیچ اوس حدیث
کے کہ ترمذی نے ابو سعید خدری کیطرف
سے روایت کے ہے کہ ترجمہ حدیث کہ فرمایا -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل
طیبا وعمل فی سنۃ وامن الناس
بوائقہ دخل الجنۃ فقال رجل یا رسول
اللہ ان ھذا الیوم لکثیر فی الناس
قال وسیکون فی قرون بعدی
ودر حدیث کہ مسلم از طریق عائشہ رض
روایت کردہ انہا قالت سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا
یذھب اللیل والنہار حتی یعبد
اللات والعزی فقلت یا رسول اللہ
ان کنت لاظن حین انزل اللہ ھو
الذی ارسل رسولہ بالھدی
ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ
ولو کرہ المشرکون ان ذلک تاما
قال انہ سیکون من ذلک ما شاء
اللہ بشیوع سنت ورواج دین در چند
قرون متاخرہ اخبار فرمودہ وآن چند
قرون را در حدیث خیر القرون
قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم وامثال آن از احادیث کثیرہ
بقرون ثلثہ تفسیر فرمودہ ودر آیۃ کریمہ
ومن یشاقق الرسول من بعد ما
تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل

رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کہایا حلال اور عمل کیا
سنت پر اور امن مین رہے لوگ برائیون اوسکی سے
داخل ہوا جنت مین پس کہا ایک شخص نی ای رسول
اللہ کے آجکے دن البتہ بہت ہین فرمایا اور قریب ہے
کہ ہونگے بیچ زمانہ کے پیچھے میرے ۔ اور بیچ اوس حدیث
کے کہ مسلم نے طریق عائشہ رض سے روایت کے ہے
کہ ترجمہ حدیث کہا حضرت عائشہ نی کہ سنا مینے
رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہین گذرے
گے رات اور دن یہانتک کہ پوجا جاوے گا لات اور
عزے پس کہا مینے اے رسول اللہ کے تحقیق تہی مین
گمان کرتے جسوقت نازل کیا اللہ نے وہ ذات
پاک کہ بھیجا رسول اپنے کو ساتھ ہدایت اور دین سچے
کے تاکہ غالب کرے اوسکو اوپر سب دینون کے اگرچہ
برا مانین مشرک لوگ تحقیق یہہ کلام پورا ہے فرمایا
تحقیق شان یہ ہے کہ قریب ہے کہ ہوگا اسمین سے
جو کچھہ چاہا اللہ نے ۔ ساتھ ظہور سنت اور رواج دین
کے کئی قرنون پچھلون مین خبر دی اور وہ کئی قرن
بیچ اس حدیث کے کہ ترجمہ حدیث بہتر زمانون کا زمانہ
میرا ہے پھر جو لوگ متصل ہین اوس سے پھر جو کہ متصل ہین اوس سے اور مانند
اسکے بہت حدیثون سے ساتھ قرون ثلثہ کے تفسیر
فرمائے ہے اور اس آیۃ مین کہ آیۃ شریف ہے جو کو
خلاف کرے رسول کا بعد اسکے کہ ظاہر ہوے
اوسکو راہ ہدایت کے اور پیروی کرے سواے راہ

المؤمنين نوله ما تولی ونصله جهنم
وساءت مصيرا ٥ اجماع را در باب وجوب
اتباع سنت ملحق گردانیده پس معلوم شد
که مراد از بدعت در احادیث متواتره و
استعمال لفظ بدعت برهمین معنی واقع
گردیده پس لابد لفظ بدعت بنسبت معنی
مذکوره حقیقیه شرعیه باشد و حمل او برین
معنے درصورت عدم قرائن خارجیه واجب
واستعمال او برغیر اینمعنے از قبیل استعمالات
مجازیه است که احتیاج بقراین خارجیه
میدارد چنانچه در کلام حضرت امیرالمومنین
فاروق اعظم رض که در حق تراویح فرموده
نعمة البدعة هذه واقع گردیده چه مراد
از لفظ بدعت در کلام ایشان همین قدر است
که خود تراویح باین هیئت خاصه و باین
التزام در جمیع لیالی رمضان در زمان
برکت نشان آنجناب صلی الله علیه وسلم
موجود نبود و اینمعنے اعم است از معنے اول
پس اطلاق لفظ بدعت بران از قبیل
اطلاق لفظ نفاق است بر مطلق تغیر
حال که در قول حنظله رض نافق حنظلة
واقع شده و قرینه تجوز درینمقام امتناع
حقیقت است بنظر صدور نفس این عبارت

مسلمانون کی پهیرین ہم اوسکو اوسیطرف اور ڈالین
گے اوسکو دوزخ مین اور بُری جگہہ ہے جانیکے ۔ اجماع کو
اسقدر واجب ہونے پیروی مین ساته سنت کے
ملا دیا پس معلوم ہوا که مراد بدعت سے حدیثون متواتره
مین اور لفظ بدعت کا اسی معنون پر واقع
ہوا ہے در لفظ بدعت کا بہ نسبت معنی مذکور کے
حقیقت شرعی ہے اور لینا انہین معنون کا بیچ صورت
نہونے قرینون خارجی کے واجب ہے اور استعمال
اوسکا اوپر غیر ان معنون کے قسم استعمال مجاز سے ہے
که حاجت قرینون خارجے کے رکھتے ہے جیسا که کلام
جناب امیرالمومنین عمر فاروق رض مین که تراویح کے
حق مین فرمایا ہے که اچھی بدعت ہے یہہ واقع
ہوا ہے اسلئے که مراد لفظ بدعت سے اونکے کلام
مین اسیقدر ہے که تحقیق تراویح ساته صورت خاص
اور اس التزام سے تمام راتون رمضان مین
بیچ زمانه برکت کے نشان پیغمبر خدا صلے الله علیه
وسلم کے نہین تهے اور یہہ معنے عام ہین پہلے
معنون سے پس بولنا لفظ بدعت کا اوپر اسکے
قسم بولنے لفظ نفاق سے ہے اوپر مطلق
تغیر حال کے که بیچ قول حنظله رض کے
منافق ہوا حنظله واقع ہوا ہے اور قرینه
مجاز کا اسجگہہ منع ہونا معنے حقیقی کا ہے
بنظر صادر ہونے خاص اس عبارت کے

اززبان خلیفہ راشد چہ این عبارت دال است
بر تحسین تراویح و تحسین خلیفہ راشد چیزیرا
مستلزم انسلاک آنچیز است در سلک سنت
و سنت خلیفہ راشد ملحق بہ سنت نبویہ
است پس مضاد بدعت باشد وچون
اینمقدمہ ممہد شد پس باید دانست کہ مراد
از لفظ بدعت درینمقام یعنی در مقام
تحقیق حکم آن معنی حقیقی شرعی است

مقدمہ ثانیہ

باید دانست کہ حکم شارع کہ بسوی بندگان
او متوجہ میگردد بسہ وجہ متحقق میشود
یعنی یا بطلب چیزے متحقق میشود مثل
صلوٰۃ و صوم یا بترک چیزے مثل زنا
و سرقہ و یا باباحت چیزے یعنی بیان
اینکہ ایشان در آن مختار اند اگر خواہند
بعمل آرند و اگر خواہند بعمل نیارند نزد
شارع نہ صدور آن امر مطلوب است
و نہ ترک آن مثل اکثر مباحات از اکل و
شرب و لباس و ہر چند مراتب حسن امور
مطلوبہ باعتبار مراتب علت مختلف میباشد
مثل خوردن بدست راست و افشردن
بینی بدست چپ و سایر آداب اکل و
شرب و لباس و جماع و غائط و امثال آن

زبان خلیفہ راشد سے اسلئے کہ یہہ عبارت دلالت
ہے اوپر نیک جاننے تراویح کے اور نیک جاننا خلیفہ راشد کا
کسی چیز کو مستلزم ہے داخل ہونی اوسچیز کو سلک سنت اوسکے
مین اور سنت خلیفہ راشد کے ملے ہوئے ہے سنت پیغمبر سے
پس خلاف بدعت ہوگئے پس جب یہہ مقدمہ بیان ہو چکا
تو جاننا چاہیئے کہ مراد لفظ بدعت سے اسجگہہ یعنی بیچ مقام
تحقیق حکم اوسکے معنے حقیقی شرعی ہے مقدمہ دوسرا
چاہیئے جاننا کہ حکم خدا کا طرف بندون اوسکے
متوجہ ہوتا ہے تین طرح سے ثابت ہوتا ہے
یا کسی چیز کے طلب مین صادر ہوتا ہے جیسے نماز
اور روزہ یا ترک کرنے کسی چیز مین جیسے زنا
اور چوری یا مباح ہونے کسی چیز مین
یعنی بیان اس امر کا کہ بندے مختار ہین
اسمین اگر چاہین عمل مین لاوین اور
چاہین نہ لاوین نزدیک شارع کے نہ عمل مین
لانا اوسکا مقصود ہے نہ ترک کرنا اوسکا
مانند اکثر مباح چیزون کے کہانے اور پینے
اور پہننے سے اور ہر چند مرتبے خوبی کامون
طلب کیئے گئے کے باعتبار سبب کے
مختلف ہوتے ہین جیسے کہانا سیدہے
ہاتہہ سے اور سنکنا ناک کا بائین ہاتہہ سے
اور تمام آداب کہانے اور پینے اور لباس
پہننے اور جماع کرنے اور پاخانہ پہرنے اور مثال انکے

از محاسن عادات مرتبهٔ از حسن میدارد که
طلب شارع بحسب همان مرتبه باو متعلق
گردیده و محامد اخلاق و واردات و
احوال و مقامات مرتبهٔ دیگر میدارد از حسن
و تعلق طلب شارع و مسائل عبادات و
معاملات خصوصًا احکام صلوة مرتبهٔ دیگر
میدارد و مباحث اعتقادات خصوصًا
توحید و ایمان بالرسالة مرتبهٔ دیگر
و مراتب قبح امور ممنوعه ایهم بر همین معنی
قیاس باید کرد مثل خوردن بدست چپ
و افشردن بینی بدست راست و امثال
آن از مساوی عادات مرتبهٔ از قبح میدارد
که نهی شارع بحسب همان مرتبه باو متعلق
گردیده و اخلاق رذیله و واردات ردیه
و احوال و مقامات مردوده مرتبهٔ دیگر میدارد
از قبح و تعلق نهی شارع و ارتکاب معاصی
صغایر و کبایر خصوصًا تلوث ببدعات
حقیقیه مرتبهٔ دیگر و اتصاف بعقاید باطله
خصوصًا باشراک و انکار رسالة مرتبهٔ دیگر
و همچنین اگر در یک مرتبه از مراتب مذکوره
تامل کرده شود در همان مرتبه مراتب کثیره
واضح میگردد و باز اگر در یک مرتبه ازین مراتب
نظر کرده شود در آنهم مراتب دیگر نمایان گردد

نیک عادتون سے ایک مرتبہ خوبی سے رکھتے ہین
کہ طلب شارع کے موافق اوسی مرتبہ کے اوس سے
متعلق ہوئے ہے اور نیکیان خلقون اور واردات
اور حالون اور مقامون کے مرتبہ دوسرا رکھتی
ہین خوبی سے اور متعلق ہونے طلب شارع سے اور
مسئلے عبادتون اور معاملون کے خصوصًا حکم نماز
کے مرتبہ دوسرا رکھتی ہین اور بحثین اعتقادون کے
خصوصًا ایک جاننا خدا کا اور ایمان لانا ساتھ رسالت
کے ایک مرتبہ دوسرا اور مرتبون برائی کامون منع
کے گئے کو بہی پر قیاس کرنا چاہیے جیسے کہانا ہاتھ
بائین سی اور سنکنا ناک کا ہاتھ دائین سے اور مانند
اسکے بری عادتون سی ایک مرتبہ برائی سی رکہتی ہین
کہ مخالفت شارع کی موافق اوسی مرتبہ کے اوس سے
متعلق ہوئی ہے اور اخلاق بد اور واردات بری
اور احوال اور مقام مردود مرتبہ دوسرا رکھتے ہین برائی
سے اور متعلق ہونے مخالفت شارع سی اور کرنا گناہون
چہوٹے اور بڑون کا خصوصًا آلودگی ساتھ بدعت حقیقی کے
مرتبہ دوسرا اور موصوف ہونا ساتھ عقیدون باطل کے
خصوصًا شریک جاننا ساتھ خدا کے اور انکار کرنا رسالت کا
مرتبہ دوسرا اسیطرح اگر ایک مرتبہ مین مرتبون مذکور سے
تامل کیا جاوے تو اوسی مرتبہ مین بہت مرتبے واضح ہوتے
ہین اور پہر اگر ایک مرتبہ مین ان مرتبون سی نظر کیجیاوے
اوسمین بہی مرتبے دوسرے ظاہر ہوتے ہین

وہمچنین میپرد الغرض اسپ خوشخرام فکر
از تکاپوی خود بازمیماند و این میدان
وسیع گاہی باتمام نمیرسد ولہذا آنچہ حضرت
علام الغیوب جلت قدرتہ از درجات جنت
و درکات نار کہ محاذی آن مراتب ایجاد
فرمودہ است عقل بشری از ادراک تفاصیل
آن عاجز است ولیکن چنانچہ اینقدر بالاجمال
متیقن است کہ در جمیع مدارج جنت راحت
است و در جمیع درکات نار الم و درجہ
انبیاء در حصول معنی راحت اعلی است از
درجہ سائر سابقین و درجہ سابقین از
درجہ ابرار گو کہ در افراد ہر صنفی از اصناف
مذکورہ اختلاف فاحش بحسب اختلاف وجوہ
تفاصیل واقع باشد و برہمین قیاس باید کرد
درکات نار مثلا درکہ کفار باعتبار حصول
معنی الم اشد است از درکہ مبتدعین و
درکہ مبتدعین از درکہ فساق و فجار
وہمچنین اینقدر بالاجمال متعقل است کہ در
جمیع مطلوبات شرعیہ حسنی است خواہ قلیل
خواہ کثیر و در جمیع ممنوعات شرعیہ قبحی
است خواہ قوی خواہ ضعیف و اینقدر ہم
بالاجمال معلوم است کہ مقتضای بعضی
مراتب طلب شرعی ندب است و مقتضای

اور اسیطرح چلاجاتا ہے الغرض کہ گھوڑا تیز رو فکر کا
اپنے دوڑ دہوپ سے باز رہجاتا ہے اور یہہ میدان وسیع
کبھے آخر نہین ہوتا اسلیئے جو کچھ حضرت حق جل شانہ نے
درجون جنت اور مرتبون دوزخ سے کہ مقابل ان
مرتبون کے پیدا فرمائے ہین عقل بشری معلوم
کرنے تفصیل اونکی سی عاجز ہے لیکن جیسا کہ اتنا
مجمل معلوم ہے کہ تمام درجون جنت مین راحت ہے
اور تمام درجون دوزخ مین تکلیف اور درجہ نبیونکا
حاصل ہونے مضمون راحت مین بلند تر ہے
درجے تمام سابقین سے اور درجہ سابقین کا
درجہ نیکبختون سے ہے اگرچہ فردون ہر قسم مین اقسام
مذکور سے اختلاف ظاہر موافق اختلاف مرتبون
بزرگے کے واقع ہو اور اسیپر قیاس کرنا چاہیئے
درجون دوزخ کا مثلا درجہ کافرون کا باعتبار
پیدا ہونے مضمون تکلیف کے بہت سخت ہے
درجہ بدعتیون سے از درجہ بدعتیونکا درجہ
گنہگارون اور فاجرون سے اسیطرح اسقدر
مجمل معلوم ہے کہ تمام چیزون طلب کے گئے
شرعے مین ایک خوبی ہے خواہ کم خواہ
زیادہ اور تمام ممنوعات شرعی مین ایک برائی
ہے خواہ قوی خواہ ضعیف اور یہہ بہی مجمل معلوم
ہے کہ مقتضا بعضے مرتبون مطلوب شرعی کا
استحباب ہے اور مقتضا ے —

بعضے وجوب و مقتضای بعضے دخول در اصل
ایمان و همچنین مقتضای بعضے مراتب ممنوعه
شرعیه کراهت ست و مقتضای بعضی
حرمت و مقتضای بعضے انجرار بکفر بعد
ازان باید دانست که تفتیش امر شرعی
در مقدمه امری خاص از امور معاشیه یا معاد
بدو وجه میباشد اول تفتیش اجمالی یعنے
تفتیش اینکه فلان امر شرعا حسن است
یا قبیح یعنی از جنس مطلوبات شرعیه است
یا ممنوعات و ثانی تفتیش تفصیلے یعنے
درکدام مرتبه از حسن یا قبح واقع است
و کدام مرتبه طلب یا منع از جانب
شارع باو متعلق گردیده و چنانچه گرسنه را
بمجرد اطلاع بر اینکه در فلان مقام طعامے
است شرارهٔ طلب از دل او بوجهے
جوش میزند که چار و ناچار کشان کشان
گو که اطلاع بر خصوصیت آن طعام نداشته
باشد بر آنمقام مے آرد و عاشق صادق را
بمجرد اطلاع بر اینکه فلان امر باعث رنج
و ملال معشوق اوست انجاحی و نفرتے
بنسبت آن امر در دل او پیدا میگردد
که از حدود قرب و جوار او فرار میکند حتی
جبان و بزدل از قرب و جوار میدان جنگ

بعض کا واجب ہونا اور مقتضا بعض کا داخل ہونا
اصل ایمان مین اور اسیطرح مقتضا بعضے مرتبون
ممنوع شرعی کا کراہت ہی اور مقتضا بعض کا
حرام ہونا اور مقتضا بعض کا پہونچانا کفر مین
بعد اسکے چاہیے جاننا کہ تلاش کام شرعی کے
بیچ مقدمہ کسی خاص کام کے کامون معاش یا معاد
سے دو طرح پر ہوتے ہے اول تفتیش مجمل ہے یعنے
تلاش اسبات کی کہ فلانا کام شرع مین
اچھا ہے یا برا یعنے قسم کامون طلب کیے گئے شرع
سے ہے یا ممنوعات شرع سے اور دوسری
تفتیش تفصیلے ہے یعنے کس مرتبہ مین بھلائی
یا برائی سے واقع ہے اور کونسا مرتبہ طلب یا
منع کا شارع کے طرف سے متعلق ساتھ اوسکے
ہے جیسے کہ بھوکے کو اطلاع اسبات پر کہ فلانی
جگہہ کہانا ہے شعلہ طلب کا دل اوسکے سے اسطرح
جوش مارتا ہے کہ چار و ناچار کہینچتا ہوا اگرچہ اطلاع
خصوصیت کہانی پر نرکہتا ہو اوس مقام پر
لاتا ہے اور عاشق سچے کو فقط اطلاع اسپر کہ
فلانا کام باعث رنج اور ملال معشوق کا اوسکے
ہے ایسے کراہت اور نفرت بہ نسبت اوس کام
کے اوسکے دلمین پیدا ہوتے ہے کہ حدود
قرب اور ہمسائیگی اوسکے سے بہاگتا ہے جیسے کہ
نامرد اور بودا قرب اور ہمسائیگی میدان لڑائی سے

همچنین طالب حق را بمجرد اطلاع اینکه
فلان چیز شرعاً حسن است و در مطلوبات
شرعیه داخل حرارت طلب آن از دل او
بوجهی میجوشد که کشان کشان بر تحصیل
و ترویج و تشهیر و تعلیم او می آرد که حدیث
والله لا یومن احدکم حتی یکون
هواه تبعا لما جئت به بر آن دلالت میدارد
و همچنین مومن صادق را بمجرد اطلاع براینکه
فلان چیز شرعاً قبیح است و در ممنوعات
شرعیه داخل نفرتے و انجامے به نسبت
آنچیز در دل او حادث میگردد که دور از
قرب و جوار آن میگریزد مثل گریختن
ارباب ننگ و ناموس از مظان لحوق
عار و مذلت که در حدیث الحلال بین
والحرام بین و ما بینهما مشتبهات
فمن اتقی المشتبهات استبرأ لدینه
و عرضه بر آن دلالت میدارد الغرض
تحقیق حکم اجمالی در باب ترغیب و ترهیب
مومنان پاک و طالبان چست و چالاک
و موحدان مبرا از شرک کفایت میکند و اما
تفتیش تفصیلے پس اصل منصب مجتهدین است
و مقلدین را در پے آن افتادن عیر از انه

طالب حق کو فقط اطلاع اسکی کہ فلانی چیز شرع مین
اچھی ہے اور طلب کی گئی چیزون شرعی مین
داخل ہے گرمی طلب کی اوسکی دل مین ایسے جوش مارتی
ہے کہ کھینچ تان کر اوسپر حاصل کرنے اور شہرت
دینے اور سکھلانے اوسکے لاتی ہے کہ ترجمہ حدیث
قسم ہے اللہ کے نہین مسلمان ہونیکا ایک تمہارا
یہانتک کہ ہو خواہش اوسکی تابع اوس چیز کے کہ
آیا ہون مین ساتہ اوسکے - اسپر دلالت رکھتی ہی
اور اسیطرح مسلمان سچے کو فقط اطلاع اسپر کہ فلانی
چیز شرع مین برے ہے اور ممنوعات شرعی مین داخل
ہے ایسے نفرت اور بے رغبتے بہ نسبت اوس چیز کے اوسکے
دل مین پیدا ہوتے ہے کہ اوسکے قرب اور ہمسائگی سے
دور بھاگتا ہے مانند بھاگنے صاحبان ننگ اور ناموس
کے جگہہ لگ جانی عار اور ذلت سی کہ ترجمہ حدیث
حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر اور درمیان انکی مشتبہات
ہین پس جو کوئی کہ بچا مشتبہات سے بچایا دین اپنا
اور آبرو اپنے اسپر دلالت رکھتی ہے غرض کہ تحقیق
حکم اجمالی بمقدمہ رغبت دلانی اور ڈرانی مسلمانون
پاک اور طالبون چست اور چالاک اور موحدون
پاک کے شرک سے کفایت کرتا ہے اور تحقیق
تفصیلے پس اصل منصب مجتہدون کا ہے اور
مقلدون کو … در پے ہونا اوسکے سوا بہ پاکر

بلکہ دون شور و شغب و قیل و قال و مناظرہ
وجدال منفعت نمی بخشد چون اینمقدمہ
ممہد شد پس باید دانست کہ مقصود درینمقام
ہمین ست کہ مطلق بدعت شرعا حسن است
یا قبیح نہ آنکہ کدام بدعت در کدام مرتبہ حسن
واقع ست وکدام بدعت در کدام مرتبہ قبیح

مقدمہ ثالثہ

باید دانست کہ وقتیکہ اشیا متعدد در
یک حکم عام مندرج باشند مثل اندراج مسلم و
کافر در مفہوم انسان و اندراج گوشت
گوسفند و خنزیر در مفہوم مطعوم و اندراج
خمر و ما در مفہوم مشروب و اندراج نقد
و جنس در مفہوم مال و اندراج زنا و جماع زوجہ
یا کنیزک در مفہوم وطی پس حکم شرعی
بدو طریق بان متعلق میگردد اول آنکہ
بہریک ازان اشیای مخصوصہ حکمی علیحدہ
متعلق گردد و مطلق بالنظر الی ذاتہ ہیچ
حکمی از احکام شرعیہ متعلق نباشد مثلا
گوشت گوسفند حلال ست و گوشت خنزیر
حرام و مطلق گوشت را نہ حلال توان گفت
و نہ حرام پس برین تقدیر در باب ترغیب
و ترہیب نہ از مطلق گوشت تنفیر باید کرد و نہ
بسوی او ترغیب و در باب تحصیل حقیقت

کرنے شور اور غل اور گفتگو اور مناظرہ اور لڑائی
کے فائدہ نہیں دیتا جب یہہ مقدمہ بیان ہوچکا
پس چاہیے جاننا کہ مقصود اس جگہہ یہی ہے کہ
مطلق بدعت شرع مین اچھی ہے یا بری نہ یہہ
کونسے بدعت کونسے مرتبہ مین اچھی واقع ہوئی
اور کونسے بدعت کونسے مرتبہ مین برے۔
مقدمہ تیسرا چاہیے جاننا کہ جسوقت کتنے چیزین
بیچ ایک حکم عام کے داخل ہون جیسے داخل ہونا
مسلمان اور کافر کا مفہوم انسان مین اور
مندرج ہونا گوشت بکرے اور سور کا مفہوم
کہانے کے چیز مین اور داخل ہونا شراب اور پانیکا
مفہوم پینے کے چیز مین اور داخل ہونا نقد اور
جنس کا مفہوم مال مین اور داخل ہونا زنا اور
مجامعت بیوے اور لونڈے کا معنون وطے
یعنے مجامعت مین پس حکم شرعی دو طرح اوسکے
ساتہ متعلق ہوتا ہے اول یہہ کہ ساتہ ہر ایک کے
اون چیزون خاص کی گئی سی ایک حکم علیحدہ متعلق
ہوتا ہے اور ساتہ مطلق کے بنظر ذات اوسکے
کوئی حکم احکام شرعی سی متعلق نہین ہوتا ہے
مثلا گوشت بکریکا حلال ہے اور گوشت سور کا حرام اور مطلق
گوشت کو نہ حلال کہہ سکتے ہین نہ حرام پس صورت مین
رغبت دلانے اور ڈرانے کے باب مین نہ مطلق گوشت سے نفرت
دلانی چاہیے اور نہ طرف اوسکی رغبت اور حاصل کرنے حقیقت

تقوے و احتیاط کہ از افضل محامد شرعیہ است
احتراز از مطلق گوشت بنا بر آنکہ گوشت
خنزیر حرام از جملہ افراد اوست ہرگز داخل
نیست بلکہ از جنس وسواس است کہ آن در
ممنوعات شرعیہ ست و در باب فتوی
ہرگز مفتے را نمیرسد کہ بر مطلق مذکورہ حکمی
جاری نماید بلکہ سایل را آگاہ سازد کہ
سوال او ناقص ست قابل جواب نیست
زیرا کہ مطلق در ینصورت منقسم ست بسوے
اقسام مختلفہ و ہر قسم را حکمے ست علیحدہ
تو در کدام قسم سوال مینمائی مثلاً شخصے سوال
کرد کہ خوردن گوشت حرام ست یا حلال
پس مفتی را نمیرسد کہ بر سوال اجمالی اکتفا
کردہ بحلت یا بحرمت آن فتوے دہد بلکہ
بگوید کہ گوشت منقسم است بگوشت گوسفند
و گوشت خنزیر اول حلال است و ثانی حرام
تو از کدام قسم گوشت سوال مینمائی تا بر طبق
آن جواب دادہ شود و در باب بیان احکام
عقد قضیہ کلیہ یا مطلقہ در ہمقام مناسب نیست
مثلا در مقام بیان مطعومات محرمہ گفتن
اینکلام کہ ہر گوشت حرام ست یا ہمین قدر
کہ گوشت حرام ست ہرگز مناسب نیست
گو کہ بنظر بسوے تخصیصات عمومات و تقییدات

تقوے اور احتیاط مین کہ بہترین بہلائیون شرع سے
بچنا مطلق گوشت سی بہ سبب اسکے کہ گوشت سور کا حرام اسکے
افراد مین سی ہے ہرگز داخل نہین ہے بلکہ قسم وسواس
سے ہے کہ وہ ممنوعات شرعی مین ہی اور فتوی کے
مقدمہ مین ہرگز مفتے کو نہین پہونچتا ہے کہ اوپر
مطلق ذکر کیے گئے کے کوئے حکم جاری کرے بلکہ
پوچہنے والے کو مطلع کرے کہ سوال اوسکا ناقص ہے
قابل جواب نہین اسلیے کہ مطلق اسصورت مین
تقسیم ہوتا ہے طرف کئی قسم مختلف کے اور
ہر قسم کا حکم جدا ہے تو کونسے قسم مین سوال کرتا
ہے مثلا ایک شخص نے سوال کیا کہ کہانا گوشت کا
حرام ہے یا حلال پس فتوا دینے والیکو نہین پہونچتا
کہ اوپر سوال مجمل کے اکتفا کرکے ساتہ حلال یا حرام
ہونے اوسکے فتوے دیوے بلکہ کہے کہ گوشت
منقسم ہے ساتہ گوشت بکرے اور گوشت سور کے
پہلا حلال ہے اور دوسرا حرام تو کس قسم کے
گوشت سی پوچہتا ہے تو مطابق اوسکے جواب دیا
جاوے اور بیان حکمون مین منعقد کرنا قضیہ کلیہ
یا مطلقہ کا اسجگہہ مناسب نہین ہے مثلا مقام
بیان کرنے کہانون حرام مین یہہ کہنا کہ ہر گوشت
حرام ہے یا اسیقدر کہ گوشت حرام ہے ہرگز
مناسب نہین ہے اگرچہ بنظر تحقیق کرنے
عام کے اور قید لگانے ـ

مطلقات کلام مذکور بحسب اصل لغت صحیح
باشد چہ ممکن ست کہ از مدلول ہر گوشت
گوشت حیوانات مخصوصہ و از مطلق گو
گوشت حیوانات محرمہ مراد باشد لیکن
تکلم بمثل اینکلام قبیح ست در خواص و عوام
و ساقط ست از درجہ بلاغت یعنی مقتضائے
مقام و بعید ست از محاورات کلام بالجملہ
ارادہ کردن معنی مذکور از کلام مسطور خلاف
ظاہر و غیر متبادر ست و طریق ثانی آنکہ مطلق
بالنظر الی ذاتہ حکمی از احکام شرعیہ متعلق
گردد و ہمان حکم بر جمیع افراد او باعتبار آن
مطلق جاری باشد پس مطلق بنظر ذات خود
در جمیع خصوصیات ہمان حکم را اقتضا می نماید
اگرچہ در بعضے افراد بحسب عوارض خارجیہ
حکم مطلق مختفے گردد مثل آنکہ مطلق گوشت
خنزیر حرام ست اگرچہ در وقت مخمصہ مباح
گردد و مطلق شرب خمر حرام ست اگرچہ
درصورت اکراہ واجب میگردد و مطلق
سرقہ حرام ست اگرچہ عند الاضطرار
جایز میگردد و مطلق تکلم بکلمات کفر قبیح
ست اگرچہ عند الاکراہ معفو میشود و مطلق
نماز حسن ست اگرچہ در وقت طلوع آفتاب
ممنوع میگردد و مطلق تلاوت قرآن

مطلق کے کلام مذکور موافق اصل لغت کے صحیح ہے
اور ہوسکتا ہے کہ مفہوم ہر گوشت سے گوشت
جانوروں خاص کا اور مطلق گوشت سے گوشت
جانوروں حرام کا مراد ہو لیکن بولنا مثل اس کلام
کے برا ہے خاص و عام میں اور گرا ہوا ہے درجہ
بلاغت یعنے مقتضائے مقام سے اور دور ہے
محاوروں کلام سے خلاصہ یہہ ہے کہ ارادہ کرنا معنی
ذکر کیئے گئے کا کلام مذکور سے برخلاف ظاہر کلام
کے ہے اور نہ جلد سمجھا جاتا ہے اور طریق دوسرا
یہہ ہے کہ ساتہ مطلق کے بنظر ذات اوسکی کی کوئے
حکم احکام شرع سے متعلق ہوتا ہے اور وہ حکم اوسکے
تمام افراد پر باعتبار اوس مطلق کے جاری ہوتا ہے
پس مطلق بنظر ذات اپنے تمام خصوصیات میں
اوسی حکم کو چاہتا ہے اگرچہ بعضے افراد میں بسبب کسی
پیش آنی والی باہر کے حکم مطلق کا پوشیدہ ہوتا ہے
مثل اسکی کہ مطلق گوشت سور کا حرام ہے اگرچہ وقت
شدت بہوک کی جایز ہوتا ہے اور مطلق پینا شراب
حرام ہے اگرچہ بیچ صورت جبر کرنے کسے حاکم ظالم کے
واجب ہوتا ہے اور مطلق چوری حرام ہے اگرچہ وقت
اشد ضرورت اور اضطرار کے جایز ہوتے ہے اور مطلق
بولنا کلموں کفر کا برا ہے اگرچہ وقت جبر کے معاف ہوتا ہے
اور مطلق نماز اچھی ہے اگرچہ وقت طلوع آفتاب کے منع
ہوتے ہے اور مطلق پڑہنا قرآن کا ۔

عبادت ست اگرچه در صورت جنابت مکروه
میگردد و مطلق دوام ذکر افضل قربات است
اگرچه در عین حالت قضاء حاجت ممنوع
میگردد پس برین تقدیر در باب ترغیب
و ترهیب بسوے مطلق دوام ذکر ترغیب
کردن و از مطلق شرب خمر تنفیر نمودن
از ارکان اشاعت دین و اعلاء کلمة الله
ست و تفصیل طرق موانع خارجیه از
ضروریات وعظ و تذکیر نیست بلکه ممکن
که از مضرات آن باشد مثلا در مقام بیان
معنی آیة کریمه اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا
وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وحدیث
لا یزال لسانك رطبا من ذکر الله
فضائل دوام ذکر و منافع آن مذکور باید
کرد و بیان مسئله احتراز از ذکر مقام
خلا ضروری نیست یا در مقام بیان
معنے آیة کریمه انما الخمر والمیسر والانصاب
والازلام رجس من عمل الشیطان
فاجتنبوه لعلکم تفلحون ۵ وحدیث
اشهد بالله والله ان شارب الخمر
کعابد الوثن قبائح شرب خمر و مضار
آن مذکور باید کرد نه مسئله وجوب آن در
صورت اکراه یا در بیان معنے آیة کریمه

عبادت ہے اگرچہ در صورت حاجت غسل مکروہ
ہوتا ہے اور مطلق ہمیشگے ذکر خدا کے بہترین نزدیکی
خدا سے ہے اگرچہ عین حالت دفع بول و براز مین
منع ہوتی ہے پس اس صورت مین بمقدمہ رغبت دلانے
اور ڈرانے کے طرف ہمیشگے ذکر اللہ کے رغبت دلانے
اور مطلق پینے شراب سی نفرت دلانی رکنوں مشہور
کرنے دین اور بلند کرنے کلمۂ خدا سے ہے اور تفصیل
طریقوں منع کرنیوالوں خارجی کے ضروریات درس اور
نصیحت سی نہین ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ مضر اوس
وعظ کو ہو مثلا مقام بیان معنوں اس آیت قرآنیہ
ترجمہ آیت جو لوگ کہ ذکر کرتے ہین اللہ کا کھڑے اور
بیٹھے اور اوپر کروٹوں اپنے کے اور اس حدیث مین
کہ ہمیشہ رہے زبان تیری تر ذکر خدا سے فضیلتین
ہمیشہ ذکر کے اور منفعت اوسکے ذکر چاہیین کرنے
اور بیان کرنا مسئلہ پرہیز کا ذکر سے مقام پاخانہ مین
ضرور نہین ہے یا بیچ مقام بیان معنوں اس آیۃ
کے کہ ترجمہ آیت سواے اسکے نہین کہ شراب اور جوا
اور بت اور پانسے نجس ہین کام شیطان سی ہے
بچو اس سی شاید کہ تم خلاصے پاؤ اور اس حدیث
کے گواہی دیتا ہون مین ساتھ اللہ کے قسم ہے
اللہ کے تحقیق پینے والا شراب کا مانند پوجنے والے
بت کے ہے قباحتین پینے شراب کے اور ضرر اوسکے
ذکر کرنے چاہیئن نہ مسئلہ وجوب پینے اوسکا صورت جبر مین

یاایها الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم
بینکم بالباطل الا ان تکون تجارة
عن تراض منکم و حدیث الا ان دماءکم
واموالکم واعراضکم حرام کحرمة یومکم
هذا فی بلدکم هذا تقبیح مطلق مال مردم
خوردن و حرمت تصرف در ملک غیر بلا اذن
باید کرد نه مسئله جواز آن در صورت اضطرار
بلکه در اکثر احیان بیان اینمعنی در باب
ترغیب و ترهیب مضر میگردد چه در نظر
عوام حسن و قبح آن سهل میشود آری در وقت
پیش آمدن صورت مذکوره و تفتیش سائلین
جواب برطبق سوال بیان کرده شود چنانچه
ترغیبات و ترهیبات در کلام شارع برهمین
نهج واقع گردیده و در باب تحصیل حقیقت تقوی
واحتیاط اجتناب از مطلق استعمال منکرات
و تصرف فی ملک الغیر بلا اذنه پیش نظر همت
خود باید داشت و مادامیکه یقین کلی
بحلت آن بسبب عوارض خارجیه حاصل
نشود هرگز بآن آلوده نباید شد و مادامیکه
وهمی ضعیف هم در جانب عدم ثبوت حلت
آن باقیست نظر بر حرمت اصلیه آن کرده
ازان اجتناب ورزد چنانچه حدیث من
اتقی المشتبهات استبرأ لدینه

ترجمہ آیت اے ایمان والو نہ کہاؤ تم مال اپنے آپس مین
ساتہ جہوٹ … یہہ کہ ہو سوداگری ساتہ رضامندی
تمہارے کے اور اس حدیث کے کہ خبردار ہو تحقیق
خون تمہارا اور مال تمہارے اور آبروئین تمہارے
حرام ہین مانند حرام ہونے اس آجکے دن تمہارے
کے بیچ اس شہر تمہارے کے ۔ قباحتین مطلق مال
مردم خوری اور حرام ہونے دخل ملک غیر مین بغیر اذن
مالک کے بیان کرنے چاہیئین نہ مسئلہ جایز ہونا اوسکے
صورت اضطرار مین بلکہ اکثر اوقات بیان اس مسئلہ کا
رغبت دلانی اور ڈرانے … مضر ہوتا ہے
اسلیئے کہ نظر عوام مین بہلائے اور برے اوسکے سہل
ہوجاتے ہی ہان وقت پیش آنے صورت مذکور اور تلاش کرنے
پوچہنے والونکے جواب مطابق سوال کی بیان کیا جاوے
جیسا کہ رغبت دلانے اور ڈرانے مین بیچ کلام شارع کے
اسیطرح واقع ہوا ہے اور بیچ باب حاصل کرنے حقیقت پرہیزگاری
اور احتیاط کے بچنا مطلق عمل مین لانی بری باتون
اور تصرف کرنے غیر کے ملک سے بلا اجازت اوسکی پیش نظر
اپنے ہمت کی رکہنا چاہیئے اور جب تک کہ یقین کامل حلال
ہونے اوسکا موافق پیش آنیوالون امور خارجیہ کے
حاصل نہو ہرگز اوسمین آلودہ نہ چاہیئے ہونا اور جب تک
کہ ایک وہم ضعیف ہی طرف نہ ثابت ہونے حلت اوسکے
باقی ہی نظر اوپر حرمت اصلی اوسکے کرکے اوس سے پرہیز
کرے چنانچہ یہہ حدیث ترجمہ حدیث اس شخص نے پرہیز کیا

وغرض بر آن دلالت میدارد و در
فتوے مفتی را میرسد کہ حکم حلت یا حرمت
بر مطلق جاری کردہ آید و بدون تفتیش
سایل موانع خارجیہ را تفصیل نکند و بہ تقسیم
مطلق بسوی حلال و حرام لب نکشاید
بلکہ حکم مطلق را اصل قرار دہد و صور خارجیہ را
کہ در آن حکم مطلق بسبب عوارض خارجیہ
مختفی گردیدہ در سلک شعبہ ا منسلک گرداند
مثلا اگر کسے سوال کند کہ شرب خمر حلال است
یا حرام پس بہمین قدر سوال اجمالی اکتفا
کردہ بگوید کہ حرام است و اگر کسے از مسئلہ
اکراہ بخصوصہا سوال کند بر آن تقدیر
مسئلہ اکراہ و حال مکرہ علیہ را تحقیق
کردہ بر طبق آن جواب دہد و تکلم باینکلام
کہ خمر و خنزیر ہم مثل مطعومات منقسم است
بحلال و حرام اگرچہ اینکلام بحسب تدقیق
نظر وجہی از صحت داشتہ باشد چہ حلال
است در صورت اکراہ و حرام است در
غیر آن اما کلام مذکور از قسم الغاز فقہیہ
است کہ برائے سنجیدن اذہان صبیان
آنرا مذکور میسازند نہ از قبیل احکام افتا
و قضا کہ بنا بر نظم و سیاست ملت حنیفیہ
آنرا قرار دادہ اند بلکہ در باب بیان احکام

اور آبرو اپنے کے اوپر دلالت کرتی ہے اور فتوا دینے
مین مفتی کو پہنچتا ہے کہ حکم حلال ہونے یا حرام ہونیکا اوپر
مطلق کے جاری کرے اور بغیر دریافت پوچھنے والے کے
منع کرنیوالون خارجی کو تفصیل نکرے اور ساتہ تقسیم مطلق
کے طرف حلال اور حرام کے لب نکہولے بلکہ حکم مطلق کو
اصل قرار دیوے اور صورتون خارجی کو کہ اون مین حکم
مطلق کا بسبب پیش آنے امور خارجی کے پوشیدہ ہوتا ہے
بیچ لڑے نادرات کے داخل کرے مثلاً اگر کوئی سوال
کرے کہ شراب حلال ہی یا حرام پس اسیقدر سوال مجملپر
اکتفا کرکے کہے کہ حرام ہے اور اگر کوئی مسئلہ جبر کو خاص
پوچہے تو اوسصورت مین مسئلہ جبر اور حال جبر کیے گئے کا
تحقیق کرکے موافق اوسکے جواب دے اور کہنا
یہہ کلام کہ شراب اور سور بہی مثل کہانے کے
چیزون کے منقسم ہے ساتہ حلال اور حرام کے
اگرچہ یہہ کلام موافق نظر باریک کے ایکطرح
صحیح ہوگا اسلئے کہ حلال ہے صورت جبر مین اور
حرام ہے اوسکے سوا مگر یہہ کلام مذکور قسم
پہیلیون فقہ سے ہے کہ واسطے آزمانے
ذہن لڑکون کے اوسکو ذکر کرتے ہین نہ قسم
حکمون فتوا دینے او فیصلہ کرنے سے کہ
واسطے بند و بست اور دبدبہ دین حنیفے
کے اوسکو مقرر کیا ہے بلکہ مقدمہ
بیان احکام ۔

شرعیه ممکن که مثل این کلام از قبیل استهزا
بآیات الله باشد و القاء مداهنت در قلوب
عوام بلکه اینکلام باطل محض ست باعتبار محاوره
عرفیه اگرچه صحیح باشد باعتبار حقیقت لغویه بلکه
کلام مفید درحق عوام و منطبق بر محاورات
کلام همین ست که هر خمر حرام ست و نجس و مبعد
عن الله و اصل آن قبیح ست و آنچه در صورت
اکراه حکم باباحت کرده میشود جاریست مجری
شواذ پس احق درینمقام عقد قضیه کلیه یا مطلقه
ست نه بیان تقسیم یعنی هر خمر حرام ست یا اینقدر
قدر که خمر حرام ست نه اینکه بعضی ازان حلال
ست و بعضے حرام چنانکه کلام شارع بلکه جمیع
مصنفان کتب فقه و جامعان فتوی بر همین
منوال جاریست و در باب مناظره در تحقیق
حکم صورة خاصه کسیکه دعوے جریان حکم
مطلق در صورت خاصه مبحوث فیها مینماید
همان [illegible] بتمسک باصل که در اثبات [illegible]
حاجت بدلیلے نمیدارد و دلیل او [illegible]
مطلق ست و پس بخلاف کسیکه دعوی تخصیص [illegible]
آنصورت خاصه میکند [illegible]
ست محتاج بدلیل خارج مثلا کسیکه بگوید که
شرب خمر زید را حرام است [illegible] هیچ حاجت باقامت
دلیل نمی دارد بخلاف کسیکه بگوید هرچند مطلق

شرعیے مین ہوسکتا ہے کہ مثل اس کلام کے قسم ہنسی
کرنے سے ساتھ آیات الہی کے ہوا ور ڈالنے سستے کے
دلون عوام مین بلکہ یہہ کلام باطل محض ہے باعتبار محاورہ
مشہور کے اگرچہ صحیح ہو باعتبار حقیقت لغت کے بلکہ کلام
مفید بیچ حق عوام اور مطابق محاورہ کلام کے یہی ہے
کہ ہر خمر حرام ہے اور نجس اور دور کرنیوالی خدا سے
اور اصل مین بُری ہی اور جو کچھہ صورت جبر مین حکم
اوسکے جایز ہونیکا کیا جاتا ہی وہ قایم مقام نادرات
کے ہے پس حق اسجگہہ بنانا جملہ کلیہ یا جملہ مطلقہ کا ہے
نہ بیان کرنا تقسیم کا یعنے ہر شراب حرام ہی یا اسیقدر
کہ شراب حرام ہے نہ یہہ کہ بعضے اوسمین سی حلال ہے
اور بعضے حرام جیسے کہ کلام شارع بلکہ سب تصنیف
کرنیوالون کتابون فقہ اور جمع کرنیوالون فتوون کا
اسیطرح پر جاری ہے اور مقدمہ مناظرہ مین بیچ تحقیق
حکم صورت خاص کے جو کوئی دعوے جاری
ہونے حکم مطلق کا صورت خاص کے جسمین بحث ہے
کرے [illegible] تمسک کرنیوالا ساتھ اصل کے اپنے
[illegible] کرنے دعوے اپنے مین حاجت کسی دلیل کے
نہین رکھتا ہے دلیل اوسکی وہی حکم مطلق ہے
برخلاف [illegible] اوسکی کہ دعوی خاص ہونی اوس صورت
[illegible] رکھتا ہے کہ دعوی اوسکا خلاف [illegible] ہی اور
محتاج ساتھ دلیل خارج کے ہے مثلا جو کوئی کہ کہے پینا شراب کا
زید کو حرام ہے کچھہ حاجت قایم کرنے دلیل کی نہین رکھتا ہے

شربِ خمر حرام ست اما زید را حلال ست
که محتاج ست بدلیل خارج از اثبات اضطرار
واکراه یا جنون بحدیکه مجوز شرب خمر میتواند شد
چون اینقدر مقدمه ممهد شد پس باید دانست که
که مقصود درینمقام آنست که آیا بدعت از
قسم اول ست که در هر بدعت خاصه تامل
باید کرد که آیا حسن ست یا قبیح و برای اثبات
حسن یا قبح آن در دلایل خارجیه تامل
باید کرد و بر مطلق بدعت هیچ حکم جاری
نباید کرد و یا از قسم ثانی که مطلق بدعت را
نوعے از حسن یا قبح ثابت باشد که در جمیع
بدعات خاصه قطع نظر از دلایل خارجیه
متحقق باشد الغرض مقصود تفتیش حکم
مطلق ست نه تحقیق عوارض طاریه که
بسبب عروض آن عوارض در بعضے صور
حکم مطلق مختفی میگردد پس وقتیکه چیزیرا
از امور مشد اول درمیان اہل زمان ثابت
کرده شود که فلان چیز بدعت ست پس
حکم مطلق بدعت از حسن یا قبح آن جاری
خواهد گردید اما کسیکه دعوے استثنای
آن صورت خاصه کند پس باید که دلیلے
برآن قایم گرداند چون اینقدر مقدمات ثلثه
ممهد شد پس میگوئیم که درینمقام سه احتمالات

پینا شراب کا حرام ہے مگر زید کو حلال ہے کہ محتاج ہے
ساتھ دلیل خارج کے مثل ثابت کرنے حالت اضطرار
یا جبر یا دیوانگے کے اس حد کو کہ جایز کرنیوالے پینے
کے ہووے جب یہہ مقدمہ بیان ہوچکا پس جاننا چاہیئے کہ
مقصود اس جگہہ وہی کہ آیا بدعت قسم اول سے ہی کہ ہر بدعت
خاص مین تامل چاہیئے کرنا کہ آیا اچھی ہے یا بُری
اور واسطے ثابت کرنے بھلائی یا بُرائی اوسکی دلیلون
خارجی مین تامل چاہیئے کرنا اور مطلق بدعت پر کچھہ
حکم جاری نچاہیئے کرنا یا قسم دوسرے سے کہ
مطلق بدعت کو کسے قسم کے بھلائے یا بُرائے
ثابت ہو کر تمام بدعات خاصہ مین قطع نظر دلیلون
خارجی سے ثابت ہو غرض کہ مقصد تلاش حکم
مطلق کے ہے نہ تحقیق عارض ہونیوالون
خارجے کے کہ بسبب عارض ہونے اون
پیش آنیوالون کے بیچ بعضے صورتون کے
حکم مطلق پوشیدہ ہوتا ہے پس جوقت کہ
کسے کام کو کامون مروج درمیان اہل زمانہ کے سے
ثابت کیا جاوے کہ یہ کام بدعت ہے پس حکم مطلق
بدعت کا بھلائے یا بُرائی سے اوسپر جاری
ہوگا اسے پر وہ شخص کہ جو دعوے الگ ہونے
اوس صورت خاص کا کرے پس چاہیئے کہ کوئے
دلیل اوسپر قایم کرے اور جب یہہ مقدمے تینون
بیان ہوچکے پس کہتا ہون کہ اس جگہہ تین احتمال ہے

تصور توان کرد اول آنکه مطلق بدعت
باعتبار اصل خود حسن باشد مثل عبادات
شرعیه از صلوة و صوم و ذکر و تلاوت
قرآن گو که در بعضے احیان بسبب عوارض
مثل لزوم تشبه بکفار یا استلزام مفسده
در اصل ملت بقبح عارض متصف گردد این
احتمال باطل است بالاتفاق هیچ یکی از
عقلا و سفها بآن نرفته چه جمیع ملیین بدعات را
از عیوب مے شمارند نه از کمالات آرے
اختراع امور جدیده را در امور معاشیه
از مثل تیر و کمان هنر شمرده میشود نه امور
دینیه بلکه اتباع ائمه ملت و التزام تقلید
ایشان و ترویج سنت ایشان از اصل ارکان
ملت معدود کرده میشود و احتمال ثانی آنکه
مطلق بدعت نه حسن باشد نه قبیح مثل مطلق
اکل و شرب و جماع و تکلم و اکتساب اموال و
اشتغال بصنائع پس منقسم باشد بسوی
حسن و قبیح و در باب اثبات حسن بدعت
مخصوصه یا قبح آن در عوارض طاریه و
دلائل خارجیه تامل باید کرد تا احدهما منکشف
گردد و بمجرد ملاحظه آنکه در سلک بدعات
منسلک است هیچ حکم نتوان کرد و همین است
زبان زد عوام درین جزو زمان

تصور ہو سکتے ہین اول یہہ کہ مطلق بدعت
باعتبار اصل اپنی کے اچھی ہو مانند عبادتون
شرعی کے نماز اور روزے اور یاد خدا اور تلاوت
قرآن سے گو کہ بعضے وقت بسبب عارض کی مثل
لازم آنے مشابہت کافرون سے یا لازم آنے
فساد اصل دین مین ساتھ برائی عارضی کی موصوف ہوجاوے
اور یہہ احتمال باطل ہے بالاتفاق کوئی عقلمند اور
بیوقوف اسطرف نہین گیا اسلیئے کہ سب مذہب والے
بدعتونکو عیب گنتے ہین نہ کمالات سے ہان نکالنا
کامون نئی کا معاش کی کامونمین مثل تیر وکمان کے
ہنر گنا جاتا ہے نہ کامون دین مین بلکہ تابعداری
اماموں مذہب کے اور لازم جاننا پیروی انکی کا اور رواج
دینا طریق انکا اصل رکنون دین سے گنا جاتا ہے
اور احتمال دوسرا یہہ ہے کہ مطلق بدعت نہ نیک
ہے نہ بد جیسے مطلق کہانا اور پینا اور جماع کرنے
اور کلام کرنا اور کمانا مالون کا اور مشغول ہونا
صنعتون مین پس منقسم ہوگے طرف اچھی اور
برے کے اور مقدمہ ثابت کرنے بہلائی بدعت
خاص یا برائی اوسکی مین بیچ عارض ہونیوالون
خارجے اور دلیلون خارجے مین تامل چاہیے
کرنا تاکہ ایک اون دونون مین سے ظاہر ہو اور
نہ لحاظ اسکا کہ یہ بدعتون مین داخل ہے کچہہ
حکم نہین ہو سکتا ہے اور یہی زبان زد عوام اس زمانہ کی ہے

واحتمال ثالث آنکه مطلق بدعت بمعنی
حقیقے شرعے خواه حکمیه باشد خواه حقیقیه اعم
از آنکه اصلیه باشد یا وصفیه اعم از آنکه بدعت
او از جهت تحدیدات و توقیتات مبتدعه
لازم آمده باشد یا از جهت تغیر موقع آن که
در سنت ثابت ست اینهمه اقسام بدعت باعتبار
اصل خود قبیح ست اعم از آنکه مکروه باشد
یا حرام یا منجر بکفر مثل سایر امور قبیحة الاصل
از کذب و فحش و ظلم و غیبت و حسد پس در باب
اثبات قبح آن دلیلے دیگر نمی باید همین خبر
کافیست که بدعت ست چنانچه در باب
اثبات قبح کلام که مشتمل بر کذب یا فحش باشد
احتیاج بدلیل دیگر نیست همین قدر کافیست
که مشتمل بر کذب یا فحش ست پس بمجرد ثبوت
اینکه فلان چیز بدعت ست حکم بقبح آن توان
کرد و در باب تحصیل حقیقت تقوے از ان
اجتناب باید ورزید و در باب ترغیب و
ترهیب جمهور انام از ان تنفیر باید کرد و در
محافل و مجالس تذکیر بآواز بلند تقبیح آن باید
نمود خصوصًا در اوقاتیکه رواج پذیر شده
باشد که در آن اوقات بابلغ وجوه از ان تفهیم
و تحذیر باید کرد و در اخمال و ابطال آن
سعی کردن از جمله اعلاء کلمة الله باید شمرد

اور احتمال تیسرا یہہ ہے کہ مطلق بدعت بمعنی حقیقے
شرعے خواہ حکمے ہو خواہ حقیقے عام اس سے کہ اصلے ہو
یا وصفی اور عام اس سے کہ بدعت ہونا اوسکا بسبب
حدین باندھنے اور وقت مقرر کرنے صاحب بدعت کے
لازم آیا ہو یا بسبب تغیر موقع اوسکے کہ بیچ سنت
کے ثابت ہے یہہ سب اقسام باعتبار اصل اپنی کے
برے ہین عام اس سے کہ مکروہ ہون یا حرام
یا پہونچنے والے کفر تک مانند تمام کامون کے کہ
اصل مین برے ہین جھوٹ اور بیحیائے اور ظلم اور
غیبت اور حسد سے پس بمقدمہ ثابت کرنے برائے
اسکے کوئی دلیل دوسرے نہین چاہیئے یہی وجہ کافی
ہے کہ بدعت ہے جیسا کہ بمقدمہ ثابت کرنے برائی کلام
کہ ملا ہوا اوپر جھوٹ یا بیحیائے کے ہو احتیاج ساتھ
دلیل کے نہین ہے اسیقدر کافی ہے کہ ملا ہوا اوپر
جھوٹ یا فحش کے ہی پس بمجرد ثابت ہو جانے کے کہ فلانے
چیز بدعت ہے حکم اوسکے برائیکا کر سکتے ہین اور بمقدمہ
حاصل کرنے حقیقت تقوے کے اوس سے پرہیز چاہیئے کرنا
اور رغبت دلانی اور ڈرانی عوام خلقت مین اوس سے
نفرت دلانی چاہیئے اور محفلون اور مجلسون وعظ مین باواز
برائی اوسکی چاہیئے ظاہر کرنے خصوص اوسوقت مین کہ
مروج ہوئی ہو کہ اوسوقت مین ساتہ مبالغہ کے اوس سے
نفرت دلانی اور ڈرانا چاہیئے اور مٹانے اور باطل کرنے
اوسکی مین کوشش کرنی بلند کرنے کلمہ الٰہی سی چاہیئے گننا

بنابر آنکه در زمانیکه کذب و فحش در میان
مردمان رایج گردد پس آنچه معامله اهانت
و تحذیر در آن زمان با کذب و فحش باید کرد
همان معامله با هر بدعت که در زمانی رایج
گردد باید نمود و چنانکه از مطلق کذب و فحش
دائما تنفیر باید کرد همچنین از مطلق بدعت
دائما تحذیر باید کرد بل اشد ازان بمراتب
و کسیکه بدعت مخصوصه را از دائرهٔ قبح
بیرون کشد و در صدد اثبات حسن آن شود
اقامت دلیلے قاطع از دلائل شرعیه واجب
بر ذمه اوست نه بر ذمه مانع آن مثل کسیکه
کذبے خاص را یا فحشے خاص را تحسین کند
پس اقامت دلیل قاطع عهده همانست
نه عهده کسیکه ازان احتراز مینماید و تقبیح آن
میکند بلکه احتمال بدعت هم در باب اجتناب
ازان کفایت میکند چنانچه شیخ ابن الهمام
در فتح القدیر و صاحب مجالس الابرار بآن تصریح
فرموده اند چنانچه احتمال کذب هم در باب
روایت حدیث ملحق باصل کذب است چنانچه
من روی عنی حدیثا وهو یرے انه کذب
فهو احد الکاذبین برآن دلالت دارد و همین
است مذهب حق بالجمله مطلق بدعت بر
احتمال اول مثل ذکر الله باشد و بر احتمال ثانی

مانند اسکی کہ جس زمانہ مین جہوٹ اور فحش درمیان آدمیونکی
رایج ہوا ہو پس جو معاملہ ذلت دینی اور ڈرانی سے
اوس زمانہ مین ساتہ جہوٹ اور فحش کے چاہیئے کرنا
وہی معاملہ ساتہ ہر بدعت کی کہ جس زمانہ مین رایج ہو جاوے چاہیئے
کرنا جیسا کہ مطلق جہوٹ اور فحش سی ہمیشہ نفرت
دلانی چاہیئے اسیطرح مطلق بدعت سے ہمیشہ ڈرانا
چاہیئے بلکہ زیادہ اوس سی کئی مرتبہ اور جو کوئی کہ خاص
کسے بدعت کو دائرہ برائی سے باہر لاوے اور درپے
ثابت کرنے بہلائی اوسکے کے ہووے قایم کرنا دلیل
قاطع کا دلیلون شرعی سی واجب اوسکی ذمہ پر ہے
نہ منع کرنیوالے کے ذمے پر مثلا جو کوئی کسے جہوٹ
خاص یا فحشے خاص کی بہلائی بیان کرے پس قایم کرنا
دلیل قاطع کا عہدہ اوسکا ہے نہ ذمہ اوس شخص کا
کہ اوس سے پرہیز کرے اور برائی اوسکی بیان کرے
بلکہ احتمال بدعت کا بہی پرہیز کرنے مین اوس سے کفایت
کرتا ہے جیسا کہ شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر مین اور
صاحب مجالس الابرار نے اوسکو صریح بیان کیا ہے جیسے
احتمال جہوٹ کا بہی مقدمہ روایت حدیث مین ملا ہوا
ساتہ اصل جہوٹ کے ہے جیسا کہ حدیث ترجمہ حدیث
جو کوئی روایت کرے مجہسے حدیث اور وہ دیکہتا ہے
کہ یہہ جہوٹ ہے پس وہ ایک جہوٹون مین سے ہے
اسپر دلالت کرتے ہے اور یہی ہے مذہب حق خلاصہ یہہ ہے
کہ مطلق بدعت احتمال اول پر مثل ذکر اللہ نہونگے اور احتمال دوسرے

مطلق تکلم و بر احتمال ثالث مشل تکلم بکذب
وفحش و ثالث مذہب است مؤید بکتاب
وسنت و اجماع و قیاس و احتمال ثانی کہ
زبان زد عوام است باطل است مثل
احتمال اول و آنچہ درینباب متمسک مینمایند
ہمہ ناشی از سوء فہم ایشان پس دلائل
اینمضمون در دو بحث بیان باید کرد
بحث اول در ذکر دلائل مذہب حق
بحث ثانی در ابطال ظنون عوام
بحث اول در ذکر دلائل مذہب حق
وآن مشتمل ست بر دو قسم قسم اول
در ذکر آیات واحادیث دالہ بر مذہب حق
وآن مشتمل است بر سہ نوع نوع اول
در ذکر نصوص دالہ بر قبح مطلق بدعت حقیقیہ
وآن مشتمل ست بر چند مسائل مسئلہ
اولے باید دانست کہ احداث بدعت
حقیقیہ خواہ اصلیہ باشد خواہ وصفیہ اعم
ازانکہ بدعیت آن از جہت تحدیدات
وتوقیتات محدثہ لازم آمدہ باشد یا از جہت
تغیر موقع آن در باب اہتمام و عدم اہتمام
وہمچنین بر آن وجہ قربت دلالت میکند
برانیکہ بدعت [illegible] صاحب آن در
امور دینیہ [illegible]

مثل مطلق کلام کرنیکے اور احتمال تیسرے پر مثل کلام جھوٹ
اور فحش کے ہی اور تیسرا مذہب ہے ثابت کتاب اور سنت اور
اجماع اور قیاس سے اور احتمال دوسرا کہ زبان زد عوام کی ہے
باطل ہی مانند احتمال پہلے کی اور جو کچھہ اسباب مین تمسک
کرتے ہین سب پیدا ہونیوالا انکی بدفہمی سی ہی پس
دلیلین اس مضمون کی دو بحث مین بیان چاہیئین کرنی
بحث پہلی بیچ بیان دلیلون مذہب حق کے بحث
دوسرے باطل کرنے گمانون عوام کے بحث پہلی
بیچ ذکر دلیلون مذہب حق کے اور وہ ملی ہوئی ہے
دو قسم پر قسم پہلے بیچ ذکر آیتون اور حدیثون
دلالت کرنیوالے اوپر مذہب حقکے اور وہ
ملے ہوئے ہے تین نوع پر نوع پہلی بیچ ذکر آیتون
دلالت کرنیوالے کے اوپر برائے مطلق بدعت
حقیقے کے اور وہ ملے ہوئے ہے کئے مسئلون پر
مسئلہ پہلا چاہیئے جاننا کہ نکالنا بدعت
حقیقیہ کا خواہ اصلے ہو خواہ وصفے ہو عام اس
سے کہ بدعت ہونا اوسکا بسبب حدین باندھنے
اور وقت مقرر کرنے نیئون کے لازم آیا ہو یا بسبب
تاتغیر دینے موقع اوسکے مقدمہ اہتمام اور عدم
اہتمام مین اور اسیطرح جاننا سبب قرب
حند کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ بدعت مذکور کو
صاحب اوسکا [illegible] دین مین داخل
کرتا ہے اور آخرت مین اوسکو —

نافع میداند در دنیا او را جالب رضای حق
یا مورث یمن و برکت میشمارد و این اعتقاد
بدو طریق حادث میشود اول آنکه این امر را
من الله داند یعنے چنان اعتقاد کند که حق
جل و علا خود این را در امور دینیه داخل
گردانیده و منفعت معادیه در وے بخشیده
و جالب رضای خود مقرر فرموده و محل نزول
برکات خود قرار داده و این عقیده بچند وجه
بهم میرسد اول آنکه ادعا محض بلا دلیل
بر روی کار آرد و بجبر و سینه زوری
در پے اثبات آن شود که من همین میدانم
یا همین میگویم یا نزد من همچنین است یا در
ذهن من همچنین منقش شده است هرگز
از آن باز نخواهم آمد اگرچه دلیلے بران قایم
نشود و این افترا علی الله است و افترا
کذب در مقدمات دینیه و آن از اقبح قبایح
است و اشنع شنایع و صاحب آن از
درگاه حضرت حق مردود است و از بارگاه
او تعالی مطرود چنانچه حق جل و علا در سوره
بقره میفرماید یَا اَیُّهَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا
فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا
خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ
مُّبِیْنٌ ۝ اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ

مفید جانتا ہے اور دنیا میں اوسکو سبب رضامندی
خدا یا باعث خیر اور برکت کا گنتا ہے اور یہہ اعتقاد
دو طرح پیدا ہوتا ہے اول یہہ کہ اس کام کو جانب
خدا سے جانے یعنے ایسا اعتقاد کرے کہ حق تعالی
نے آپ اسکو کاموں دین میں داخل کیا ہے اور
نفع آخرت اوسمیں بخشا ہے اور سبب اپنے رضامندی کا
مقرر فرمایا اور جگہہ اوترنے برکتوں اپنی کے
مقرر کے اور یہہ عقیدہ کئی طرح حاصل ہوتا ہے
پہلے یہہ کہ دعوا محض بلا دلیل ظاہر کرے اور ساتھ
جبر اور سینہ زوری کے درپے ثابت کرنے اوسکے
ہووے کہ میں یوں ہی جانتا ہوں یا یونہیں
کہتا ہوں یا نزدیک میرے اسیطرح ہے یا بیچ
ذہن میرے کے اسیطرح نقش کیا گیا ہے ہرگز اوس
سے باز نہ آؤنگا اگرچہ کوئی دلیل اسپر قایم نہو اور
یہہ بہتان باندہنا خدا پر ہے اور افترا اور جہوٹ
مقدمہ دین میں بدترین قباحتوں سے ہے اور بد
برائیوں سے اور صاحب اوسکا درگاہ خدا سے مردود ہے
اور بارگاہ الہی سے راندہ گیا جیسا کہ حقتعالے سورہ
بقر میں فرماتا ہے **ترجمہ آیتہ شریف**
اے لوگو کہاؤ جو کچہہ زمین میں ہے حلال پاکیزہ
اور نہ پیروی کرو قدموں شیطان کے تحقیق
وہ تمہارا دشمن ہے ظاہر سوا اسکے نہیں کہ
حکم کرتا ہے ساتہ برائے اور بیحیائی کے

وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
و در سورہ انعام میفرماید وَحَرْثٌ حِجْرٌ
لَا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَاۤءُ بِزَعْمِهِمْ وَ
اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا
يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاۤءً عَلَيْهِ
سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا
مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ
لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ
مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاۤءُ سَيَجْزِيْهِمْ
وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ
قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا
مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاۤءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا
وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ و در سورہ اعراف
میفرماید وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا
عَلَيْهَاۤ اٰبَاۤءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۤءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ و درہمان سورہ میفرماید
قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ
مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ
الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ
سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا
تَعْلَمُوْنَ ۝ و در سورہ نحل میفرماید وَلَا
تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ

اور یہہ کہ کہو اللہ پر جو کچھہ نہیں جانتے اور سورہ
انعام مین فرماتا ہے - اور کہیتے منع ہے نہ کہاوے
اسکو مگر جسکو ہم چاہین اپنے خیال پر اور بعضے مویشی
کے پیٹھہ پر چڑہنا منع ٹہیرا دیا ہے اور بعضے مویشی
کے ذبح پر نام نہیں لیتے اللہ کا اوسپر جہوٹ باندہکر
وہ سزا دیگا اونکو اس جہوٹ کی اور کہتے ہین جو ان مویشی کے
پیٹ مین ہو سو نرا ہمارے مرد کہاوین اور حرام ہے ہماری
عورتون کو اور جو مردہ ہو تو اوسمین سب شریک ہون وہ
سزا دیگا اونکو ان تقریرون کے وہ حکمت والا ہے خبردار
تحقیق نقصان مین آئے جنہون نے قتل کیا اولاد اپنی کو
نادانی سے بن سمجھی اور حرام کیا جو روزی دی تہی اللہ نے
جہوٹ باندہ کر خدا پر تحقیق گمراہ ہوے اور نہ آئے راہ پر
اور سورہ اعراف مین فرماتا ہے ترجمہ آیت اور جب کرتے
ہین کوئی بات بیحیائی کے تو کہتے ہین پایا ہم نے اسپر
اپنے باپون کو اور اللہ نے حکم کیا ہے ہمکو تو کہہ بیشک
اللہ نہیں حکم کرتا ہے ساتھ بیحیائی کے کیا کہتے ہو تم
اللہ پر جو نہیں جانتے - اور اوسی سورہ مین فرماتا ہے
ترجمہ آیت کہہ تو سوا اسکے نہیں حرام کیا ہے پروردگار
میرے نے بیحیائیون کو جو ظاہر ہین اونمین اور جو پوشیدہ
اور گناہ اور بغاوت ناحق اور یہہ کہ شریک کرو ساتھ اللہ کے
اوس چیز کو کہ نہیں اوتاری ساتھ اوسکے دلیل اور یہہ کہ کہو
اللہ پر جو نہیں جانتے - اور سورہ نحل مین فرماتا ہے -
ترجمہ آیت اور نہ کہو تم اوس چیز کو کہ وصف کرتی ہین زبانین تمہاری

هذا حلال و هذا حرام لتفتروا على الله
الكذب ان الذين يفترون على الله
الكذب لا يفلحون ٥ ودر سورهٔ قصص
میفرماید قل فاتوا بكتاب من عند الله
هو اهدى منهما اتبعه ان كنتم صدقين
فان لم يستجيبوا لك فاعلم انما
يتبعون اهواءهم ومن اضل ممن
اتبع هواه بغير هدى من الله ان
الله لا يهدي القوم الظلمين ٥ ودر سورهٔ
زمر میفرماید ترى الذين كذبوا على
الله وجوههم مسودة اليس في
جهنم مثوى للمتكبرين ٥ ودر سورهٔ
صف میفرماید ومن اظلم ممن افترى
على الله الكذب وهو يدعى الى
الاسلام والله لا يهدي القوم الظلمين
واخرج مسلم عن ابن مسعود قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من
نبي بعثه الله في امته قبلي الا كان
له من امته حواريون واصحاب
ياخذون بسنته ويقتدون بامره
ثم انها تخلف من بعدهم خلوف
يقولون ما لا يفعلون ويفعلون
ما لا يؤمرون فمن جاهدهم

یہہ حلال ہی اور یہہ حرام تاکہ بہتان کرو خدا پر جھوٹا
تحقیق جو لوگ کہ بہتان کرتے ہین خدا پر جھوٹا نہ خلاصی
پاوینگے - اور سورهٔ قصص مین فرماتا ہے ترجمہ آیت
کہہ تو لاؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس سے جو ان دونوں سے
بہتر ہو چلو مین اوسپر اگر تم سچے ہو پس اگر نہ کر لاوین
تیرا کہا پس جان تو کہ وہ چلتے ہین اپنے خواہشون پر
اور کون گمراہ زیادہ ہے اوس سے جو چلے اپنے خواہش پر
بغیر ہدایت کے اللہ سے بیشک اللہ راہ نہین دکہاتا
ہے ظالمونکو - اور سورهٔ زمر مین فرماتا ہے ترجمہ آیت
دیکھیگا تو اونکو کہ جھوٹ باندہا ہے اللہ پر موہنہ اونکے
سیاہ ہونگے کیا نہین ہے دوزخ ٹہکانا تکبر کرنیوالونکا
اور سورهٔ صف مین فرماتا ہے ترجمہ آیت اور کون
ظالم زیادہ ہے اوس سے جو جھوٹ باندہے اللہ
اور وہ بلایا جاتا ہو طرف اسلام کے اور اللہ نہین
راہ دکہاتا قوم ظالمونکو - اور نکالی یہہ حدیث مسلم نے
ابن مسعود سے ترجمہ حدیث کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے نہین ہے کوئی نبی کہ بھیجا ہو اوسکو اللہ نے بیچ امت
اوسکے کے پہلے مجھسے مگر تھے واسطے اوسکے امت اوسکی
سے دوست اور یار کہ پکڑتے تھے طریقہ اوسکا اور
چلتے تھے اوسکے حکم پر پہر تحقیق پیچھے آتے ہین بعد اونکے
پیچھے آنیوالے کہتے ہین جو کچھہ نہین کرتے اور کرتے ہین
جو نہین حکم کیے گئے پس جس کسینے جہاد کیا اونسے

بیده فهو مومن ومن جاهدهم
بلسانه فهو مومن ومن جاهدهم بقلبه
فهو مومن ولیس وراء ذلك من الایمان
حبة خردل واخرج البخاری عن ابی
هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم کل امتی یدخلون الجنة الا من
ابی قیل ومن ابی قال من اطاعنی دخل
الجنة ومن عصانی فقد ابی واخرج
محیی السنة فی شرح السنة عن عبد الله
بن عمرو قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم لا یومن احدکم حتی یکون
هواه تبعا لما جئت به و دیگر آیات و احادیث
کثیره بر همین معنی دلالت میدارد یعنے
بر تقبیح حال کسیکه بنا بر مجرد اتباع هوای
قلبی بدون استشهاد بدلیلی در احکام
الٰهیه دخل و بد ادعای محض و تحکم بحت
بتعلق رضای الٰهی یا سخط او تعالی بچیزی
حکم نماید و مدار تشنیع درینباب همین است
که بدون تمسک بدلیل درین وادی پر هول
بسبب چرب لسانی در کارخانه ربانی قدم
نهد گو که بر بطلان آن هم دلیلی قایم
نشده باشد ولهذا در مقام تشنیع همین
[illegible] أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ

ساته ہاتهه اپنے کے پس وه مسلمان ہے اور جسنے جہاد
کیا اونسے ساته زبان اپنی کے پس وه مسلمان ہی
اور جسنے جہاد کیا اونسے ساته دل اپنی کی پس وه مسلمان
ہے اور نہین ہی سوا اسکے ایمان سے برابر دانه رائی کے
اور نکالی بخاری نے یهه حدیث ابوہریره سے کہا فرمایا پیغمبر خدا
صلی الله علیه وسلم نے تمام امت میری داخل ہوگے
جنت مین مگر جسنے انکار کیا کہا گیا که کسنے انکار کیا
فرمایا که جسنے فرمان برداری کی میری داخل ہوگا
جنت مین اور جسنے نافرمانی کی میرے پس تحقیق انکار
کیا اور نکالا محیی السنه نے شرح سنه مین عبد الله ابن عمرو
سے کہا که فرمایا پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے نہین
مسلمان ہوتا کوئی تمہارا یہانتک که ہووی خواہش اوسکی
تابع واسطی اوس چیز کے که لایا مین اوسکو اور اور آیتین اور
حدیثین بہت اوپر ایسے معنونکے دلالت رکہتی ہین یعنے
اوپر برائی حال اوس شخص کے که فقط واسطے پیروی خواہش
بد کے بے گواہی کسی دلیل کی احکام الٰہی مین دخل دیوے
اور ساته دعوی محض اور حکومت صرف کے بیچ متعلق
کرنے رضای خدا یا غضب اوسکے کسی چیز پر حکم کرے اور
مدار برائی کا اسباب مین یہی ہے که بغیر تمسک کے کسی
دلیل کی اس جنگل ہولناک مین ساته کوشش چرب زبانی
کے کارخانه الٰہی مین قدم رکہی اگرچه اوپر باطل ہونے
اوسکے بهی دلیل قایم نہوئی ہو اسیلیے مقام طعن مین یہی
کلمه فرمایا ہے ترجمه آیت آیا کہتے ہو الله پر —

فالا تعلمون نہ این کلمہ اتقولون علی اللہ
خلاف ما انزل علیکم وہمچنین در حدیث
شریف واقع گردیدہ ویفعلون مالا یؤمرون
نہ این کلمہ ویفعلون ما ینھون عنہ و وجہ
ثالثے از وجوہ بہم رسیدن عقیدہ مذکورہ
اتباع تخمین عقلی ست یعنی حسن وقبح بعضے اشیا
یا منافع ومضار آن در بعضے احیان بنا بر
تجربہ یا بنا بر نظر بقرائن یا امثال آن
بر عقل واضح میگردد پس عقل بنا بر وضوح
مود مذکور آن شی را در سلک مرضیات
حضرت حق یا مسخوطات او تعالے بحسب
تخمین خود منسلک میگرداند کہ فلان چیز
چنین وچنان منفعت می بخشد پس باید کہ
متعلق رضائے حق ومقبول عند اللہ ومحل
نزول برکات او باشد ویا چنین وچنان
مضرت میرساند پس باید کہ متعلق
سخط او تعالے ومردود عند اللہ
ومورد لعن او باشد پس صاحب آن
بدون مراجعت بکتاب الٰہی بل بنا بر
اعتماد بر تخمین عقلے مقتضائے
حکم نماید وہمین حکم مذکور را خرص اتباع
الرائے واتباع الظن میگویند وآن در
امور معاشیہ نہایت کارآمدنی ست ودر

جو نہین جانتے تم نہ یہہ کلمہ کہ آیا کہتے ہو اللہ پر خلاف اوسکے
جو نازل کیا گیا ہے تمپر اور اسیطرح حدیث شریف مین
آیا ہے ترجمہ حدیث کا کرتے ہین جو نہین حکم کئے گئے
نہ یہہ کلمہ - کرتے ہین وہ چیز کہ منع کئے گئے ہین اوس سے
اور وجہ دوسرے وجہون بہم پہنچنے عقیدہ مذکور سے
پیروے اندازہ عقلے کے ہے یعنے بہلائے اور برائی
بعضے چیزون کی یا نفع اور ضرر اوسکا بعضے وقتون مین
بسبب تجربہ یا بنظر قرینون کے یا مانند اوسکے عقل پر
واضح ہوتی ہی پس عقل بسبب واضح ہونے ذکر فرمائے
اوس چیز کو لڑی مرضیون خدا تعالے یا غضب اوسکی مین
موافق اندازہ اپنے کے داخل کرتے ہے کہ فلانی چیز
ایسا ایسا منفعت دیتی ہی پس چاہیئے کہ متعلق ساتہ
رضامندی کے خدا اور مقبول عند اللہ اور جگہ اوترنے برکتون
اوسکے کا ہو یا کہ ایسا ایسا مضرت پہونچاتے ہے
پس چاہیئے کہ متعلق بہ غضب پروردگار اور مردود
نزدیک خدا کے اور جگہہ پڑنے لعنت اوسکی کا ہو
پس صاحب اوسکا بغیر رجوع ساتہ قرآن شریف کے
بلکہ فقط بسبب اعتماد اوپر اندازہ عقلے
مقتضائے اوسکے حکم کرتا ہے اور
حکم مذکور کو اٹکل اور پیروی عقل
اور گمان کے کہتے ہین اور بیچ
کامون دنیا مین نہایت کار آمد ہے

اور کامون

اسور دینیہ بغایت مردود چنانچہ حق جل و علا
در سورہ انعام میفرماید قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ
مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُوْنَ
إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُوْنَ
و در سورہ زخرف میفرماید وَقَالُوْا لَوْ
شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ مَا لَهُمْ
بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝
أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ
مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝ و در سورہ ذاریات
میفرماید قُتِلَ الْخَرَّاصُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ
فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ واخرج الترمذی
وابن ماجة عن ابی ثعلبہ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا
عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى إِذَا رَأَيْتَ هَوًى
مُتَّبَعًا وَشُحًّا مُطَاعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً
وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِيْ رَأْيٍ بِرَأْيِهِ
وَرَأَيْتَ أَمْرًا لَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَيْكَ
نَفْسَكَ وَدَعْ أَمْرَ الْعَوَامِّ وَاخْرَجَ
الترمذی وابوداؤد عن جُنْدُبٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ
فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ واخرج الترمذی

کاموں دین میں نہایت مردود جیسا کہ حق تعالیٰ سورہ
انعام میں فرماتا ہے ترجمہ آیت کہہ تو آیا ہے تمہارے
پاس علم سے پس نکالو تم اوسکو واسطے ہمارے نہیں پیروی
کرتے تم مگر گمان کی اور نہیں ہو تم مگر اٹکل کرتے اور
سورہ زخرف میں فرماتا ہے ترجمہ آیت اور کہا کافرون
نے اگر چاہتا اللہ نہ پوجتے ہم اونکو نہیں ہے اونکو ساتہ
اسکے علم نہیں ہیں وہ مگر اٹکل کرتے آیا دے ہے ہمنے
اونکو کتاب پہلے اس سے پس وہ ساتہ اوسکی تمسک پکڑنے
والے ہیں۔ اور سورۂ ذاریات میں فرماتا ہے ترجمہ
آیت مارے گئے اٹکل کرنیوالے وہ جو غفلت میں بہول
رہے ہیں۔ اور نکالا ترمذی اور ابن ماجہ نے ابی ثعلبہ
سے ترجمہ حدیث کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
بلکہ حکم کرو تم ساتہ معروف کے اور منع کرو بری باتوں
سے یہانتک کہ جب دیکہے تو خواہش تابعدار کیے
گئے اور بخل اطاعت کیا گیا اور دنیا اختیار کیے گئے
اور خوش ہونا ہر صاحب عقل کا اپنے عقل پر
اور دیکہے تو اوس کام کو کہ ضرور ہے واسطے
تیرے اوس سے پس بچا تو اپنے جان کو اور
چہوڑ دے کام عوام الناس کو۔ اور نکالا ترمذی
اور ابوداؤد نے جندب سے ترجمہ حدیث
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے
کہا بیچ قرآن کے اپنے عقل سے اور پہنچا
مطلب کو پس تحقیق خطا کی۔ اور نکالا ترمذی نے

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم من قال فی القرآن برایه
فلیتبوأ مقعده من النار و از اعظم
وجوه تخمین مذکوره کرسورت استحسان عقلی میشود
اتباع رواج قدیم ست یعنی هرگاه که می بیند
چیزیرا که از مدت مدیده درمیان عوام و
خواص مروج گردیده و بر شیوع آن قرون
متوالی منقضی شده پس هرچند دلیلی
از دلایل منزله سماویه برآن نمی یابد
اما استمرار و شیوع آن عمل باین ازمنه
طویله درمیان عقلا و فاهمین بدون
اصل اصیل در عقل او مستبعد مینماید بنابران
حکم مینماید که فلان عمل از مرضیات حضرت
حق ست و موجب برکات او تعالی
و الا بقاء او برین مرور دهور صورت
نمی بست و قدمای عقلا او را قبول نمیکردند
بلکه حق جل و علا بمقتضای حکمت خود
او را برهم میزد و اکابر اسلاف بران
رد میکردند و اینکلام سراسر باطل ست
و از اصل مردود بلکه در باب اثبات
تعلق رضای حضرت حق یا سخط
او تعالی بنسبت چیزی یا از کلام
الهی کتاب منزل میباید یا از کلام

ابن عباس سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
جس نے کہا قرآن میں اپنی عقل سے پس ٹھکانا اپنا
مقرر کرے دوزخ میں ۔ اور بڑی وجہوں اندازہ ذکر
کے گئے سے کہ سبب اچھا جاننے عقل کا ہوتے ہیں پیروی
رواج قدیم کے ہے یعنے جس وقت کہ دیکھتا ہے کسے
چیز کو کہ مدت دراز سے درمیان سب عام خاص کے مروج
ہو رہی ہے اور اوسکے شہرت کو سالہای دراز
گذرے پس ہرچند کوئی دلیل دلیلون نازل کی گئی
آسمانی سے اوسپر نہیں پاتا مگر گذرنا زمانہ دراز
اور جاری رہنا اوسکام کا ان زمانوں درازمیں
درمیان عقلمندون اور سمجھدارون کے بے اصل
محکم کے اوسکے عقل مین بعید دکھائی دیتا ہے
اسلئے حکم کرتا ہے کہ فلانا کام مرضیات حضرت حق سے ہے
اور سبب برکتون اوسکے کا ورنہ باقی رہنا اوسکا
اسقدر گذرنے زمانہ پر صورت نہ پکڑتا اور قدیمی
عقلمند لوگ اوسکو قبول نکرتے بلکہ حق تعالے کہ
بزرگ اور بلند تر ہے بمقتضائے حکمت اپنے کے
اوسکو برہم کرتا ... اور بڑے اگلے اوسکو رد کرتے
اور یہہ کلام سراسر باطل ہے اور جڑ سے رد کیا گیا بلکہ
بیچ مقدمہ ثابت کرنے رضا حق تعالے کے یا غضب
اوسکے بنسبت کسے چیز کے یا کلام اللہ
سے آیت نازل کے ہونے چاہیے
یا کلام ـــ

معصوم حدیث مسلسل چنانچہ حق جل
علا در سورہ انعام میفرماید سَيَقُولُ
الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا
وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ
كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ
مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ
إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ
قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ
أَجْمَعِينَ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ
يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا
و در سورہ اعراف میفرماید وَإِذَا فَعَلُوا
فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا
وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ
بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا
تَعْلَمُونَ و در سورہ یوسف میفرماید
يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ
خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُونَ
مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا
أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا
مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ط
و در سورہ شعرا میفرماید وَاتْلُ عَلَيْهِمْ
نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ

پیغمبر سے حدیث مسلسل جیسا کہ حقتعالی سورہ انعام مین
فرماتا ہے ترجمہ آیت قریب ہے کہ کہین گے وہ لوگ جو
شرک کرتے ہین اگر چاہتا اللہ نہ شرک کرتے ہم اور
نہ باپ ہمارے اور نہ حرام کرتے ہم کچھہ چیز ایسے ہی جھوٹ
باندھا ان لوگون نے جو ان سے پہلے تھے یہانتک کہ
چکھا عذاب ہمارا کہہ تو کیا ہے نزدیک تمہارے کچھہ
علم پس نکالو اسکو واسطے ہمارے نہین پیروی کرتے تم
مگر گمان کی اور نہین ہو تم مگر اٹکل کرتے کہہ تو واسطے
اللہ کے ہے دلیل غالب پس اگر چاہتا البتہ راہ دکہاتا
تم سبکو تو کہہ بلاؤ گواہون اپنونکو جو گواہی دیتے
ہین کہ تحقیق اللہ نے حرام کیا یہہ ۔ اور سورہ اعراف
مین فرماتا ہے ترجمہ آیت اور جسوقت کرتے ہین
کچھہ بیحیائی کہتے ہین پایا ہمنے اسپر باپون اپنون کو
اور اللہ نے حکم کیا ہے ہمکو ساتہ اسکے کہہ تحقیق اللہ
نہین حکم کرتا ساتہ بیحیائی کے آیا کہتے ہو تم اللہ پر
جو نہین جانتے ۔ اور سورہ یوسف مین فرماتا ہے
اے مصاحبو میرے بندی خانہ کے آیا خدا متفرق بہتر
ہین یا اللہ ایک غالب نہین پوجتے تم سوا خدا کے
مگر نام ہین کہ نام رکہے ہین تمنے اور باپون تمہارے
نے نہین نازل کی اللہ نے اسپر کوئی دلیل نہین ہے
حکم مگر واسطے اللہ کے ۔ اور سورہ شعرا مین فرماتا
ہے ۔ ترجمہ آیت اور پڑھ تو انپر خبر ابراہیم کے
جسوقت کہا واسطے باپ اپنے اور قوم اپنے کے

ما تعبدون من دون الله قالوا نعبد
اصناما فنظل لها عاكفين قل هل
يسمعونكم اذ تدعون او ينفعونكم
او يضرون قالوا بل وجدنا اباءنا
كذلك يفعلون ٥ قال افرءيتم ما كنتم
تعبدون ٥ انتم واباؤكم الاقدمون
فانهم عدو لي الا رب العلمين
الذي خلقني فهو يهدين ٥ و در سورهٔ
لقمان می فرماید ومن الناس من
يجادل في الله بغير علم ولا هدى
ولا كتاب منير ٥ واذا قيل لهم
اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع
ما وجدنا عليه اباءنا اولو كان
الشيطان يدعوهم الى عذاب السعير
و در سورهٔ زخرف میفرماید وقالوا
لو شاء الرحمن ما عبدناهم ما لهم
بذلك من علم ان هم الا يخرصون
ام اتينهم كتابا من قبله فهم
به مستمسكون ٥ بل قالوا انا وجدنا
اباءنا على امة وانا على اثرهم
مهتدون ٥ وكذلك ما ارسلنا
من قبلك في قرية من نذير
الا قال مترفوها انا وجدنا اباءنا

کیا پوجتے ہو تم خدا کی کہا پوجتے ہین ہم بتون کو
پس [illegible] ان پاس بیٹھے رہتے ہین کہا کیا
سنتے ہین [illegible] جب پکارتے ہو اونکو یا نفع دیتے
ہین تمکو یا ضرر پہونچاتے ہین کہا بلکہ پایا ہمنے باپون
اپنے کو کہ ایسا کرتے تھے کہا آیا دیکھتے ہو تم جو کچھ
پوجتے ہو تم اور باپ تمہارے اگلے پس تحقیق وہ دشمن
ہین میرے مگر پروردگار جہان کا جسنے پیدا کیا مجکو
پس وہ راہ دکھاویگا مجکو ۔ اور سورہ لقمان مین فرماتا
ہے ۔ اور بعض لوگ لڑتے ہین بیچ اللہ کے بغیر جانے
اور بے ہدایت اور بے کتاب روشن کے اور جب
کہا جاتا ہے اونکو پیروی کرو اوس چیز کے جو اوتارے
خدا نے کہا بلکہ پیروی کرتے ہین ہم اوس چیز کے
کہ پایا اوسپر اپنے باپون کو آیا اگرچہ ہو شیطان کہ بلاتا
اونکو طرف عذاب دوزخ کے ۔ اور سورہ زخرف
مین فرماتا ہے ۔ ترجمہ آیت اور کہا اونہون نے
اگر چاہتا خدا نہ پوجتے ہم انکو نہین ہے اونکو ساتھ
اسکے علم نہین ہین مگر اٹکل دوڑاتے آیا دی ہے
ہمنے اونکو کتاب پہلے اس سے پس وہ ساتھ
اوسکے تمسک پکڑتے ہین بلکہ کہا کہ تحقیق پایا ہمنے
باپون اپنون کو اوپر ایک ڈھب کے اور ہم اوپر قدمون
اونکے کے راہ دکھلائے گئے ہین اور اسیطرح
نہین بھیجا ہمنے پہلے تجھسے بیچ کسی بستی کے ڈرانے
ڈرانیوالا مگر کہا سرداروں اوسکی نے تحقیق پایا ہمنے باپون

عَلٰی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰی اٰثَارِھِمْ مُّقْتَدُوْنَ
قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُکُمْ بِاَھْدٰی مِمَّا وَجَدْتُّمْ
عَلَیْہِ اٰبَآءَکُمْ قَالُوْا اِنَّا بِمَا اُرْسِلْتُمْ
بِہٖ کَافِرُوْنَ ہ فَانْتَقَمْنَا مِنْھُمْ فَانْظُرْ
کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ ہ
ودر سورہ احقاف میفرماید اِئْتُوْنِیْ
بِکِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ ھٰذَا اَوْ اَثَارَۃٍ مِّنْ
عِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ ہ واخرج
الترمذی عن عمرو بن عوف
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِنَّ الدِّیْنَ بَدَاَ غَرِیْبًا وَّ
سَیَعُوْدُ کَمَا بَدَاَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَآءِ
وَھُمُ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ
النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ وَ
اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ
عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ
لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ
وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ
مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ
الْھُدٰی عُلَمَآءُ ھُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ
اَدِیْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ

اوپر ایک مذہب کے اور تحقیق ہم اوپر قدمون اونکے
پیروی کرتے ہین کہا اگر لایا ہون مین تمہارے پاس زیادہ ہدایت
اوس سے جسپر پایا تمنے اپنے باپونکو کہا تحقیق ہم ساتھ اوسچیز
کے کہ بھیجے گئے ہو تم کافر ہین پس بدلا لیا ہمنے اونسے
پھر دیکھہ کیسا تھا انجام جھٹلانیوالون کا - اور سورہ
احقاف مین فرماتا ہے ترجمہ آیت لاؤ تم میرے پاس
کتاب پہلے اس سے یا کوئی دلیل علم سے اگر ہو تم سچے
اور نکالا ترمذی نے عمرو بن عوف سے ترجمہ حدیث
کہا فرمایا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
تحقیق دین شروع ہوا ہے غریب اور عنقریب
ہوجائے گا جیسا کہ شروع ہوا ہے پس
خوشوقتی ہو واسطے غریبون کے اور وہ وہ لوگ
ہین کہ اصلاح کرتے ہین جو کچھہ بگاڑ کیا ہے لوگون
نے میرے بعد میرے سنت سے اور نکالا ہے
بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے - کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
قریب ہے کہ آوے گا اوپر آدمیون کے زمانہ
ایسا کہ نہ باقی رہیگا اسلام سے مگر نام اوسکا
اور نہ باقی رہیگا قرآن سے مگر لکھا ہوا اوسکا
مسجدین آباد ہونگے اور وہ خالے ہونگی
ہدایت سے علما اونکے بدتر ہون گے
نیچے روے آسمان کے اونہین مین
سے نکلے گا -

الفتنة وفیہم تعودُ واز جملہ استحسان کہ مذکور
قیاس ناقص است یعنی چیزیکہ در شرع
وارد شدہ باشد و این شخص چیزی دیگر را
کہ مشابہ اوست در بعضے اوصاف در عقل
ناقص خود نظیر آن قرار دادہ حکم چیز ماثور
بر غیر ماثور جاری نماید و این قیاس
راہ ضلالت ست و دخل دادن آن در
احکام دینیہ مردود چنانچہ حق جل وعلا
در سورۂ بقر میفرماید الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ
الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ
الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ
ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ
الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ
الرِّبٰوا واز جملہ وجوہ مذکور افراط در امور
دین ست یعنے مے بیند کہ چیزے در شرع
ثابت شدہ و شارع بسوے آن ترغیب
نمودہ و محامد و منافع آن ذکر فرمودہ
پس آن شخص را این ظن بہم میرسد کہ
ہر قدر کہ دران افراط کردہ شود ہمانقدر
بہرۂ شرعے باو عاید میگردد و منفعت اخروی
برا و بیشتر مترتب میشود و توجہ رحمت الہیہ
بسوی او اقوی میباشد و برکات غیبیہ
بران ازید نزول میفرماید حالانکہ ہر چیزے را

فتنہ اور اونہین مین پھر چلا جائیگا - اور سب نیک
سمجھے گئے کامون مذکورسے قیاس ناقص ہے یعنے ایک چیز
کہ شرع مین وارد ہوئی ہو اور یہہ شخص دوسری چیز کو
کہ مشابہ اوسکے ہے بعضے وصفون مین اپنی عقل
ناقص مین مثل اوسکا قرار دیکر حکم اوس چیز کا کہ شرع
مین وارد ہوئی ہے غیر وارد ہونیوالی شرع مین
بھی جاری کرے اور یہہ قیاس راہ گمراہی ہے اور دخل
کرنا اوسکا حکمون دین مین رد کیا گیا ہے جیسے کہ
حق تعالے سورۂ بقر مین فرماتا ہے ترجمہ آیت جو لوگ کہ
کھاتے ہین بیاز نہین اوٹھنے کے قبرون سے مگر جیسے کہ
کھڑا ہوتا ہے وہ شخص کہ خبطی کردیا اوسکو شیطان نے چہو کر
یہہ اس سبب سے کہ کہا اونہون نے کہ سوا اسکے نہین کہ
بیچنا مانند بیاز کے ہے اور حلال کیا ہے اللہ نے بیچنے کو
اور حرام کیا سود کو - اور تمام وجہون ذکر کئے گئے سے
زیادتی بیچ کامون دین کے ہے یعنے دیکھتا ہے کہ
ایک چیز شرع مین ثابت ہوئی ہے اور شارع نے اوسکے
طرف رغبت دلائی ہے اور تعریفین اور منفعت اوسکے
ذکر فرمائے پس اس شخصکو یہہ گمان بہم پہونچا ہے کہ
جسقدر اسمین زیادتی کیجائے اوسیقدر بہرے شرعے
ہو گے اور منفعت آخرت اوسپر زیادہ مترتب
ہوگا اور توجہ رحمت خدا کے طرف اوسکے زیادہ ہو گے
اور برکتین غیبیہ اوسپر زیادہ نازل ہونگے
حالانکہ ہر چیز کے لئے -

ازامور دینیه حدی هست از حدود که شارع
آن امر را بهمان حد محدود ساخته و موقعی
هست از مواقع که شارع آن را در آن موقع
نهاده پس تعلق رضای حضرت حق و
ترتب منافع اخرویه و نزول برکات
غیبیه بر همان تقدیر است که آن شئ بحد
خود محدود باشد و در موقع خود واقع
چنانچه حق جل و علا در مواضع کثیره
از قرآن مجید میفرماید تِلْكَ حُدُودُ
اللّٰهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ
نَفْسَهُ، و در سوره نسا میفرماید وَمَنْ
يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ
يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ
و دارمی از طریق ابی ثعلبه روایت کرده
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ
فَلَا تُضَيِّعُوهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ
فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا
تَعْتَدُوهَا بالجمله تربیت دینیه بر معالجه
جسمانیه قیاس باید کرد و مجموع امور
دینیه را مثل ادویه کثیره مختلفة الاوزان
والمقادیر تصور باید کرد که طبیب حاذق
هر دوائی را از ادویه مذکوره بوزنی

کاموں دین سے ایک حد ہے حدوں شارع نے اوسکا
کو اوس حد کے ساتھ معین کیا ہے اور ایک موقع ہے
موقعوں شارع سے کہ اوسکو اوس موقع میں رکھا ہے
پس تعلق رضائے الٰہی اور مرتب ہونا فائدوں آخرت
اور اوترنے برکتوں غیبیے کا اوسی صورت پر ہے
کہ وہ چیز اپنے اندازہ پر ہو اور اپنے موقع پر
چنانچہ حق تعالی بہت جگہہ قرآن شریف میں
فرماتا ہے ترجمہ آیت یہہ حدین ہیں
اللہ کے جو کوئے تجاوز کرے حدون خدا سے
پس تحقیق ظلم کیا اوسنے اپنے جان پر اور
سورہ نسا مین فرماتا ہے ترجمہ آیت اور جسنے
نافرمانی کی اللہ اور رسول اوسکے کی اور بڑہ گیا
حدون اوسکے سے داخل کرینگے ہم اوسکو دوزخ میں ہمیشہ
رہیگا اوسمین اور اوسکو ہے عذاب ذلت دینے والا۔ اور
دارمی نے طریق ابی ثعلبہ سے روایت کیا ہے ترجمہ حدیث
کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ نے فرض
کئے ہین فرایض پس نہ ضایع کرو اونکو اور حرام کیا چیزون
حرام کو پس نہ پیروی کرو اونکی اور مقرر کی ہین حدین
پس نہ تجاوز کرو اونسے - خلاصہ یہہ کہ تربیت دینی کو
اوپر معالجہ جسمانی کی قیاس کرنا چاہیئے اور تمام کامون
دین کو مانند دواؤن بہت کہ مختلف وزن اور مقدار
مین ہون تصور کرنا چاہیئے کہ طبیب حاذق نے ہر دوا
دواؤن مذکور سے ساتہ ایک وزن کے

محدود ساخته وبرای استعمال آن طریقی معین
از طبیخ ونقوع ونشوق وسعوط ووجور و
لعوق ولدود وضماد وطلا ونطول و
حمول وفرزجه وحقنه وشیافه وامثال آن
مقرر فرموده واوقات مخصوصه از صباح
ووقت نوم برای آن تعیین نموده وبتجدید
وتقویت هر روز وبتداوی وتنقیه گاه گاه
حکم کرده پس چنانکه در معالجه جسمانیه تفریط
وافراط هردو در حق مریض مضر است
همچنین در معالجه روحانیه مداهنت و تعسف
هردو در حق مکلف نامقبول پس باید دانست
که افراط اگر در باره اعتقادات ومقامات
وواردات وحالات متحقق شود آنرا غلو
میگویند واگر در باب علوم واقع شود
آنرا تعمق میگویند واگر در باب اخلاق
وعبادات واقع شود آن را رهبانیه
وتشدد میگویند واگر در عادات واقع
شود آنرا تکلف میگویند واگر در باره طهارات
ونجاسات واقع شود آنرا وسواس میگویند
واگر در باب عدم محافظه مراتب وسایل
مقاصد یا اصول وفروع واقع شود یعنی
وسایل را مثل مقاصد پیش نظر همت خود
دارد ومقاصد را مثل وسایل پس پشت خود

معین کیا ہے اور واسطے استعمال اوسکے ایک طریقہ
جوشاندہ یا خیساندہ یا ناک مین ڈالنے یا سونگھنے
یا چھڑکنے یا چاٹنے یا سیکنے یا لیپ یا طلا یا تریڑا
اور فتیلہ اور فرزجہ اور حقنہ اور شیافہ سے اور مانند
اسکے مقرر فرمایا ہے اور وقت خاص صبح اور وقت
سونے کے اوسکے لیے معین کیے اور ساتھ غذا اور
تقویت کے ہر روز اور ساتھ دوا اور تنقیہ کے کبھی کبھی
حکم کیا ہے پس جیسا کہ بیچ علاج جسمانی کے کمی یا دتی دونو
بیچ حق بیمار کے مضر ہین اسیطرح علاج روحانی کے
مین سستے اور تاخیر یا زیادتے دونو بیچ حق مکلف کے
نامقبول ہین پس چاہیے جاننا کہ زیادتے اگر بیچ
مقدمہ اعتقادون اور مقامون اور حالات اور وارداتون
کے ثابت ہوا وسکو غلو کہتے ہین اور اگر علم کے باب مین ہو
تو اوسکو تعمق کہتی ہین اور اگر اخلاق اور عبادتون مین
اوسکو رہبانیہ اور تشدد کہتے ہین اور اگر عادتون
مین واقع ہو اوسکو تکلف کہتے ہین اور اگر
باب پاکیزگی اور نجاست مین واقع ہو اوسکو
وسواس کہتے ہین اور اگر بیچ مقدمہ
نہ نگاہ رکھنے مرتبون اور وسیلون اور
مقصدون یا اصول اور فروع مین
واقع ہو یعنے وسیلون کو مانند مقصدونکی
پیش نظر ہمت اپنے کا کرے اور مقصدونکو
مثل وسیلون کے پس پشت اپنے—

انداز دیا فروع را مثل اصول اہم داند و اصول
را مثل فروع سہل انگارد آنرا ظلم و سفاہت
میگویند چنانچہ محافظت مراتب مذکورہ را
انصاف و تقا ہست چنانچہ حق جل وعلا
در سورہ بقرہ میفرماید أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ
بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ
الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ یعنی تعلیم احکام
دین و تلاوت کتاب وسیلہ عمل و تہذیب
نفس ست و شما نفس تعلیم و تلاوت را مقصود
لذاتہ قرار دادہ و اصل کمال فہمیدہ پیش نظر
ہمت خود نہادہ اید و تہذیب نفس را کہ
اصل مقصود ست پس پشت انداختہ اید
پس سفیہ ہستید کہ عقل ندارید و دریہان
سورہ میفرماید وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ
عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ
مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ
وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ
مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ
وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ
النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ
بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ یعنی
علم شرعیہ را کہ مدار اصل نجات ست

ڈالے یا فروع کا مانند اصول کے کمال اہتمام جانے
اور اصول کو مثل فروع کے سہل سمجھے اسکو ظلم اور نادانی
کہتے ہین جیسا کہ نگاہبانی مرتبون مذکورہ کو انصاف
اور سمجھداری ہے جیسا کہ خدا تعالے سورہ بقر مین فرماتا
ترجمہ آیت کیا حکم کرتے ہو تم لوگونکو ساتھ نیکی کے
اور بہولتے ہو اپنے جانونکو اور تم پڑہتے ہو کتاب
پس کیا نہین سمجھتے ہو۔ یعنے سکہانا حکمون دین اور
پڑہنا کتاب کا وسیلہ عمل اور آراستگی اپنے نفس کا ہے
اور تمنے تعلیم اور تلاوت کو مقصود بالذات قرار دیکے
اور اصل کمال سمجھکر آگے ہمت اپنے کے رکہا ہے
اور آراستگی اپنے نفس کو کہ اصل مقصد ہے پیٹہ
پیچھے ڈالا ہے پس احمق ہو تم کہ عقل نہین رکہتے ہو
اور اوسی سورہ مین فرماتا ہے ترجمہ آیت
اور جب آیا اونکے طرف رسول خدا کی پاس سے سچ
بتاتا جو کچھ اونکے پاس ہی پہینکدیا ایک فرقے نے
اونمین سے کہ دیگئی تہی کتاب کتاب خدا کو
پیٹہ پیچھے گویا کہ وہ نہین جانتے ہین اور پیروی
کے اوسکے جو پڑہتے تہے شیطان زمانہ حکومت
حضرت سلیمان مین اور نہین کفر کیا سلیمان نے
مگر شیطانون نے کفر کیا سکہاتی تہی آدمیون کو
جادو اور جو کچھ اوتارا گیا دو فرشتون پر بیچ شہر
بابل کے کہ نام اونکا ہاروت اور ماروت تہی
یعنے علم شرعی کو کہ اصل نجات اوسیسے ہے۔

پس پشت انداختہ در پی تحصیل علوم زواید
کہ در منافع اخرویہ ہیچ دخل نمیدارد چنانچہ
کریمہ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي
الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ بر آن دلالت
میدارد افتادہ اند اگرچہ در نفس الامر بعضے
ازان علوم ماخوذ از شیاطین اند و بعضے
از ملائکہ لیکن ہرگاہ کہ در امور اخرویہ
دخل نمیدارد بنسبت ایشان ہمہ از قبیل لغو
ولاطائل ست بلکہ سعی در تحصیل آن مضر و در
ہمان سورہ میفرماید ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَاۤءِ
تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا
مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ
عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ
يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ
عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ
الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا
جَزَاۤءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ
اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۝ یعنے وجوہ نصرت
مظلوم بمراتب ادون ست از مرتبہ
نفس ظلم و در اول اہتمام عظمی مینمایند
و در ثانی جرأت بی تحاشا پس در دنیا
و آخرت نکال این قلب موضوع خواہند کشید

پیٹھ پیچھے ڈالکر در پے حاصل کرنے علموں زائد کے
کہ فائدہ آخرت مین کچہہ دخل نہین رکہتے ہین
جیسا کہ یہہ آیت ترجمہ آیت اور البتہ جانا اونہون
نے کہ جو کوئی خریدار ہوا اوسکا نہین ہے اوسکو
بیچ آخرت کے حصہ - اوسپر دلالت کرتے ہے پڑے
ہین اگرچہ حقیقت مین بعضے اون علموں سے لئے گئے
شیاطین سی ہین اور بعضے فرشتون سی لیکن
جسوقت کہ کاموں آخرت مین دخل نہین رکہتے
بہ نسبت انکی قسم کہیل اور بیہودگی سے ہین بلکہ
کوشش اونکے حاصل کرنےمین مضر اور اوسی سورہ
مین فرمایا ہے ترجمہ آیت پہر تم قتل کرتے ہو جانون
اپنے کو اور نکالتے ہو ایک فریق کو شہر اونکی سے
مدد کرتے ہو باہم گناہ اور سرکشی پر اور اگر آتے ہین
تمہارے پاس قیدی تو چہڑاتے ہو اونکو اور وہ حرام
ہے تمپر نکالن اونکا آیا ایمان لاتی ہو بعضے کتاب
اور کفر کرتے ہو بعض کا پس کیا جزا ہے اوسکے
جو کرے ایسا تم مین سی مگر ذلت زندگانی دنیا مین
اور دن قیامت کے پہیر یجائین گے طرف عذاب
سخت کی یعنے مرتبہ مددگارے مظلوم کے لیئے
درجے کم ہین مرتبہ خاص ظلم سے اور پہلے مین
اہتمام بڑا کرتے ہین اور دوسرے مین جرأت
بے تحاشا پس دنیا اور آخرت مین وبال
اوس اولٹے مقصد کا چاہین گے کہینچنا

ودر همان سوره میفرماید سَيَقُولُ
السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ
عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا
قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي
مَنْ يَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
ونیز میفرماید لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا
وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ
وَآتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ
وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ
الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوفُونَ
بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ
فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولٰئِكَ
الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ یعنی استقبال
قبله مخصوص از اصول دین وارکان
حقیقت تقوے نیست تا تفاصیل ادیان
باو واضح گردد پس در مقام بیان تفاصیل
ادیان گفتگو در آن ناشی از سفاهت
ست بلکه آنچه اصول دین وارکان حقیقت
تقوے ست این امور مذکوره ست
پس در مقام ایضاح تفاضل ادیان

اور اوسی سورة مین فرماتا ہے ترجمہ آیت کا یہ
ہے کہ کہین گے احمق آدمیون سے کسنے پھیرا
انکو اوس قبلہ سے کہ تھے اوسپر کہہ واسطے اللہ کے
ہے مشرق اور مغرب راہ دکھاتا ہے جسکو چاہے
طرف رستی سیدہ کی - اور یہہ بھے فرمایا ہے ترجمہ
آیت کہ نہین ہے نیکی یہہ کہ پھیرو تم موہنہ اپنے طرف
مشرق اور مغرب کے اور لیکن نیکی یہ ہے کہ جو کوئی
ایمان لایا اللہ پر اور دن آخرت اور فرشتے اور
کتابون اور نبیون پر اور دیا مال اوپر محبت خدا
کے رشتہ دارون اور یتیمون اور مسکینون اور
مسافرون اور سوال کرنیوالون اور آزاد کرنے
گردنون مین اور قایم کے نماز اور دے زکوة اور پورا
کرنیوالے عہد اپنا جب عہد کرتے ہین اور صبر
کرنیوالے بیچ سختیون اور ضرر اور وقت لڑائی
یہ لوگ ہین سچے اور یہ لوگ ہین پرہیزگار یعنی موہنہ کرنا قبلہ
خاص کیطرف اصل دین اور حقیقت پرہیزگاری
سے نہین ہے تو فضیلت دینونکے اوسسے
واضح ہو پس مقام فضیلت دینون مین گفتگو
اوسمین حماقت سے ہے بلکہ جو کچھہ اصل دین
اور رکنون حقیقت پرہیزگاری سے
ہے یہہ کام مذکورہ ہین پس بیچ مقام
واضح کرنے فضیلت دینون —

وار کان حقیقت تقوے درین امور تامل
باید کرد کہ اہل کدام دین بآن متصف اند
وکدام لے و در سورۂ آل عمران میفرماید
هَاۤ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ
بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ
بِهٖ عِلْمٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا
تَعْلَمُوْنَ يعنے چیزیکہ اصل آن از کتاب
اللہ معلوم نیست در پے تفتیش آن افتادن
بیجاست زیراکہ احاطہ جمیع معلومات
شان ربانی ست نہ شان انسانی
واین نہی ست از تعمق و بر ہمین مضمون
دلالت میدارد وانچہ در ہمان سورہ میفرماید
هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ
اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ
وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ
ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا
يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ
فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ
مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ
اُولُوا الْاَلْبَابِ وانچہ در سورۂ بنی
اسرائیل فرمودہ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ
لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ

اور رکنون پرہیزگاری کی ان کامون مین تامل چاہیے
کرنا کہ کون سے دین والی ساتہ اوسکی موصوف ہین
اور کونسے نہین اور سورہ آل عمران مین فرماتا ہے
ترجمہ آیت خبردار ہو کہ تم لڑتے ہو بدلایل اوس چیز مین
کہ تمکو اوسکا علم ہے پس کیون جہگڑتے ہو بیچ اوس چیز
کے کہ نہین ہے تمکو ساتہ اوسکی علم اور اللہ جانتا ہے اور
تم نہین جانتے ۔ یعنے جو چیز کہ اصل اوسکی کتاب اللہ
سے معلوم نہین ہے درپے تلاش اوسکی ہونا بیجا ہے
اسلئے کہ گہیرنا تمام معلومات کا شان خدا سے ہے
نہ شان انسانی اور یہہ منع ہے تعمق سے اور اسی
مضمون پر دلالت کرتا ہے جو کچہہ اوسے سورہ مین
فرمایا ہے ترجمہ آیت وہ خدا کہ اوتاری اوپر تیرے
کتاب بعض اوس سے آیتین مضبوط ہین کہ وہ اصل
کتاب ہین اور بعض متشابہات ہین پس وہ لوگ
جنکے دلمین کجی ہے پیروی کرتے ہین متشابہ کی اوس سے
طلبگار فتنہ کی اور طلبگار اوسکی تاویل کی اور نہین جانتا تاویل
اوسکی مگر اللہ اور جو مضبوط ہین علم مین کہتے
ہین ایمان لائے ہم ساتہ اسکے سب ہمارے رب کے
پاس سے ہے اور نہین پند پذیر ہوتے مگر
صاحب عقل ۔ اور جو کچہہ سورہ بنے اسرائیل
مین فرمایا ترجمہ آیت اور نہ پیروی کر
اوس چیز کے کہ نہین ہے تجہکو اوسکا علم
تحقیق کان اور آنکہہ ۔

وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا
ونیز در ہمان سورہ فرمودہ وَيَسْئَلُوْنَكَ
عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ
وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا
وانچہ در سورہ کہف فرمودہ سَيَقُوْلُوْنَ
ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ
كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ
وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ
مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ
اِلَّا مِرَاۤءً ظَاهِرًا وَّلَا تَسْتَفْتِ
فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ونیز فرمودہ قُلِ اللّٰهُ
اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ مَا لَهُمْ
مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ
فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ
مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ
وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ یعنی
بتعلیم وتلاوة کتاب اللہ وتحقیق علوم
تشریع مشغول باید شد نہ باحاطۂ علم
الٰہی وتفتیش وقایع تکوین ودر سورۂ
آل عمران میفرماید مَا كَانَ لِبَشَرٍ
اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ
وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا

اور دل ہر ایک ہوگا سوال کیا گیا اوس سے
سورہ مین فرمایا ہے - پوچھتے ہین تجہسے روح
کہہ تو روح امر رب میرے سے ہے اور نہین
دیے گئے تم علم سے مگر تہوڑا - اور جو کچھ سورہ
کہف مین فرمایا ہے ترجمہ آیت عنقریب کہین گے کہ تین ہین
چوتہا اونکا کتا ہے اور کہین گے پانچ ہین چہٹا اونکا
کتا ہے اٹکل پچو اور کہین گے کہ سات ہین آٹہوان
اونکا کتا ہے کہہ تو پروردگار میرا خوب جانتا ہے
گنتی اونکی نہین جانتے اونکو مگر تہوڑے پس
نہ جہگڑا کر بیچ اونکے مگر جہگڑا ظاہر اور نہ پوچہہ
بیچ مقدمہ اونکے کسے سے انمین سے اور یہہ
بہی فرمایا ہے ترجمہ آیت کہہ تو اللہ خوب جانتا ہے جسقدر
رہے وہ واسطے اوسکے ہے غیب آسمانون اور
زمین کا دیکہہ ساتہ اوسکے اور سن نہین ہے
واسطے اونکے سوا خدا اوسکے کوئی کارساز اور
نہ شریک کرے بیچ حکم اوسکے کسیکو اور پڑہ جو کچہہ
وحی کیا گیا ہے طرف تیرے کتاب پروردگار تیرے
سے نہین ہی کوئی بدلنے والا کلمون اوسکیکا اور
نپائیگا تو سوا اوسکے ٹہکانا - یعنے سکہانی اور پڑہنے
کتاب اللہ اور تحقیق علمون شریعت مین مشغول
چاہیئے ہونا نہ گہیرنے علم الٰہی اور تلاش حالات
آئندہ مین - اور سورہ آل عمران مین فرمایا ہے ترجمہ آیت
نہ تہا واسطے کسی آدمی کی کہ دی ہو اوسکو اللہ نے کتاب اور حکم

عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِن كُونُوا
رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ
وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا يَأْمُرَكُمْ
أَن تَتَّخِذُوا الْمَلٰئِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ
أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ
أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ یعنے انچہ تعظیم
اکرام انبیاء اللہ و اکرام ملائکہ حکم
میفرماید معنیش این نباید فہمید کہ ایشان
را عبادت باید کرد یا ایشان را
ربوبیت یعنی تصرف در امور تکوینیہ
بالاستقلال ثابت باید کرد یا خود را
مقہور قدرت ایشان تصور باید کرد
این امور مقتضیات علاقہ عبودیت
و ربوبیت است و آن مختص است
باو تعالی و کسے دیگر را دران دخل
دادن کفر است و منافی اسلام
و این سد باب غلو است فقط

بندے میرے سوا خدا کے لیکن یہی کہ ہو رہو اللہ والے
بسبب اسکے کہ سکھلاتے ہو تم کتاب اور بسبب اسکے کہ ہو تم
پڑھتے اور نہ حکم کریگا تمکو کہ پکڑو فرشتوں اور نبیوں کو
خدا آیا حکم کرے گا تمکو ساتھ کفر کے بعد اسکے
کہ تھے تم مسلمان یعنے جو کچھ ساتھ تعظیم
نبیوں خدا اور فرشتوں اوسکے کے حکم
فرماتا ہے معنے اوسکے یہہ نہ چاہیئین سمجھنے
کہ انکو عبادت کرنے چاہیئے یا انکو شان
خداوندی یعنے دخل کاموں ہونیوالی
عالم مین مستقل ثابت کرنا چاہیئے یا اپنے تئین
مغلوب انکی قدرت کا تصور کرنا چاہیئے
یہہ کام مقتضاے علاقہ بندگے اور خداوندی
کے ہین اور وہ خاص ہے ساتھ حقتعالیٰ
کے اور کسے دوسرے کو اوسمین
دخل دینا کفر ہے اور مخالف
اسلام کے اور یہہ بند کرنا باب
غلو کا ہے فقط

تمت

خاتمة الطبع الحمد للہ کہ یہہ رسالہ عجیبہ حضرت قدوة المحققین امام المسلمین مولانا محمد اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے
واسطے ہدایت و تفہیم معنی بدعت کے تالیف فرمایا اور عالی جناب محی السنت ماحی بدعت مولانا و اولینا علینے
محمد جمال الدین خانصاحب بہادر مدظلہ نائب ریاست بھوپال نے بنظر خیرخواہی مسلمین اجازت اشاعت اس رسالہ کی بمعرفت مترجمہ
اس عاجز کو فرمائی تھی جزاہ اللہ خیر الجزاء - چنانچہ اب اس خیرخواہ نے بنہایت صحت و حسن کتابت عمدہ کاغذ پر چھپوایا حق سبحانہ و تعالیٰ
ہم سب مسلمانونکو توفیق اتباع سنت عطا فرماوے - آمین یارب العالمین -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از عبارت مذکورہ چنان مستفاد میشود کہ مقصود معترض ایراد اعتراض است بر عبارت رسالہ تقویۃ الایمان بسہ وجہ اول آنکہ دعوی تعلق قدرت الٰہیہ بمثل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی نفسہا باطل است و ثانی آنکہ ذکر دعوی مذکورہ بدین عبارت اسارت ادب است بجناب سید المرسلین و ثالث آنکہ ذکر آن لغو است اقول مجیبا باید کہ اولا دعوی مذکور را مدلل نماید بعد از ان دفع اعتراضات معترضین کند تا مقصود او کہ اثبات دعوی است حاصل شود و الا پر ظاہر است کہ از مجرد دفع اشکال ثبوت دعوی صورت نمی بندد پس میگوییم کہ وجود مثل پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم داخل است تحت قدرت الٰہیہ نہ تحت تکوین تا وقوع آن لازم آید تفصیلش آنکہ قدرت صفت علیحدہ است و تکوین صفت علیحدہ اثر قدرت امکان صدور مقدور است از ذات قادر بالنظر الی ذاتہ نہ وقوع مقدور بالفعل و اثر تکوین وقوع مکون است بالفعل و اینمذہب ماتریدیہ است کہ بتغایر صفتین مذکورین قائل اند یا بگوییم کہ مراد از دخول شئی تحت قدرت صحت تعلق قدرت است بآن شئی نہ بالفعل تعلق قدرت بآن و مقتضائے اول امکان صدور شئی است نہ فعلیت آن و مقتضائے ثانی فعلیت است و این بنا بر مذہب اشاعرہ است کہ فعلیت تعلق قدرت را تکوین می نامند بالجملہ مقصود درین مقام اثبات ہمین قدر است کہ وجود مثل مذکور داخل است تحت قدرت نہ اثبات وقوع آن بالفعل و این دعوی مدلل است بدلیل نقلی و برہان عقلی اما دلیل نقلی پس بیانش اولا آنکہ حق جل و علا در سورہ یٰس میفرماید اَوَلَيْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۝ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ پس ضمیر جمع مذکر راجع است بسوی جمیع بنی آدم زیرا کہ آیہ کریمہ مذکورہ در مقام بیان معاد واقع گردیدہ پس ہر کہ در معاد زندہ خواہد شد آن داخل است در کریمہ مذکورہ و ظاہر است کہ ہر فردے از افراد انسانی در معاد زندہ شدنی است پس مثل او بمقتضائے کریمہ مذکورہ داخل تحت قدرت الٰہیہ باشد پس گویا ترکیب دلیل مذکور باینسبہ باشد کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم در معاد زندہ خواہند شد و آن از ضروریات دین است و ہر کہ در معاد زندہ خواہد شد پس وجود مثل او داخل است تحت قدرت الٰہیہ بمقتضائے کریمہ مذکورہ پس وجود مثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل باشد تحت قدرت الٰہیہ و ہو المطلوب و ثانیا آنکہ وجود مثل مذکور شئی ممکن است بالذات و ہر شئی ممکن بالذات داخل است تحت قدرت الٰہیہ لقولہ تعالٰی وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ و قولہ تعالٰی وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ چنانکہ خود معترض ہم بآیات مذکورہ ایمان کردہ و آنچہ بر آن ایراد کردہ مدفوع است چنانکہ عنقریب مذکور خواہد شد و ثالثا آنکہ حق جل و علا

ارض بعد انزال مطر بر احیاء موتی در معاد در آیات کثیره استدلال فرموده منها قوله تعالی وهو الذی نزل من
السماء ماء بقدر فانشرنا به بلدة میتا کذلک تخرجون واز ایجاد آدم علیه السلام بے پدر بر امکان ایجاد
حضرت عیسی علی نبینا وعلیهم السلام بے پدر استدلال نموده ان مثل عیسی عند الله کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له
کن فیکون وبالجمله استدلال بوجه مذکور در قرآن مجید شایع ومتعارف است پس برین تقدیر وجود نبی صلی الله علیه وسلم
خود دلیل باشد بر امکان وجود مثل ایشان نظر بقدرت الهیه پس گویا ترکیب دلیل برین تقدیر باینوجه خواهد بود هر گاه
که وجود نبی صلی الله علیه وسلم داخل تحت قدرت الهیه باشد وجود مثل ایشان هم داخل تحت قدرت مذکوره باشد پس وجود
مثل ایشان هم داخل باشد تحت قدرت مذکوره لان حکم المثلین واحد فی الدخول تحت القدرة وعلی منطوق
القرآن وهو المطلوب اما برهان عقلی پس بیانش آنکه وجود مثل مذکور ممتنع بالغیر است وهر ممتنع بالغیر ممکن بالذات وهر
ممکن بالذات داخل تحت قدرت الهیه پس وجود مثل مذکور داخل است تحت قدرت الهیه هو المطلوب اما مقدمه
اولی پس بیانش آنکه مثل مذکور در نفس الامر معدوم است وهر معدوم یا ممتنع بالذات است یا ممتنع بالغیر پس مثل
مذکور یا ممتنع بالذات است یا ممتنع بالغیر لکن ممتنع بالذات نیست پس ممتنع بالغیر است اما صغری وکبری قیاس
اول پس احتیاج بیان ندارد واما قضیه استثنائیه در قیاس ثانی پس بیانش آنکه مثل مذکور عبارت است از
فردی که مشارک آنجناب باشد در ماهیت واوصاف کمال پس امتناع بالذات یا بسبب امتناع مشارکت
در ماهیت خواهد بود یا بسبب امتناع اتصاف باوصاف مذکوره بالنظر الی نفس الذات وپر ظاهر است که ماهیت آنجناب
وذلک انسان است واشتراک ماهیت انسانیه در الوف الوف افراد ممتنع نیست واتصاف باوصاف مذکوره
نظر بنفس ماهیت هم ممتنع نه والا اتصاف آنجناب هم باوصاف مذکوره ممتنع میشد فان حکم المثلین واحد فیما یثبت
ویسلب بالنظر الی نفس الماهیة والا لزم عدم اشتراک الماهیة بینهما فلزم عدم المماثلة هذا خلف پس وجود مثل مذکور ممتنع
بالذات نباشد بلکه بنظر موانع خارجیه مثل اخبار الهی بعدم وقوع آن یا تعلق اراده ازلیه بعدم آن وامثال ذلک نیست معنی
ممتنع بالغیر پس وجود مثل مذکور ممتنع بالغیر باشد وهو المقدمة الاولی واما مقدمه ثانیه یعنی هر ممتنع بالغیر ممکن بالذات است اما
بیانش آنکه هر ممتنع بالغیر معدوم است وهر معدوم یا ممتنع بالذات است یا ممکن بالذات وممتنع بالغیر ممتنع بالذات نمیتواند شد
والا لازم آید توارد علل مستقله بر معلول واحد شخصی بر سبیل اجتماع وآن ممتنع است بالاتفاق اما اینکه هر واحد از نفس
ذات وموانع خارجی علة مستقله است مر ثبوت امتناع را پس پر بدیهی است که حاجت برهان ندارد واما اینکه این توارد بر سبیل
اجتماع است پس بیانش آنکه امتناع ذاتی در هیچ وقتی از اوقات از ذات ممتنع منفک نمیتواند شد پس در وقت
ثبوت امتناع بالغیر هم امتناع ذاتی متحقق باشد پس اجتماع علتین مستقلتین لازم آید وهو محال

وهو محال بالاتفاق پس ثابت شد که ممتنع بالغیر ممکن بالذات است وهو المقدمة الثانیة واما مقدمه ثالثه پس بیانش آنکه
مناط صحت تعلق قدرت الهیه امکان ذاتی است نه تساوی نفس الامری تفصیلش آنکه لفظ امکان در عرف بدو معنی
مستعمل میشود اول آنکه بالنظر الی ذات الممکن وجود و عدم مساوی باشد گو بنظر امور خارجیه از علل موجبه یا موانع وعوائق احدهما
واقع بل واجب باشد واین را امکان ذاتی میگویند واین مجامع میشود با وجوب بالغیر وامتناع بالغیر یعنی واجب بالغیر
وممتنع بالغیر در عین حالت وجوب یا امتناع ممکن ذاتی است زیرا که در عین آنحالت هم صادق می آید که وجود و عدم بالنظر
الی ذاته متساوی است اگرچه بالنظر الی الامور الخارجیه احدهما واجب گردیده ومعنی ثانی آنکه در نفس الامر وجود و عدم او
متساوی باشد یعنی نه ذات او اقتضای احدهما میکند ونه امری از امور خارجیه واین را تساوی نفس الامری گویند واین مجامع
نمی شود با بالغیر واین بدیهی است لیکن میگوییم که آنچه لوازم امکان ذاتی است ممکن ذاتی را دائما ثابت است حتی که در عین
حالت وجوب بالغیر وامتناع بالغیر خود امکان ذاتی ولوازم آن مثل احتیاج بسوی علة وامثال آن ممکن را ثابت میباشد پس
میگوییم که صحت تعلق قدرت الهیه از لوازم امکان ذاتی مقدور است نه از لوازم تساوی نفس الامری پس در عین حالت وجوب
بالغیر وامتناع بالغیر متحقق باشد وزوال آن در هیچ وقتی از اوقات وسببی از اسباب خارجیه محال بیانش آنکه اگر تساوی
نفس الامری مناط صحت تعلق قدرت الهیه باشد لازم آید که هیچ شیء از اشیاء داخل تحت قدرت الهیه نباشد پس اصلا
قدرت متحقق نباشد هذا خلف اما ملازمت پس بیانش آنکه شیء یا موجود است یا معدوم وموجود یا واجب بالذات است
یا واجب بالغیر ومعدوم یا ممتنع بالذات است یا ممتنع بالغیر پس هیچ شیء از اشیا متصف بتساوی نفس الامری نیست
تا داخل تحت قدرت الهیه نباشد بالجمله اگر موانع خارجیه مانع صحت تعلق قدرت الهیه باشد لازم آید که هیچ معدومی از
معدومات داخل تحت قدرت الهیه نباشد چه عدم ممکن لابد در نفس الامر معلل است بعلتی که مانع وجود او باشد واقل آن
عدم تعلق اراده ازلیه بوجود اوست وتعلق علم ازلی بعدم او وهمچنین لازم آید که هیچ موجودی از موجودات داخل
تحت قدرت الهیه نباشد چه قدرت متعلق بجانبین مقدور میباشد ووقتیکه موجود شد پس لابد اراده الهیه وعلم ازلی
متعلق بوجود او شده باشد وآن مانع وقوع عدم اوست پس عدم او خارج از قدرت باشد پس وجود او هم خارج باشد
پس واضح گردید که مناط صحت تعلق قدرت الهیه امکان ذاتی است وهر ممکن ذاتی در همه اوقات بر جمیع تقدیرات
یعنی در وقت وجود علل موجبه وموانع عائقه وبر تقدیر وجوب بالغیر یا امتناع بالغیر داخل تحت قدرت الهیه است
در عین تلبس بموجبات یا موانع واینست مقدمه ثالثه واز این بیان واضح گردید که دخول شیء در تحت قدرت الهیه
منافی امتناع ووجوب او که بنظر امور خارجیه باشد نیست بلکه آنچه منافی اوست دخول آن تحت تکوین ونیز واضح گشت
که وجود محال بر تقدیر وجود شیء مانع دخول آن شیء تحت قدرت الهیه نمی تواند شد زیرا که لزوم محال مانع وجود او ست

منافی امکان ذاتی و مناط صحت تعلق قدرت الٰہیہ امکان ذاتی ست نہ عدم مانع خارجی آری لزوم محال مانع از تعلق
تکوین ست کما لا یخفی پس ازین بیان لائح گشت کہ آنچہ معترض ایراد ہا از قبیل الزام محالات بر تقدیر وجود مثل مذکور کردہ ہمہ بیکار
ست زیرا کہ نہایت انجاز آن ثابت خواہد گردید امتناع بالغیر ست و ثبوت آن بدعوی صاحب رسالہ ہیچ مضرتی نمی رساند چہ مدعای
او اثبات صحت تعلق قدرت الٰہیہ ست بمثل مذکور نہ اثبات تعلق تکوین باو ہمینست جواب اجمالی از جمیع اشکالات معترض
و اما جواب تفصیلے پس جستہ جستہ از ان زیر ہر قول معترض بیان کردہ خواہد شد ان شاء اللہ تعالیٰ **قولہ** و ہو خلاف ما اتفق علیہ جمہور
الملیین انتہی این وجہ اول ست از وجوہ ثلاثہ اشکال حاصلش آنکہ دعوی صاحب رسالہ یعنے دخول مثل مذکور در تحت قدرت الٰہیہ
خلاف اجماع مسلمین ست **اقول** دعوی مذکورہ خلاف یکی از مسلمین سابقین ہم نیست چہ جائیکہ خلاف جمیع مسلمین باشد چہ کسی از
مسلمین سابقین ہم تصریح باین نکردہ کہ حق جل و علا عاجز ست در ایجاد مثل آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم و اگر مراد او اینست کہ مقدمات
متفق علیہا را اگر جمع کردہ شود از ان نتیجہ حاصل میشود کہ خلاف مدعای صاحب رسالہ است پس این محض وہم معترض ست کہ بطلان
آن عنقریب مذکور خواہد گردید پس این را باین عبارت تعبیر گفت کہ ہو خلاف ما فہمت من کلام جمہور الملیین **قولہ** زیرا کہ مثل
محمد صلے اللہ علیہ وسلم ممتنع الوجود ست و ہر چیزیکہ وجود آن ممتنع باشد مقدور حق سبحانہ تعالیٰ نیست **اقول** اگر مراد او از ممتنع الوجود
در مقدمتین ممتنع بالذات ست پس صغری ممنوع ست و آنچہ در مقام اثبات آن ذکر نمودہ تقریب آن تام نیست و اگر ممتنع بالغیر است
پس کبرے ممنوع ست و دلیل او غیر تام التقریب است و اگر مراد در مقدمتین مطلق ممتنع ست پس کلیہ کبرے ممنوع ست
و اگر مراد از لفظ امتناع در مقدمتین مختلف ست پس اوسط مکرر نیست **قولہ** اما بیان صغرے پس میگوئیم **اقول** برای بیان صغرے
دو وجہ ذکر کردہ اول از جہت منصب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کہ منصب آنجناب قابلیت مشارکت نمیدارد و ثانی از جہت اخبار
الٰہی بعدم وقوع مثل آنجناب و ہر دو غیر تام التقریب است چنانچہ عنقریب ذکر کردہ خواہد شد **قولہ** چہ اگر مثل او ممکن باشد لامحالہ نبی
خواہد بود انتہے حاصلش آنکہ آنجناب خاتم الانبیاء ست و خاتم الانبیاء متعدد نمی تواند شد اما صغرے پس از اصول عقاید اسلامیہ
ست و اما کبرے پس بیانش آنکہ خاتم الانبیاء در ترقے موازی صادر اول ست و چنانکہ اسبق از صادر اول چیزے
نمیتواند شد ہمچنین اعلی از خاتم الانبیاء چیزے نمی تواند شد **اقول** آنچہ در بیان کبرے درینمقام ذکر نمودہ ظاہر الطریق بسہو
از قلم صادر شدہ باشد چہ مفاد ازین بیان ہمین ست کہ وجود اعلی از خاتم الانبیاء ممتنع ست و کلام در وجود مثل ست نہ در وجود
اعلی بلکہ بیانش باینوجہ بایستی کرد کہ خاتم الانبیاء موازی صادر اول ست و تعدد در صادر ست محال بنا بر قول مشہور الواحد
لا یصدر عنہ الا الواحد پس تعدد در خاتم الانبیاء ہم محال و مخفی نیست کہ این دلیل مدفوع ست بچند وجہ **وجہ اول** آنکہ مقدمہ
مشہورہ نزد اکثر متکلمین مسلم نیست پس نزد ایشان تعدد صوادر در مرتبہ اولے در سلسلہ بدو ممکن ست داخل تحت قدرت
الٰہیہ پس تعدد افراد در مرتبہ اخیرہ از سلسلہ عود ہم ممکن باشد داخل تحت قدرت الٰہیہ پس این دلیل نزد ایشان مقلوب است
بر معترض **ثانی** آنکہ بر تقدیر تسلیم مقدمہ مشہورہ نیز دلیل مذکور مدفوع ست باینکہ صادر اول حقیقۃ نزد محققین صفتے آ

از صفات الهیه یا اسمی ست از اسماء الهیه پس موازی آن در سلسله رجوع بصفات عودیه یا اسمی از اسماء عودیه
وسلسلهٔ مجعولات بعد سلسلهٔ اسماء ست پس مرتبهٔ مجعول اول بعد مرتبهٔ خاتم الاسماء ست که از آن بلفظ مرید یا رحمن تعبیر
میکنند و آن مسبوق است بصدور کثیره پس بلا ریب بهٔ تعدد مجعولات در غیر مرتبه ممکن باشد و مرتبهٔ خاتم الانبیاء موازی
مخلوق اول ست نه صادر اول چنانکه روایت اول ما خلق الله نوری بر آن دلالت میدارد پس تعدد در ان مرتبه
ممکن باشد و اما موازی صادر اول پس تجلی حضرت حق ست در جنت که آنرا هر مومن بمقام خود خواهد دید لا تضامون فی
رویته شان او ست و تعدد تجلیات اگر در آن مرتبه ممکن نباشد هیچ مضرتے بحسب رساله نمیرسد بالجمله قطع نظر از تحقیق مذکور
پس انتفاء تعدد لا بد ست که مراد از واحد در قضیهٔ مشهوره واحد من جمیع الاعتبار باشد یعنی نه کثرت حقیقیه داشته باشد و نه
کثرت اعتباری و ظاهر ست که مبداء اول به نسبت مجعول اول باجماع جمیع اهل سنت و جماعت بل باجماع جمیع مسلمین
بل جمیع ملیین واحد کذائی ست زیرا که صدور مجعول اول از مبداء اعلی نزد ایشان بر سبیل اختیار ست نه بر سبیل ایجاب
و صدور اختیاری مسبوق است بتحقق ارادهٔ مبداء و آن موقوف ست بر تحقق قدرت و آن موقوف ست بر تحقق علم
و آن موقوف ست بر تحقق حیات پس لا بد فاعل باختیار متقدم ست بر معلول خود مع صفات اربعه مذکوره پس لا بد در
مرتبهٔ اولی از سلسلهٔ مجعولات تعدد صدور کثیره ممکن باشد و ثالث اینکه بر تقدیر تسلیم عدم تعدد در مرتبهٔ اولی از سلسلهٔ
کائنات میگوئیم که معلول اول باجماع جمهور ملیین حادث ست و مبداء اعلی مع جمیع صفات خود که از انجمله قدرت ست قدیم
پس پیش از وجود معلول اول مبداء اعلی قادر بود که سلسلهٔ کائنات غیر این سلسلهٔ موجوده ایجاد میکرد و دران سلسله
هم یکے صادر اول میباشد و یکے خاتم الانبیاء موازی آن و پیشتر ازین سلسله بر سلسلهٔ دیگر قادر بود الی غیر النهایه
و همچنین در جانب ابد قادر ست بر اینکه این سلسلهٔ موجوده را برهم کند و عالمی دیگر بر پا نماید و در آن هم صادر اول ایجاد
کند و خاتم الانبیاء موازی آن قایم کرده آید اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ
مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۝ و نیز قادر ست بر اینکه بعد دخول اهل جنت در جنت و بعد دخول اهل نار در نار عالمی دیگر مثل
این عالم بر پا کند و در آن صادر اول و خاتم الانبیاء موجود آید قال الله تعالی وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ عَلٰۤی
اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَکُمْ وَنُنْشِئَکُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قوله و بوجه آخر گوئیم اقول این وجه ثانی ست برای بیان صغری
قیاس اول حاصلش آنکه وجود مثل مذکور مستلزم کذب نص ست و هو قوله تعالی مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ
وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ و کذب نص محال پس وجود مثل مذکور مستلزم محال باشد اذا خود ممتنع ست پس وجود
مثل مذکور ممتنع ست و هو المطلوب مخفی نماند که این دلیل مدفوع ست بچند وجه اول بطریق نقض بآیات کثیره که سه چهار
از آن در همین مقام تلاوه کرده میشود مثلا گفته میشود که اجتماع همه اشخاص بر یک ملت مستلزم کذب نص ست و هو قوله تعالی
وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ وَلِذٰلِکَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ کَلِمَةُ رَبِّکَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ پس انهم ممتنع شد

بنی آدم مستلزم کذب نص ست وهو قوله إنّ الذين حقت عليهم كلمة ربك لا يؤمنون ولو جاءتهم
كل آية پس ممتنع باشد وغیر داخل در قدرت الهیه حالانکه وارد شده ولو شاء الله لآمن من في الأرض كلهم جميعا
ونیز گفته شود که ترک الشرک از همه مردمان مستلزم کذب نص ست وهو قوله تعالى وما يؤمن أكثرهم بالله إلا وهم مشركون
حالانکه وارد شده ولو شاء الله ما أشركوا ونیز گفته شود که عداوت انبیا سوی امت کفار مستلزم کذب نص ست وهو قوله
تعالى حكاية عن ابراهيم عليه السلام وبدا بيننا وبينكم العداوة والبغضاء أبدا حتى تؤمنوا بالله وحده وحكاية عن شعيب عليه السلام
ونیز گفته شود که سلب نبوت از نبی آخر الزمان مستلزم کذب نص ست وهو قوله تعالى وهو الذي أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره
على الدين كله مع انه وارد ولئن شئنا لنذهبن بالذي أوحينا إليك ثم لا تجد لك به علينا وكيلا بالجمله هرگاه که مراد ولت كلام الله دانسته باشند يقين
خواهد دانست که دلیل مذکور بآیات کثیره منقوض ست که شمار آیات مشتمله بر بیان تعلق قدرت الهیه بجانب مقابل آنچه
داخل وعده الهیه گشته بحدیست که تعداد آن خیلی متعذر بلکه اگر نیک تامل کرده شود واضح گردد که نفس وجود قدرت الهیه
نقض دلیل مذکور میکند زیرا که قدرت بضرورة بجانبین مقدور متعلق می گردد و هر چیزیکه موجود ست عدم او مستلزم
کذب است در علم ازلی وهر چیزیکه معدوم ست وجود او مستلزم کذب مذکور ست وکذب علم ازلی مثل کذب نص ست
ومستحالیست پس لابد عدم هر موجود ووجود هر معدوم خارج از قدرت باشد پس وجود هر موجود وعدم هر معدوم هم خارج از قدرت
مذکوره باشد پس قدرت اصلا متحقق نباشد هذا خلف وثانی بطریق حل بیانش آنکه مراد از لفظ ممتنع در قول معترض
هر چه مستلزم محال ست او خود ممتنع ست یا ممتنع بالذات ست یا ممتنع بالغیر بر تقدیر اول مقدمه مذکوره ممنوع است بل
منقوض چه عدم عقل اول مستلزم محال ست یعنی عدم واجب حالانکه عدم عقل ممتنع بالذات نیست والا عقل اول
واجب لذاته باشد بلکه عدم هر ممکن موجود مستلزم محال ست یعنی کذب علم ازلی حالانکه عدم ممکن ممتنع بالذات
نیست والا ممکن موجود واجب لذاته باشد هذا خلف وبر تقدیر ثانی تقریب غیر تام ست زیرا که برین تقدیر همین قدر
ثابت خواهد شد که وجود مثل مذکور ممتنع بالغیر ست وامتناع بالغیر منافی صحت تعلق قدرت نیست وثالث
بطریق معارضه بدلایل عقلیه ونقلیه که در صدر کلام مذکور گردیده وتوضیح مقام آنکه وقوع چیزی که مخالف خبر باشد
مستلزم کذب آن خبر ست نه امکان وقوع آن ومناط صحت تعلق قدرت امکان مقدور ست نه وقوع آن مثلا زید
با عمرو گفت که ترا نخواهم زد پس ضرب عمرو از زید بالفعل صادر گردد البته مستلزم کذب او خواهد شد واما امکان صدور
ضرب از زید پس اصلا مستلزم کذب او نیست والا لازم آید که زید بصدق وقتی متصف شود که مفلوج الاعضا گردد
حتی که امکان صدور ضرب ازو باقی نماند پس تامل باید کرد که آیا مدح زید در صدق کلام ومدح عمرو در وجاهت از نزد
زید باین وجه متحقق میگردد که هر چند زید قدرت بر ضرب عمرو میدارد اما بنا بر پاس صدق کلام خود ورعایت وجاهت

عمرو را ممیز نبود یا باین وجه متحقق میگردد که زید مفلوج الاعضا گردیده پس اگر عارضه فالج عمرو را هم زید پس
وجه ثانی ایا هیچ مدح زید با عمرو مفهوم می گردد سبحان الله این مضمون با وجود بداهت خود در نظر عقلاء زمانه چگونه از قبیل
نظریات گشته پس اگر مقصود معترض اینست که وقوع مثل مذکور بالفعل مستلزم کذب نص است پس آن مسلم است
و کسی دعوی وقوع مثل مذکور بالفعل نکرده و اگر مقصودش اینست که امکان وقوع مثل مذکور مستلزم کذب نصی است
از نصوص قرآنیه پس آن نص را تلاوه باید کرد تا واضح گردد که کدام نص مبنی بر نفی امکان وجود مثل مذکور دلالت میکند
و اگر مقصودش اینست که امکان وجود مثل مذکور مستلزم امکان کذب نص است و امکان کذب نص هم محال پس ملازمت
ممنوع است زیرا که عدم وجود مثل مذکور معلول صدق نص مذکور است پس تحقق عدم مذکور البته مستلزم تحقق امکان
صدق نص مذکور است و زوال عدم مذکور بالفعل مستلزم کذب نص مذکور است و اما امکان زوال عدم مثل مذکور
پس مستلزم امکان زوال صدق نص مذکور نیست یعنی امکان وجود مثل مذکور مستلزم امکان کذب نص مسطور نیست
چه امکان زوال معلول مستلزم امکان زوال علت نیست و الا لازم آید که امکان زوال عقل اول مستلزم امکان
زوال واجب باشد پس امکان زوال عقل اول ممتنع باشد پس عقل اول واجب لذاته باشد حاصلش آنکه تلازم درمیان
علت و معلول در فعلیت وجود و عدم است نه در امکان ذاتی و الا لازم آید که واجب لذاته ممکن لذاته گردد چه معلولات
او همه ممکنات اند **قوله** چه از وقوع ممکن محال ناشی نمی گردد الخ **اقول** اگر مقصود ازین کلام اینست که از وقوع ممکن
بالنظر الی ذاته محال ناشی نمی گردد پس این مقدمه مسلم است لیکن مقدمه ثانیه یعنی از وجود مثل مذکور محال ناشی می گردد
ممنوع زیرا که از وجود مثل مذکور بالنظر الی ذاته هیچ محال ناشی نیست بلکه بالنظر الی بعض المذکور است و اگر مقصود
اینست که از وقوع ممکن هیچ گونه محال ناشی نمی گردد لا بالنظر الی ذاته و لا بالنظر الی الامور الخارجیه پس این مقدمه ممنوع است
چه برین تقدیر لازم می آید که وجود هر معدوم و عدم هر موجود محال باشد زیرا که مستلزم محال است یعنی کذب علم ازلی
قوله که دلالت صریح بر امتناع وجود مثل مذکور می دارد **اقول** نص مذکور دلالت صریح بر عدم وقوع مثل مذکور میدارد
نه بر امتناع ذاتی او **قوله** و ما هو الا تجویز الکذب علی الله تعالی **اقول** آری قول بوقوع مثل مذکور تجویز کذب مسطور است
معاذ الله من ذلک و اما قول بامکان مثل مذکور پس مستلزم امکان کذب مسطور نیست کما ذکرنا سابقاً علاوه برین آنکه
قول بامکان مثل مذکور باین وجه هم میتواند شد که اصلا اختیار عدم وقوع او از اصل واقع نمیشد و عدم اختیار بعدم
وقوع مثل مذکور بل بعدم اختیار بقرآن مجید راساً از اصل ممکن نیست داخل تحت قدرت الهیه کما قال الله تعالی عز و جل
قل لو شاء الله ما تلوته علیکم و لا ادریکم به و نیز بعد اختیار ممکن است که ایشان را فراموش گردانیده شود پس قول بامکان
وجود مثل اصلا منجر بتکذیب نصی از نصوص نگردد و سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن است داخل تحت قدرت
الهیه کما قال الله تعالی و لئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک به علینا وکیلا **قوله** و هو محال لا

نقص و النقص علیه تعالی محال **اقول** اگر مراد از محال ممتنع لذاته است که تحت قدرت الهیه داخل نیست پس لا نسلم که کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چه عقد قضیه غیر مطابقه للواقع و القای آن بر ملائکه و انبیا خارج از قدرت الهیه نیست والا لازم آید که قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد چه عقد قضیه غیر مطابقه للواقع و القای آن بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است به کذب مذکور آری منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر است و لهذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانه میشمارند و او را جل شانه بآن مدح میکنند بخلاف اخرس و جماد که ایشان را کسی بعدم کذب مدح نمیکند و پر ظاهر است که صفت کمال همین است که شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب میدارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضی حکمت بتنزه از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید همان شخص ممدوح میگردد بسبب عیب کذب و اتصاف به کمال صدق بخلاف کسی که لسان او ماؤف شده باشد و تکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد یا قوة متفکره او فاسد شده باشد که عقد قضیه غیر مطابقه للواقع نمی تواند کرد یا شخصی که هرگاه کلام صادق میگوید کلام مذکور از او صادر می گردد و هرگاه که اراده تکلم بکلام کاذب می نماید آواز او بند می گردد یا زبان او ماؤف می شود یا کسی دیگر دهن او را بند می نماید یا حلقوم او را خفه میکند و یا کسی که چند قضایا صادقه را یاد گرفته است و صلاحیت ترکیب قضایای دیگر قدرة نمی دارد و بنا بر آن کلام کاذب از و صادر نمیگردد این اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مدح نیستند بالجمله عدم تکلم بکلام کاذب تنزها عن عیب الکذب و تنزها عن التلوث به از صفات مدح است و بنا بر عجز از تکلم بکلام کاذب هیچ گونه از صفات مدایح نیست یا مدح آن بپایه او دون است از مدح اول **قوله** واما کبری دلیل الخ **اقول** این دلیل کبری قیاس اول است یعنے هرچند ممتنع است داخل تحت قدرة الهیه نیست مخفی نماند که اگر مراد از لفظ ممتنع درین مقام ممتنع ذاتی است پس این مقدمه مسلم است اما مفید نیست زیرا که وجود مثل مذکور ممتنع ذاتی نیست تا در کلیه کبری مندرج گردد و اگر مراد ممتنع بالغیر است پس مقدمه مذکوره ممنوع و آنچه درین مقام ذکر کرده غیر تام التقریب است چه حاصلش همین است که از عموم لفظ کریمه ان الله علی کل شیء قدیر واجب بالذات و ممتنع بالذات خارج است و این کلام درین مقام هیچ مفید نیست بلکه مفید وقتی میشود که مطلق ممتنع از عموم کریمه مسطور خارج گردد و هو لم یثبت بعد بلکه میگوییم که هرگز مطلق ممتنع از عموم کریمه خارج نیست چه اگر مطلق ممتنع خارج مے شد پس مطلق واجب نیز خارج می شد چه واجب لذاته بالاتفاق خارج است و خروج ممتنع بالغیر مستلزم خروج واجب بالغیر است چنانچه مفصلا مذکور شد پس هیچ شیئ قابل تعلق قدرت نماند پس تخصیص کریمه منجر بابطال او گردید و هو باطل بالاتفاق **قوله** و این عبارت صریح دال است بر اینکه معتزله نیز بر عدم قدرة واجب بر ممتنع قائل اند **اقول** لیکن حقیقة از اهل سنت و جماعت باشد یعنے محض اتباع سنت مطمح همت خود ساخته موافقت و مخالفت معتزله را بجوی نمی ارزد آری اهل بدعت بحکم البدعة ملة واحدة موافقت معتزله را از امور عظیمه میشمارند **قوله** پس ثابت شد که وجود نظیر از ممتنعات است **اقول** هرگز این ثابت نشده اگر مراد از ممتنعات ممتنع بالذات است یا ثبوت او هیچ مفید نیست

که درین مقام صادر گردیده که هر مؤمن و هر ملحد و موحد و مشرک را از شنیدن این کلمهٔ قبیحهٔ شنیعه موی بر تن می خیزد و بای تواں آن رحمة للعالمین را شاید حق جل و علا بر هم این قایل پیدا کرده باشد این کلام بدان ماند که یهود با وجود اعتقاد اینکه توریة مقدسه از حق جل و علا انزال فرموده میگفتند که بر انزال مثل توریة قادر نیست پس در جواب این قائلین هم بیان آیة ملاوه باید کرد که حق تعالی در مقابله آن معاندین فرموده ما قدروا الله حق قدره اذ قالوا ما انزل الله علی بشر من شیء قل من انزل الکتاب الذی جاء به موسی نورا و هدی پس مؤمن موحد را باید که بشنیدن امثال این کلمات شنیعه بهزار زبان این آیة ملاوة نماید کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا و آیة قل الله ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون بصر بصیرت خود سازد

قوله غایة ما یقال **اقول** تفصیل این دلیل در صدر کلام مذکور گردید **قوله** مخفی نیست که این جواب منافی مقصود مانعی نتواند شد انتهی حاصلش آنکه کبری دلیل مجیب یعنی هر ممکن ذاتی داخل است تحت قدرة الٰهیه مخصص است پس کلیه آن ممنوع باشد بیان تخصیص آنکه هر ممکن ذاتی که عدم وقوع آن بنص قرآنی ثابت شده باشد داخل تحت قدرة الٰهیه نیست پس گویا که درین مقام معترض دلیلی دیگر بر اثبات دعوی خود استنباط نموده حاصلش آنکه وجود مثل مذکور ممکن ذاتی است که عدم وقوع آن بنص قرآنی ثابت شده و هر ممکن که چنین باشد داخل تحت قدرة الٰهیه نیست پس وجود مثل مذکور داخل تحت قدرت الٰهیه نیست و هو المطلوب **اقول** کبری این قیاس ظاهرة البطلان است نقلاً و عقلاً اما نقلا پس آیات کثیره که مشتمل است بر بیان عموم قدرة الٰهیه چیزی را که بعدم وقوع آن در نص قرآنی خبر داده شد بارها از آن در صدر کلام مذکور گردید و اما عقلا پس میگوییم اولا اینکه باعث تخصیص قضیه کلیه فقط لزوم تکذیب نص قرآنی است یا لزوم مطلق تنقیص بجناب حضرت حق جل و علا یا لزوم مطلق محال بر تقدیر اول ترجیح بلا مرجح و تخصیص بلا مخصص لازم می آید چه تکذیب نص هم بهمین جهت ممنوع است که آن وجهی است از وجوه تنقیص پس بکدام سبب لزوم تکذیب باعث تخصیص گردد و لزوم سایر وجوه تنقیص باعث تخصیص نگردد و بر تقدیر ثانی این امکان مذکور هم لازم می آید چه لزوم تنقیص هم بهمین جهت باعث تخصیص گردیده که نسبت نقصان بآنجناب محال است پس بکدام وجه لزوم تنقیص و لزوم سایر محالات باعث تخصیص نگردد علاوه بر اینکه وقوع عدم هر موجود و وقوع وجود هر معدوم مستلزم تکذیب علم الٰهی مثل تکذیب نص قرآنی است پس قدرة سابقاً منتفی گردد و اما بر تقدیر ثالث پس انتفای اصل قدرة لازم می آید چنانچه سابق مفصلا محرر گردید و ثانیاً آنکه سابق مذکور گردید که مناط صحت تعلق قدرة امکان ذاتی است پس چنانکه احتیاج الی العلة در وجود از لوازم امکان ذاتی است که هرگز انفکاک آن متصور نیست همچنین صحت تعلق قدرة الٰهیه هم از لوازم امکان ذاتی است که هرگز انفکاک آن متصور از و نیست بلکه اگر نیک تامل کرده شود واضح گردد که وقتی که علة را قادر فرض کنیم پس احتیاج الی العلة عین صحت تعلق قدرة گردد پس گویا که قول مخرج بعضی ممکنات از قدرة الٰهیه راجع میگردد

بالجمله آن ممکن محتاج الی العلة نیست پس یا ممتنع بالذات باشد یا واجب بالذات و آن مستلزم انقلاب امکان ذاتی است
پس حاصل قول مذکور چنین شد که محض ممکن بالذات بسبب موانع خارجیه ممتنع بالذات می گردد کما هو ظاهر **قوله** تعلق قدرت
بوقوع آن تعلق اراده که عبارت از تخصیص احد المقدورین بالوقوع است و تعلق خلق الی آخره **اقول** تعلق اراده و تعلق
خلق بممتنع بالغیر مثل تعلق آن به ممتنع بالذات است در عدم وقوع و اما تعلق قدرة بممکن بالذات مثل تعلق قدرة
بممتنع بالذات هرگز نمی تواند شد زیرا که مقتضای تعلق اراده و تعلق وقوع مراد و مخلوق بالفعل است و در عدم وقوع
ممتنع بالذات و ممتنع بالغیر متساوی اند و مقتضای صحت تعلق قدرت امکان ذاتی است و در امکان ذاتی ممتنع بالذات
و ممتنع بالغیر متساوی نمی تواند شد **قوله** وقوع آن همچو وقوع ممتنع بالذات غیر مقدور است **اقول** اینقدر مسلم نیست
آری وقوع آن همچو وقوع ممتنع بالذات غیر واقع و هر غیر واقع غیر مقدور نیست این کلام بدان ماند که شخصی بگوید که
صدور کلام کاذب از انبیاء همچو صدور کلام کاذب از جمادات غیر مقدور است و این امر بدیهی البطلان است بلکه باین
وجه باید گفت که صدور کلام کاذب از انبیاء همچو صدور کلام کاذب از جمادات غیر واقع است **قوله** ولو فرضنا که
امتناع بالغیر هم منافی تعلق قدرة بممکن نیست الخ این وجه ثانی است از وجوه اشکال بر صاحب رساله حاصلش
آنکه اگرچه دعوی او که صحت تعلق قدرة الٰهیه است بوجود مثل مذکور در نفس الامر صحیح باشد لیکن اظهار دعوی مذکوره
اسارة ادب است بجناب سید المرسلین و دلیر کردن عوام است بر اسارة ادب به نسبت آنجناب و آن از قبیل اضلال
است خلاصه اش اینکه اظهار این دعوی اگرچه مطابق واقع باشد شرعاً ممنوع است زیرا که اظهار آن مستلزم اسارة
ادب و اضلال عوام است و هر چه چنین باشد آن شرعاً ممنوع است **اقول** این وجه مدفوع است اولا
بطریق نقض بآیات قرآنی بیانش آنکه قول بامکان وجود مثل شخصی در مناقب و کمالات مستلزم اسارة ادب به نسبت
آن شخص به همین وجه است که قول مذکور مستلزم تنقیص او است و پر ظاهر است که نقصانیکه بسبب وجود نظیر آن شخص بآن
شخص عاید می گردد بسیار ادون است از نقصانیکه بسبب فقدان نفس کمال باو عاید میگردد پس نسبت فقدان
نفس کمال بآنجناب بمراتب اقبح است در اسارة ادب به نسبت وجود نظیر حالانکه در کریمه ولئن شئنا لنذهبن بالذی
اوحینا الیک ثم لا تجد لک به علینا وکیلا و کریمه فان یشاء الله یختم علی قلبک و کریمه قل لو شاء الله ما تلوته علیکم ولا ادراکم
سلب نفس کمال رسالت آنجناب داخل قدرة الٰهیه فرموده اند پس گویا ترکیب دلیل نقض باین وجه باشد که اظهار
دخول سلب کمال رسالت آنجناب تحت قدرة الٰهیه اسارة ادب است به نسبت آنجناب و اضلال عوام و هر چه
چنین باشد پس آن شرعاً ممنوع است پس تلاوة آیات مذکوره و بیان معانی آن شرعاً ممنوع باشد و نیز اظهار مماثلت
آنجناب با اراذل ناس مثل کفار و فساق در بشریت بمراتب اقبح است از امکان وجود نظیر چه پر ظاهر است که قول بوجود نظیر

میکنند چندان اسارت ادب بنسبت ایشان میکنند نیست وقول بابیکه میکنند مثل احاد رعایای خود هست نهایت اسارت
ادب هست بنسبت او پس ترکیب دلیل باین طریق کرده شود که اظهار مماثلت آنجناب باحاد رعیتی بنی آدم اسارة ادب است
باآنجناب وضلال عوام است پس شرعاً ممنوع باشد حالانکه در کلمه قل انما انا بشر مثلکم در مواضع متعدده از قرآن مجید
واقع گردیده پس تلاوة آیات مشتمل برآن کلمه وبیان معانی آن شرعاً ممنوع باشد وثانیاً بطریق حل بایش آنکه وزیر را
نوکر بادشاه گفتن وپدر را پسر جد گفتن واوستاد را شاگرد اوستاد گفتن هیچ گونه اسارة ادب نیست آری وزیر را نوکر
مثل او گفتن یا پدر را پسر عم خود گفتن یا اوستاد را شاگرد هم سبق او گفتن اسارة ادب هست پس اظهار دخول نظیر آنجناب
در تحت قدرة الهیه لانسلم که اسارت ادب بنسبت آنجناب وضلال عوام باشد زیرا که اظهار مذکور مستلزم تنقیص آنجناب است
بنسبت بحضرت حق جل وعلا چه شریک الباری ممتنع بالذات است وشریک آنجناب ممتنع بالغیر وتنقیص آنجناب بنسبت
حضرت حق اصلا اسارة ادب باآنجناب وضلال عوام نیست بلکه اظهار عبودیت آنجناب است که از اهم مقاصد دین است
چنانکه سلب نفس کمال نبوت ولوازم آن از نزول وحی وعصمت وانقطاع آن بوفات جناب سید المرسلین علیه الصلوة
والسلام از اولیای کرام علیهم الرضوان هرگز تنقیص شان ایشان نیست پس اظهار احتمال وجود اولیای در هر زمان هرگز اسارة
ادب شان اولیای سابقین نیست همچنین سلب الوهیت ولوازم آن از وجوب وقدم واحاطهٔ علم وعموم قدرت وامتناع
شریک وامثال آن از آن جناب هرگز تنقیص آنجناب نیست واظهار شمول قدرة الهیه امثال آنجناب را بیان فرق است
درمیان منصب الوهیت ومنصب نبوت چنانچه اظهار احتمال وجود اولیای وبزرگان هرگز تنقیص اولیا نیست بلکه بیان
فرق است درمیان منصب ولایت ومنصب نبوة بالجمله فهم این معنی از عبارت مرقومة الصدر منقوله از رساله تقویت الایمان
مع سابق ولاحق آن بر بدیهی است که بر هیچ سامع پوشیده نمی تواند شد **قوله** مگر هرگز حامیان این معنی که مستفاد در رساله تقویة الایمان
است نخواهند فهمید **اقول** فهمیدن معنی مذکور از عبارة رساله مسطوره چندان بعید از عرف نیست چه اکثر اهل عرف در مقام
بیان کمال قدرة سلاطین وامراء بر زبان بعض امکان ذاتی مقدور واستطاعت فاعل را ملاحظه کرده اظهار قدرة صحت
تعلق ایشان ببعضی اشیاء باوجود علم بموانع وقوع آن می کنند در مقام بیان کمال قدرة سلاطین میگویند که فلان
بادشاه اگر خواهد همه وزرا وامراء خود را در یک ساعت بقتل برساند یا میگویند فلان بلدان وقرے را اگر خواهد در یک روز ویران
نماید یا میگویند که اگر خواهد در یک لمحه فقیری مفلس را وزیر عالی مقدار گرداند حالانکه میدانند که بادشاه مذکور عادل حکیم است
وعدالت او مانع از قتل ونهیب است وحکمت او مانع از تفویض منصب وزارة بهر کس وناکس می باشد بلکه مقصود ایشان
از کلام مذکور مجرد اظهار کمال قدرة او می باشد واگر باوجود شیوع امثال این عبارت در مجاری محاورات باز
از عبارة رساله مسطوره معنی غیر مقصود فهمند قصور صاحب رساله چیست دوقتیکه حضرت حق جل وعلی در شان کلام پاک
خود میفرماید یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا تا بکلام دیگرے چه رسد **قوله** در ینصورت اگر هر کس از افراد عامه فهمایش داده

اقول آری اگر اظهار بودن کلمهٔ طیبه از قبیل اخبار نه از قبیل انشاء غرضی متعلق گردد مثل آنکه خلاف درمیان
عوام واقع شود که کلمهٔ طیبه مذکوره قابل نسخ ست یا نه پس درین صورت اظهار آنکه کلمهٔ مذکوره از قبیل اخبار ست نه انشاء تا احتمال
نسخ سنے دارد و اثبات خبریت او بدون بیان آنکه کلمهٔ مذکوره بالنظر الی ذاتها احتمال صدق و کذب میدارد متصور
نیست پس لابد خواهش کلمهٔ مذکوره بالنظر الی ذاتها احتمال صدق و کذب میدارد کرده خواهد شد و درینمقام غرضی با ظهار
امکان ذاتی مثل مذکور متعلق گردیده و آن بیان فرق ست درمیان مرتبهٔ الوهیت و منصب ختم نبوت که باوجود تفرد صاحب آن منصب
مثل تفرد صاحب مرتبهٔ الوهیت نیست که مشارکت در مرتبهٔ الوهیت ممتنع بالذات ست و در منصب ختم نبوت بالغیر **قوله** و منکران
نبوت را هم بسماعت آن موی بر تن میخیزد **اقول** منکران نبوة دو قسم اند یکی مفرطین که منکران کمال آنجناب اند پس از شنیدن
امکان وجود مثل آنجناب فرقهٔ اولی را موی بر تن میخیزد مثل موحدان از شنیدن نسبت عجز بجناب حضرت حق جل و علا موی بر تن میخیزد
نه فرقهٔ ثانیه را زیرا که ایشان همه افراد بنے آدم معاذ الله مماثل آنجناب میدانند پس ایشان بوقوع امثال کثیره قائل اند
فضلا عن امکان وجود المثل پس ظاهر لفظ هم در عبارهٔ معترض بطریق سهو واقع شده و مقصود این نیست که منکران نبوة
یعنے مدعیان الوهیت آنجناب را بسماعت آن موی بر تن میخیزد **قوله** مثالی برای بیان معانی قدرة شامله عامه الخ
اقول این بیان وجه ثالث ست از وجوه اشکال بر صاحب رسالهٔ تقویة الایمان حاصلش اینکه ذکر شمول قدرة
الٰهیه وجود مثل مذکور را بالخصوص لغو ست زیرا که مقصود از آن بیان عموم قدرة الٰهیه و آن حاصل نمیشود به بیان
شمول آن جمیع ممکنات را اجمالا پس ذکر خصوصیت لغو باشد و مخفے نیست که این وجه مدفوع ست اولا بنقض بآیات
قرآنی مثل قوله تعالیٰ ولو اشرکوا لحبط عنهم ما کانوا یعملون که ضمیر جمع راجع ست بسوی نوزده کبار از انبیاء و مرسلین و
قوله تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک و لتکونن من الخٰسرین و قوله تعالیٰ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین
ثم لقطعنا منه الوتین و مثل قوله ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیهم شیئا قلیلا اذا لاذقناک ضعف الحیٰوة وضعف الممات ثم لا تجد لک علینا نصیرا
قل فمن یملک من الله شیئا ان اراد ان یهلک المسیح ابن مریم و امه و من فی الارض جمیعا و قوله تعالیٰ و من یقل منهم انی اله من دونه فذٰلک نجزیه جهنم کذٰلک نجزی الظٰلمین
و ضمیر هم راجع ست بعباد مکرمون که مراد از آن ملائکه و انبیاء اند بقوله تعالیٰ و قالوا اتخذ الرحمٰن ولدا سبحٰنه بل عباد مکرمون و ظاهر ست که کفار نسبت
ولدیت یا بسوی ملائکه میکردند یا بسوی انبیاء پس بیان ترکیب دلیل نقض اینکه مقصود درین آیات بیان قبح شرک کذب
علی الله و مداهنة فی الدین و بیان عموم قدرة الٰهیه و قبح ادعای الوهیت ست بر سبیل عموم یعنے از هر که این امور قبیحه
واقع شود پس آن شخص ها خود خواهد شد یا هرچه حق جل و علا اراده آن میکند مزاحمت آنجز از هیچ کس متصور نیست
و آن معنے حاصل مے تواند شد باین عبارات مثلا لئن اشرک احد لیحبطن عمله و لیکونن من الخٰسرین و لو تقول علینا
احد الخ و لولا ان ثبتنا عبادنا لقد کادوا یرکنون الخ قل فمن یملک من الله شیئا ان اراد ان یهلک احدا ممن فی الارض
الخ و من یقل ممن هو من دون الله انی اله من دونه الخ لیکن با این امور شنیعه مثل شرک و جز آن علی جناب انبیاء و مرسلین عموما

ونیز بهمین دو امر شنیع افترا علی الله و مداهنت فی الدین بجناب مطهر مقدس سید الاولین والآخرین خصوصا بجناب حضرت ملائکه
و ملائکه و دعای او بهست و دخول در جهنم بلا آنکه مقربین و انبیا و مرسلین لغو بهست و حال آنکه نعوذ در کلام الهی محال ثانیا بعد زوال
بیانش آنکه در مقام بیان کمال قدرة قادر دو عبارت می تواند گفت اول آنکه شمول قدرة او را بر جمیع مقدورات او اجمالا
بیان کنند و ثانی آنکه شمول قدرة او را بر صعب ترین مقدورات او بیان کنند تا شمول قدرة او بر ما دون او بطریق اولی مفهوم
گردد مثلا در مقام بیان شجاعت زید این عبارت هم میتوان گفت که در مقابله هیچ کس پشت نمی دهد و این عبارت هم میتوان گفت
که بمقابله رستم هم پشت نمیدهد و در بیان سخاوت هم این عبارت می توان گفت که هرچه خواهند میدهد و این عبارت هم میتوان گفت
که اگر خواهد بیکمشت چند هزار اشرفی بدهد و در بیان مقام استغنا این عبارة هم میتوان گفت که هیچ لذتی از لذائذ دنیا بجوی نمیشمارد
و این عبارت هم میتوان گفت که تاج فریدون و تخت سکندر را بجوی نمیشمارد و عبارة ثانیه ابلغ است بنسبت عبارة اولی نزد
ارباب اذواق سلیمه و اشهر است در محاورات فصحاء و وجه اش آنکه از بسکه تخصیص در عمومات شایع است پس می توان گفت که
سامع عام مذکور را مخصوص دانسته فرد اکمل و اصعب را خارج شمارد یا ذهن او بسوی آن فرد اکمل انتقال ننماید بلکه در
افراد متعارفه محبوس ماند پس کمال قدرة آن قادر در ذهن او متصور نگردد بخلاف عبارة ثانیه که احتمال خروج افراد ناقصه
از شمول قدرة مذکوره میدارد و نه ذهول از فرد اکمل بلکه غایة کمال قدرة او از اول امر پیش روی بصر بصیرت او متصور میگردد
و بعد ازان انبساطی پیدا میکند تا همه افراد ناقصه را فرا میگیرد چنانچه اکثر آیات قرآنی بر همین اسلوب واقع است مثل قوله هو
الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن یتنزل الامر بینهن لتعلموا ان الله علی کل شیء قدیر و مثل آیات سابقه چون این مقدمه ممهد شد پس باید
دانست که مقصود صاحب رساله تقویة الایمان در این مقام بیان شمول قدرة الهیه است بر مقدورات و چنانکه اکمل کائنات و اشرف
مخلوقات و اصعب مجعولات باعتبار ایجاد بحسب ظاهر آن والا صفات جناب سید المرسلین است همچنین اکمل مفروضات
نظیر مفروض آنجناب است پس صاحب رساله شمول قدرة الهیه را بر جمیع مقدورات ممکنه بر اسلوب بلیغ بیان کرده پس عبارت
رساله مذکوره مشابه است بآنکه کسی بگوید که فلان معمار در باب عمارات بحدی حذاقت میدارد که مثل جامع شاهجهان آباد
تعمیر تواند کرد پس ازین عبارات هم حذاقت معمار مستفاد گردید و هم شرافت جامع شاهجهان آباد بر سایر مساجد در حسن التعمیر فتأمل
ولا تکن من المکابرین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین وصلی الله علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین

در ماه ذی حجه سنه ۱۲۴۰ هجری مقدسه مبیض شد فقط

بسم الله الرحمن الرحیم

باید دانست که ممتنع آنست که ممتنع باشد بالنظر الی ذاته مع قطع النظر عن امر خارج و ممکن نباشد وجود او اصلا فی ذاته لا بالنسبة
الی قدرة دون قدرة کالجمع بین الضدین مثل عدم زید و وجود زید در زمان واحد که قادر نیست بر جمیع آن احدی
و مختص نیست بقدرة دون قدرة و از قادر نبودن حق سبحانه تعالی بر آن عجز او سبحانه لازم نمی آید چرا که داخل مقدورات

ست کہ صلاحیتی برای وجود داشتہ باشد و ممتنع بالذات صالح برای وجود نیست پس نقصان بسبب عدم صلاحیت مقدور است لا بالنظر الی قدرۃ القادر کذا حققہ المحققون من المتکلمین و ہرگاہ دانستی معنی ممتنع بالذات کہ فی ذاتہ امکان وجود نداشتہ باشد لا بالنسبۃ الی قدرۃ دون قدرۃ و امتناع ناشی از ذات او باشد لا بالنظر الی امر خارج پس آنچہ ممتنع بود بالنظر الی قدرۃ العبد لا بالنظر الی قدرۃ اللہ تعالی مثل خلق جواہر یا ممتنع باشد بالنظر الی امر خارج مثل چیزے کہ دانست حق سبحانہ تعالی عدم وقوع آن یا خبر داد باین کہ واقع نخواہد شد ممتنع بالذات نیست بلکہ ممکن ست فی نفسہ و داخل است در تحت قدرۃ او سبحانہ و از دانستن یا خبر دادن او سبحانہ بعدم وقوع بیرون نخواہد شد ممکن از امکان و اخبار مثل علم ست

ولا یخرج الممکن عن الامکان بعلم اللہ تعالی ان ذلک الممکن واقع او لیس بواقع فان العلم مطابق للمعلوم او یخبر اللہ تعالی بانہ یقع او لا یقع فان الاخبار کالعلم فامکانہ اباہ فی علمہ و خبرہ تعالی بعدم وقوعہ ولا یقتضی علمہ و خبرہ تعالی بعدم وقوعہ ان یکون ممتنعا کذا فی الکشف و شرح التحریر و المسلم و شرح المواقف للاہری و سر در آن اینست کہ علم را در امکان و امتناع شی دخلی نیست زیرا کہ علم تابع معلوم است مطابق و موافق معلوم پس اگر باشد معلوم فی نفسہ ممکن پس علم متعلق خواہد شد بآن من حیث انہ ممکن و اگر باشد معلوم ممتنع غیر ممکن پس علم متعلق خواہد شد بآن من حیث انہ ممتنع ولا مدخل للعلم فی امکان الشی و امتناعہ لانہ تابع للمعلوم فان کان المعلوم فی نفسہ ممکنا فالعلم یتعلق بہ من حیث انہ ممکن و ان کان المعلوم ممتنعا غیر ممکن فالعلم یتعلق بہ من حیث انہ ممتنع کیف لا و الامکان لا یکون بالغیر لان الکلام فی الامکان بالذات و لیس العلم سببا لوجود المعلوم ولا لصیرورۃ شی بالعلم و بعدمہ ممکنا و ممتنعا و ہو بدیہی لا یمکن ان یشک فیہ کذا فی التقریر و حواشی شرح مختصر الاصول و فیہ و لا یلزم الکذب اذ لو وقع خلاف الخبر یلزم الکذب ولا نقول بوقوعہ بل بامکانہ و ہو لا یستلزم الوقوع انتہی و اگر متوہم شود کہ چیزی را کہ دانست اللہ تعالی عدم وقوع آن اگر ممکن باشد پس لازم می آید جہل او سبحانہ چہ ممکن آنست کہ ممکن باشد وقوع آن و آن غیر مطابق ست بعلمہ تعالی و ہمین ست معنی جہل و جہل بر او سبحانہ محالست پس امکان آن محال است گوئیم در دفع آن کہ علم حاکی ست از واقع و واقع عدم وقوع است پس او سبحانہ میداند ہمچنان فلا جہل چرا کہ جواز وجود موجب نیست مگر جواز فرض را نہ وقوع محقق فی شرح الشرح لان جواز الوجود انما یوجب جواز الفرض دون الوقوع انتہی بلکہ اخبار حق سبحانہ تعالی بعدم وقوع چیزی بیرون نمی کند آن را از حد قدرت عبد و بنابر آنست اجماع منعقد شد بر صحت تکلیف بما اخبر اللہ تعالی بانہ لا یقع کما فی المسلم فی الکشف و من خالفہ لا اعتداد لہ فانہ منکر للبدیہی من الشرع کیف و قد کلف اللہ تعالی ابا جہل بالایمان کما ہو ظاہر و متواتر مع انہ اخبر بانہ لا یؤمن و لیس کان مقدورا لابی جہل لو لا لم یکلف فان القدرۃ شرط التکلیف اتفاقا پس ہرگاہ ما علم اللہ تعالی بعدم وقوعہ او خبر بہ مقدور است جہل باشد پس ہیچ شی بیرون از حد قدرت الہی چگونہ میتواند شد پس ثابت شد ازین مقدمات کہ وجود مثل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ست و از اخبار او سبحانہ بعدم وقوع آن از حد امکان ذاتی بیرون نخواہد شد و ہر آنچہ ممکن ست داخل ست تحت قدرت او سبحانہ لان اللہ تعالی قادر علی الممکنات کلہا چنانکہ مجمع علیہ ملیین ست و بالجملہ چیزے کہ وجود مثل وجود نقیض او ممتنع الذات باشد شان وجوب بالذات ست و خاصۂ او ست

در زمان وجود فائض الجود حضرت افضل الاولین والآخرین یا بعد آن انبیا کثیرین مبعوث فرماید این آیة وافی هدایة است که
در سوره فرقان واقع شده — ولو شئنا لبعثنا فی کل قریة نذیرا فلا تطع الکافرین وجاهدهم به جهادا کبیرا قال
الامام فی التفسیر الکبیر فی شرح هذه الآیة هذا مبنی علی انه اخبر الله تعالی بعدمه وقوعه فهو مقدور له وممکن ولا یخرج الشیء
بما علم الله او اخبر بعدمه وقوعه عن حد الامکان فی تفسیر النیشاپوری فی شرح هذه الآیة انه سبحانه لما قرر سیرة
القوم من کفران النعمة وایذاء النبی صلی الله علیه وسلم اراد تهییج نبیه علی استمرار الدعوة وفی الآیة لطف ممزوج بنوع تأدیب
وارشاد وفحواه ولو شئنا لخففنا عنک اعباء نذارة جمیع القری وبعثنا فی کل قریة نبیا لکن خصصناک برسالة الثقلین
اجلالا وتعظیما فقابل هذا التفضیل بالتشدد بالدین ففی اول الآیة بیان کمال الاقتدار وانه لا حاجة به الی نبی محمدا
کان او غیره ولکن فی مفهوم لو دلالة علی انه لم یفعل ذلک بل خصه بهذا المنصب الشریف لکمال العنایة به وبامته
فعلیه ان یترک طاعة الکافرین فیما یریدون علیه مما یوافق اهواءهم وهذا النهی کقولک للمتحرک لا تتسکن لا کقولک
للساکن لا تسکن فانه صلی الله علیه وسلم لم یترک طاعة الله طرفة عین ثم بالغ فی النهی بان امر بضده
قائلا وجاهدهم به ای بالقرآن ای بترک طاعتهم او بسبب کونک نذیر القری کلها لانه لو بعث فی کل قریة
نذیرا لم یکن علی کل نذیر الا مجاهدة قریته وحین اقتصر علی نذیر واحد لکل القری وهو محمد صلی الله علیه وسلم
فلا جرم اجتمع علیه تلک المجاهدات کلها فکبر جهاده وعظم وصار جامعا لکل مجاهدة انتهی پس حاصل معنی
این آیة حسب تفسیر نیشاپوری اینست که اگر میخواستیم هر آئینه سبکدوش میکردیم ترا از بار نبوت واثقال رسالت جمیع بلاد و قری
و میفرستادیم در هر قریه یک نبی لیکن خاص کردیم ترا به نبوت عامه و رسالت جن و انس اجلالا و تعظیما و تکریما پس در مقابل این
تفضیل و مکرمت شکر و سپاس سبحان ادا کن از تشدد و تصلب در دین پس در اول آیة بیان کمال قدرت است و اظهار آنکه
احتیاج نیست او را بطرف نبی مخصوص ولکن در مفهوم لو دلالت است بر آنکه حق سبحانه تعالی چنین نکرد بلکه خاص
کرد او را باین منصب شریف بسبب کمال عنایت بر حال او و بر امت او پس واجب است بر وی که اتباع خواهش مخالفان
نکند و بجهد عظیم با ایشان پیش آید و چون معنی آیة اولی اینست که اگر میخواستیم هر آئینه مبعوث میکردیم انبیای
کثیرین در هر قریه در زمان بعثت تو که در صفت نذارت مشارک تو باشند پس دانسته شد از این که حق سبحانه تعالی قادر است
بر ایجاد انبیای کثیرین که در صفت نذارة و دیگر صفات هم مثل حضرت صلی الله علیه وسلم باشند خواه در زمان
بعثت حضرت شوند و خواه بعد آن زیرا که در تعلق قدرت کامله بشیئی ممکن و مقدور تخصیص بودن آن ممکن و مقدور بصفة
.. بصفة و بزمان دون زمان شرط نیست اجماعا و اگر نیک تأمل کنی صرف همین آیة کافی و بسند است برای اثبات هر دو جزو
... وجود نبی دیگر ممتنع بالذات نیست بلکه ممکن است و داخل تحت قدرت الهیه لیکن واقع نشده و نخواهد شد اجلالا و اکراما للنبی

صلی اللہ علیہ وسلم وخصاصا لہ بہذا المنصب الشریف یعنی رسالة الثقلین وختم النبوة وہمین ست معنی ممتنع بالغیر کہ امتناع
آن بالنظر الی امر خارج باشد ودرینجا امر خارج اخبار او سبحانہ ست بعدم وقوع آن و واضح تر انیکہ گوییم کہ این امتناع
قبل تشریع ست یا بعد تشریع وظاہر ست کہ قبل تشریع نیست کالجمع بین الضدین پس متعین شد کہ بعد تشریع ست
یعنی از جہت شرع ودلیل السمع وہمین ست معنی ممتنع بالغیر والامکان بالذات لاینافی الامتناع بالنظر الی شیء آخر
کما تقرر فی الاصول والکلام والحکمة فمن آمن بالله سبحانه وقدرته الکاملة وسطوته وعظمته وکبریائه ولازم ملکه وحکمه علم انه ممکن بوقوعه
ومن آمن یصدق ما اخبر الله تعالی به جلاله فی مرتبة شوو حبیبه خاتم النبیین جزم بعدم وقوع نبی بعده ؛؛
پس آنکس کہ ممتنع بالذات گفت وخارج از حد قدرت او سبحانہ انگاشت حقیقت الٰہیہ وقدرت کاملہ او را نشناخت بلکہ نیز
نزدیک اشاعرہ دون قدر سا اوست شان آن قادر ذو الجلال در قہر ولطف آنیست کہ گفت حسان عجم کہ اگر تیغ قہر
کشد نبی وولی سر درکشد ؛ واگر غمزہ لطف بجنباند بدان را بہ نیکان دررساند ؎ گر بمحشر خطاب قہر کند ؛ انبیا را
چہ جای معذرت ہست ؛ پردہ از روی لطف گو بردار ؛ کاشقیا را امید مغفرت ست قال الله تعالی ولله ما فی السموات وما فی الارض
یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء والله غفور رحیم فی تفسیر النیشاپوری ثم ذکر لوازم الملک والحکم فقال یغفر لمن یشاء بمحض فضله
وان کان من الابالسة والفراعنة ویعذب من یشاء بحکم الالٰہیة والقدرة وان کان من الملائکة المقربین والصدیقین وکل ذلک
یحسن منه شرعا وعقلا والا لم یحصل کمال الملک والحکم الا ان جانب الرحمة والمغفرة غالب ولهذا ختم الکلام بقوله والله غفور رحیم هذا قول
الاشاعرة انتهی فی الکفایة هذا مذهب الاشاعرة وکذا عندهم یجوز تخلید المؤمنین فی النار وتخلید الکافرین فی الجنة الا ان السمع ورد انه
لا یفعل قال الله تعالی ما یبدل القول لدی وان وعد الله حق وان الله لا یخلف المیعاد قال الامام وفعل العبد لا یوجب علی الله شیئا
البتة فلا الطاعة یوجب الثواب ولا المعصیة یوجب العقاب بل الکل من الله بحکم الالٰہیة وقدرته فصح ما ادعیناه انه لو شاء تعذیب جمیع المقربین
حسن منه ولو شاء رحم جمیع الفراعنة والابالسة حسن ذلک منه وهذا البرهان هو الذی
دل علیه ظاهر قوله یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء فان قیل الیس انه لا یغفر الکفار
ولا یعذب الملائکة والانبیاء قلنا مدلول الآیة انه لو اراد الفعل لا اعتراض
علیه وهذا القدر لا یقتضی ان یفعل وهذا الکلام فی غایة الظهور ثم ختم الکلام
بقوله والله غفور رحیم فالمقصود بیان انه وان حسن کل ذلک منه الا ان
جانب الرحمة والمغفرة غالب لا علی سبیل الوجوب
بل علی سبیل الفضل والاحسان انتهی وآنکس کہ بوقوع وفعلیت آن قایل شد تجویز کرد
وقوع کذب از حق سبحانہ تعالی وہو متعال عن ذلک قطعا زیرا کہ کذب نقص ست ونقص صادر نمیشود از حق سبحانہ تعالی
فی المسلم وشرحه للملا نظام الدین رحمه الله ان الکذب نقص لان ما ینافی الوجوب الذاتی کیفما کان وتعالی من الاستحالات العقلیة

عقلا اثبت الحکماء الذین هم غیر متشرعین بشریعة لاستحالة المذکورة فالکذب
مما لا یقتضیه الواجب فان الوجوب والکذب لا یجتمعان کما بین فی الکلام انتهی فی شرح المواقف
فاما امتناع الکذب علی الله تعالی عندنا فانه نقص والنقص علی الله تعالی محال اجماعا وتواتر
عن الانبیاء کونه تعالی صادقا کما تواتر عنهم کونه متکلما انتهی قال الله تعالی ومن
اصدق من الله قیلا و این علم یعنی علم بعدم وقوع قطعی و جزمیست و امکان ذاتی بمعنی تجویز عقلی منافی قطعیت آن نیست
فی شرح القسم الثانی لتهذیب الکلام ان الامکان الذاتی بمعنی التجویز العقلی لا ینافی حصول العلم القطعی الذی
حصل لنا بدلیل السمع انتهی چه هر انچه شارع بعدم وقوع آن خبر داد بالیقین میدانیم که واقع نخواهد شد و آنرا ممتنع اعتقاد
میکنیم و بامتناع شرعی آن قایل ایم گو امکان آن عقلی باشد و هر انچه بوقوع آن خبر داد ممکن است و واقع شدنی است
گو دلایل عقلیه بعد تمامیت آن بر استحاله این امور قایم شود چنانکه اکثر اصول معاد و حقیقة حشر و تفاصیل ما یتعلق بامور
الآخرة همچنین است مثل حشر اجساد و صراط و وزن و حوض که بالیقین این امور را از امور ممکنه میدانیم و خبر داد بوقوع
آن الصادق المصدوق و ناطق است بآن کتاب و سنت و همچنانست حال معراج بلکه بنای اکثر اعتقادیات بر دلایل
سمعیه است چنانکه عصمت انبیاء علیهم السلام در زمان نبوت از کبائر مطلقا و از صغائر عمدا که مستفاد است از سمع و اجماع
است و مغفرت از شرک که امتناع آن شرعی است نه عقلی نزدیک اشاعره قالوا انه یجوز عقلا الا ان السمع ورد انه
لا یفعل بالجمله هر انچه ممکن است عقلا پس من حیث الشرع از سه حال خالی نیست یا شارع حکم کرد بعدم امتناع آن پس
آن ممکن است عقلا و شرعا یا شارع حکم کرد بامتناع آن پس آن ممکن است عقلا و ممتنع است شرعا و مبحوث عنه در
شرعیات همین امکان شرعی و امتناع شرعی است و در علم فروع جاری در افعال عباد است و در اصول کلام جاریست
در ذوات نیز نزدیک ماتریدیه و یا شارع هیچ حکم نکرد در آن بامتناع یا عدم امتناع و ساکت است از آن پس ما را قطع نظر
از نیست مثل تحقیقات فلاسفه در اکثر از مباحث طبعی و ریاضی و الهی و بر مستبصران معانی کلام معجز نظام ملک علام
پوشیده نباشد که آیة ولو شئنا لبعثنا فی کل قریة نذیرا دال است بر کمال عظمت حضرت خاتم النبیین صلی الله
علیه وسلم چه در مفهوم لو دلالت است بر آنکه چنان نکردیم بنا بر آنکه صدق شرطیه مقتضی تحقق طرفین نیست نحو لئن
اشرکت لیحبطن عملک و همچنان قضایای شرطیه در کلام ملک علام و احادیث خیر الانام علیه الصلوة والسلام بسیار
واقع که حکم در آن بر فرض و تقدیر است چنانکه در حدیث قدسی است که روایت کرد آنرا مسلم یا عبادی لو ان اولکم و
آخرکم و انسکم و جنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم ما زاد ذلک فی ملکی شیئا و لو ان اولکم و آخرکم
و انسکم و جنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد منکم ما نقص ذلک من ملکی شیئا پس معنی آیت اینست که اگر بخواهیم مبعوث

بیکردیم در هر قریه پیغمبرے مے انداز مثل تو لیکن به فعلیت نیاوردن این امر ممکن مقدور از برای اجلال و اعظام و اختصاص
تو بهمنصب شریف یعنی ختم نبوت و رسالت است چه در وقوع آن منقصت شان تو بود پس شکر این نعمت عظمی
ادا کن و جاهدهم به جهادا کبیرا و مجاهده کن با مخالفان دین باین قرآن مجاهده عظیم پس ببین که با وجود اظهار قدرت کامله
خود چگونه لطف فرمود و تسلی داد حبیب خود را که شکستگے خاطر او بگردد از شکایام و خیال تدارک آن فرمود به لطف و عنایت و
اقتضاے کمال رحمت و شفقت و محبت است که در عین تادیب مراتب لطف و محبت مرعی شده و هرگاه مالک ملک
قادر ذو الجلال هنگام اظهار قدرت کامله خویش اینچنین مراتب اجلال و اکرام حبیب خود مرعی فرماید پس بر ما هم است
اولی و احری و الیق اینست که وقت بیان این نحو خاص قدرت او سبحانه اینطریقه حسنه را که ماخوذ از قرآن است نا مرعی
نگذارند تا از عهده اداے حق خداوند عالم و هم سرور بنی آدم فی الجمله بدر آیند که اختصاص نبی ما نبی الرحمة باین فضیلت و کرامت
خاص که خاتمیت است موجب هزاران هزار شرف و اعتبار و افتخار و مباهات بے شمار این امت بر دیگر امم است چرا که مخاطب
بخیر امة از آن شدیم که نبی ما خیر الانبیاء و افضل المرسلین است تمام شد کلام فیما یتعلق به المرام اکنون واجب است بیان
قول محقق در آنچه بعضے از ناظرین درین مقام تقریر کنند و آن اینست که بحث و خوض در امکان مثل آنحضرت صلی الله
علیه وسلم موجب منقصت شان نبوی و اساءت ادب است گو در قرآن مجید ازین امکان خبر داده چنانکه در تفسیر آیه
ولو شئنا لبعثنا في كل قرية نذيرا گذشت لیکن ما را نمے باید که در انخصوص کلام کنیم و در تفسیر نیشاپوری در تفسیر سوره طه آورده
قال المحققون الاولى ان لا يطلق لفظ العاصي والغاوي على آدم عليه السلام وان ورد في القرآن وعصى آدم ربه فغوى
لان السيد يجوز له ان يشتم عبده بما شاء وليس ذلك لغيره و شیخ عبد الحق محدث دهلوی در خاتمه مرج البحرین نوشته که ثانی از اعتقادات
اعتقاد درجات نبوت است و اعتقاد عصمت انبیاء علیهم السلام و تنزیه ساحت عز و کمال ایشان است از هر علم و عمل
و حال که نه لایق مرتبه کمال بود و اگر از جانب حق با ایشان خطابے و عتابے رود یا سخن بر وجه عزت و کبریا آید و یا از
ایشان بجناب کبریا سخن مطلق تواضع و اظهار بندگی و مسکنت رود ما را نشاید که در آن مشارکت جوئیم و سخن جز بطریق ادب
و ملاحظه علو شان و حفظ مرتبه ایشان گوئیم خواجه را میرسد که با بنده خود هرچه خواهد گوید و بنده نیز هرچه از عجز و مسکنت با
مالک خود گوید دیگرے را چه مجال است که دم زند و مجمل اعتقاد در حق سید کائنات صلی الله علیه وسلم آنست که هرچه جز مرتبه
الوهیت است از کمالات و کرامات اثبات کند کائنا ما کان ه دع ما ادعته النصارى في نبيهم + واحكم بما شئت مدحا
فيه واحتكم + وانسب الى ذاته ما شئت من شرف + وانسب الى قدره ما شئت من عظم ه مخوان او را خدا از بهر شرع و حفظ دین او دگر هر وصف که
میخواهی اندر مدحش املا کن + و در شرح فتوح الغیب در آخر مقاله شصت و پنجم گفته که موافق آیه یا داؤد انا اجبر هواک
الی آخر الآیه این آیه است که هم خطاب بداؤد علیه السلام است ولا تتبع الهوى فیضلک عن سبیل الله و اگرچه متابعت
نفس و هوے از انبیاء و رسل نیاید و لیکن مقصود زجر و منع است و تعریض است با ایشان یا آنکه حسنات الابرار سیئات المقربین

ایشان بدرگاه عزت تواضع وانکسار نماید ما را نشاید که دران دخل کنیم ودران شرکت جوئیم صاحبان را با نزدیکان درگاه ونزدیکان را با صاحبان خود نازی ونیازی ست دیگر انرا دران مجال گفتگو نیست وبعضے مردم که بعضے مواقع آیۃ انک لاتهدے من احببت نخواهند بدین ضعیف مستمند چندان گران آید که گویا گستاخی در حضرت رسول مقبول بروئے مبارک اوکرده باشد چرا انک لتهدے الے صراط مستقیم نخوانند نعوذ بالله من سوء الادب انتهے تول محقق اینست که فی الواقع علو مقام انبیاء همچنین ست که سخن جز بطریق ادب وملاحظه سمو شان وحفظ مراتب ایشان نگوئیم خصوصاً سید کائنات هادی طریق نجات علیه افضل الصلوات واکمل التحیات که در ینجا ادب فوق الامرست نه الامر فوق الادب چنانچه قول امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی الله عنه باوجود یافتے اجازت تامت از پیشگاه حضرت اقدس نبوی حیث قال لاینبغی لابن ابی قحافه ان یتقدم بین یدی رسول الله صلے الله علیه وسلم لیکن این مقام مقام عتاب وخطاب نیست سخن درما نحن فیه دربیان قدرت قادر علی الاطلاق ست وچیزے که امکان آن بدلایل عقلیه ونقلیه ثابت شد وهر ممکن مقدور او سبحانه ست پس نفے قدرت او بنسبت بآن کردن وقایل بعجز او سبحانه ازان شدن از کدام وادیست اسارت ادب فرود ینه پایه آن ست ورعایت حفظ ادب بفروض شان ربوبیت راهم سزاوارست یا نه شیخ عبد الحق محدث دهلوی چنانکه عتقاد ثانی را در خاتمه مرج البحرین بیان کرد اعتقاد اول رانیز شرح نموده حیث قال اعتقاد اول درجات ربوبیت ومجمل آن اعتقاد تنزیه ونفی تشبیه ست واثبات صفات بروجه کمال انتهے در ربوبیت وعبودیت را مقامی ست که بجز حضرت ما صلی الله علیه وسلم دیگرے کما حقه حقیقت آنرا نمے داند ملا عبد الحکیم سیالکوٹی در وجه اضافت عبد الی الله که در خطبه بیضاوی بدینعبارت واقع شده الحمد لله الذی نزل الفرقان علی عبده گفته اضافة العبد الی الله للتعظیم والتنبیه علی انه مختص به تعالی منقاد لحکمه وانما اختاره علی حبیبه ورسوله وغیر ذلک اشارة الی ان النبوة مجرد تفضل منه تعالی وان العبودیة اکمل المقامات والاحوال اذ جمیع ماسواه من ثمراتها قال السهروردی فی بعض رسائله انه خیر رسول الله صلعم لیلة الاسراء بین العبودیة والمحبوبیة فتفکر فی نفسه انه ما للتراب ورب الارباب انما الائق بحالی العبودیة فاختارها فقال الله تعالی یا محمد انک اخترت العبودیة ادبا فاصطفیتک بجمیع الکرامات الانسیة تفضلا فان فی العبودیة جمیعها ولذا قدم عبده علی رسوله فی کلمة الشهادة انتهی واز رعایت حفظ ادب ربوبیت ست که اطلاق لفظ خالق القردة والخنازیر علی الله تعالے نمے کنند ومنع اطلاق سخی علی الله تعالے مع انه جواد المطلق فی شرح المسلم لمولانا عبد العلی رح وجه انه ملکة بالاستقراء والملکة انما یتحقق فیه تعالی ولا یمکن لعدم وجود جهة الامکان فیه وقد یجاب بانه یجوز الاطلاق لغة وان لا یجوز شرعا لان الاسماء

توقیفیه ولا نرف نه فیه ولا یه یوهم النقص و بحلا برد العلامة المراد فیه للعلام الیضا وانجمیه یبتنیر

ہمچنین وجه عدم اطلاق لفظ عاصی و غاوی بر آدم علیه السلام است نوشته که سید والا و خطاوند را میرسد که در حق بنده خود هر چه خواهد بگوید دیگری را نمیرسد و سزاوار نیست در بیان مقام وجه دیگر هم نوشته حیث قال ولا یطلق لفظ العاصی والغاوی علی آدم علیه السلام لانه لم یصدر منه الزلة الا مرة واحدة وصیغة اسم الفاعل تنبئ عن المزاولة ولا المسلم اذا تاب عن الشرب والزنا وحسنت توبته لا یقال له شارب و زان انتهی و مؤید آنست آنچه در اصول مقرر شده که اطلاق مشتق مثل ضارب برای مباشر ضرب فی الحال حقیقة است اتفاقاً و آنانکه قائل اند که در ماضی حقیقة است مطلقاً گویند که اطلاق مومن ثابت است عرفاً ولغة و ثانیهم فانه مومن اجماعاً مع ان الایمان غیر حاصل له فی الحال فیصح الاطلاق باعتبار الماضی فی المسلم و شرح مولانا عبد العلی و یعارض بامتناع اطلاق کافر علی رجل مومن لکفر تقدم والا لم یمتنع ذلک لزم ان یکون اکابر الصحابة رضوان الله تعالی علیهم الذین هم اکابر المؤمنین بعد الانبیاء علیهم السلام کفاراً حقیقة العیاذ بالله وقد یقال فی الجواب عن المعارضة ان هذا الاطلاق الشنیع جائز لغة والمانع عنه شرعی فلا یجوز شرعاً حفظاً للادب المفروض

؛ و مقام عتاب و خطاب آنست که الفاظی که در حق انبیاء علیهم السلام در قرآن مجید بطور عتاب وارد است ما را نشاید که بخصوصه آن لفظ را از الفاظ سابق و لاحق جدا نموده بر زبان آریم و در آن بحث و گفتگو نمائیم مثلاً لفظ ضال که در ووجدک ضالاً فهدی واقع است بر آنحضرت صلی الله علیه وسلم اطلاق کنند و بگویند کان ضالاً معاذ الله یا کسی قرارت سوره عبس و تولی را که یک گونه عتاب است در آن از جانب حق بحبیب خود التزام کند در هر نماز علمای محققین از آن منع کرده اند قال السید فی شرح المواقف ولا یجترأ علی الانبیاء باطلاق اللسان انتهی علی الخصوص مقام سید انام علیه الصلوٰة والسلام که از همه نازک تر است در اینجا ایهام سوء ادب هم موجب تزلزل در ارکان ایمان است

مصرعه هشدار که ره بر دم تیغست قدم را ؛ و چون نباشد که قربتی که او را با خدای جل شانه است هیچکس را با وی در آن شرکتی نیست بشر را نه ملک را نهایت کمال بشریت تا اینجاست که فوق آن رتبه نیست مگر مرتبهٔ الوهیت ؎ هر رتبه که بود در امکان براوست ختم ؛ هر نعمتی که داشت خدا شد براو تمام ؎ ولنعم ما قیل ؎ یا صاحب الجمال ویا سید البشر من وجهک المنیر لقد نور القمر ؛ لا یمکن الثناء کما کان حقه ؛ بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر ؛ ونختم الکلام بالصلوٰة علی نبیه محمد خاتم النبیین وآله الطیبین الطاهرین اللهم صل وسلم علیه ابد الآبدین واحشرنا فی زمرة اتباعه الصالحین حرره العبد المعتصم بحبل الله المتین محمد صدر الدین شرح الله صدره بنور الیقین واعطاه کتابه بیمینه فی یوم الدین فقط فی اوائل

محرم ۱۳۱۲ هجری

بسم الله الرحمن الرحیم

چه میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین اندرین باب که زید میگوید مثل آنحضرت صلی الله علیه وسلم و همچنین نبی بعد آنحضرت

ممکن ست بسبب عقل معتقد و رحجاب بانبی عزّ اسمہ لیکن بنیے بعد آنحضرت دیگری نخواہد شد بموجب وعدہ صادقہ الٰہی
و ہر کہ اعتقاد بامکان وقوع مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم من غیر مانع سمعی یا اعتقاد وقوع آن دارد کافرست بلا شبہ و نیز
میگوید کہ ہر کہ مثل آنحضرت یا نبی دیگر را بعد آنحضرت صلعم معتقد در حقیقت گے داند کافرست و استدلال میکند بقول تورپشتی کہ در
معتمد میگوید نیز آنکس کہ گوید بعد از وی نبی بود یا ہست یا خواہد بود و آنکس نیز کہ گوید امکان دارد کہ باشد کافرست انتہے و نیز
استدلال میکند بقول ملا علی قاری کہ در شرح شفا میگوید و من المعلوم استحالہ وجود مثلہ بعدہ انتہے آیا این استدلال او صحیح ست
یا نہ و حکم شخص مذکور چیست آیا ضال یا مہتدی و نیز ادعا میکند کہ ہر کہ برائے خاتم النبیین معنی دیگر سوائے آخر النبیین تراشد
او ہم کافرست این قول ہم صحیح ست یا نہ بینوا توجروا **جواب** قول این قایل سراسر باطل ست و از قبیل کشف عاطل
و استدلال او بکلام تورپشتی دال بر کمال اجنبیت او از کلام علماء و مبنی بر جہالت و غباوت اوست و مختل ست بچند وجہ
اول آنکہ لفظ امکان و تجویز و جواز در کلام علمائے اعلام بچند معنی مستعمل شدہ منجملہ آن امکان شرعی و امکان عقلی و امکان
عرفی ست و قس علیہ التجویز والجواز و ہمچنین مقابل آن یعنی امتناع مستعمل بمعنی امتناع شرعی و امتناع عقلی و امتناع عرفی آمدہ
کما لا یخفی علی من تتبع کتب الاصول والکلام کالمسایرۃ و شرح العقاید والمسلم والمغتنم وغیرہا پس از کجا دانستہ شد کہ مراد از
امکان در کلام تورپشتی امکان عقلی ست محتمل ست کہ امکان شرعی باشد و ظاہر ہمین ست چہ در کلام علماء شریعت ہمین معنے
غالبا مراد میباشد چنانکہ بینندہ کتب فقہ مثل کنز و زیلعی و مستخلص و ہدایہ وغیرہا مخفی نیست بلکہ از کلام تورپشتی نیز ہمین امر
بہ ثبوت میرسد و اگر بسبب قلت علم کسی را مراجعت باین کتب میسر نشود باید کہ بہ تحفہ اثنا عشریہ و ما بہ مینذری کند **دوم**
آنکہ کلام تورپشتی دال بہ نقیض مطلوب است بیانش آنکہ تورپشتی اولا نوشتہ کہ احادیث بسیار از رسول صلعم درست شدہ
است کہ نبوۃ بآمدن او تمام شد و بعد از وی دیگر نبی نباشد الی آن قال و بحمد اللہ این مسئلہ در میان اسلامیان روشن
تر از آنست کہ آنرا بکشف و بیان حاجت افتد ما اینقدر از ترس آن بیان کردم کہ مبادا زندیقی جاہلی را در شبہے اندازد
و بسیار باشد کہ اظہار نیار ند کردن و بد ین طریق پا درنہند کہ خدا بر ہمہ چیز قادرست کس قدرت را منکر نیست اما چون خدا
از چیزے خبر دہد کہ چنین خواہد بود یا نخواہد بود چیز چنان باشد کہ خدا از آن خبر دہد و خدا خبر داد کہ بعد از وے
نبی دیگر نباشد انتہے بلفظہ و بعد از عبارات منقولہ مستدل و قد ہست پس اگر مراد تورپشتی نفی امکان عقلی میبود کلام او متناقض
میگردید زیرا کہ ممتنع عقلے شی نیست و نہ در تحت قدرت الٰہیہ داخل کما ہو مسلم عند المستدل ایضا و تورپشتی میگوید کس قدرت را
منکر نیست اگر نزد تورپشتے نبی بعد آنحضرت ممتنع عقلی میبود میگفت کہ وجود نبی بعد آنحضرت ممتنع عقلی ست و ممتنع عقلی
نہ شی است و نہ تحت قدرت داخل استدلال باخبار او تعالے کردن چہ حاجت بود و از آنچہ بیان کردم امرے دیگر ہم منکشف شد کہ
مستدل مذکور در بعض مسایل خود مینوایسد اما قولہ بامکان نبی بعدہ صلعم فقد صرح الامام ابو الفضل التورپشتی فی کتابہ
المسمی المعتمد فی المعتقد یکفر من قال بامکان نبی یکون بعدہ وفصل الایمان بخاتم النبیین وحقق معنے ختم

النبوة واطال البحث عنها وقال هذا بينة بين الانبياء هذا المقدار ذكرت لمخافة ان يتلازندي جاهلا وكثيرا ما تحدثه بان الله
وفيما اخبر عز وجل بان يكون او لا يكون انتهى تامل باید کرد که تورپشتی کجا گفته بل الکلام فی الشئ این مستدل برای اصلاح مطلب خود این لفظ را
از طرف خود تراشیده بعلامه مذکور نسبت کرده مقصود از آن محض تلبیس و تدلیس است بر مخالفین و در اشتباه افتند و گمان
برند که اگر مقصود تورپشتی امتناع عقلی مبنی بود کلام تورپشتی چرا میکرد والله الحمد علی فضح هذا المستدل سیوم آنکه استدلال تورپشتی
بر امتناع یعنی قول او اما چون خدا از چیزی خبر دهد که چنین خواهد بود یا نخواهد بود چیز چنان باشد که خدا از آن خبر دهد و خدا
خبر داد که بعد از وی دیگری نباشد انتهی مفید امتناع شرعی است نه امتناع عقلی زیرا که اخبار و علم او سبحانه تعالی
بچیزی موجب استحاله وقوع آن چیز نمیگردد چنانچه در مسلم و شرح عقاید وغیره مصرح است ازین بیان هویدا شد که مراد تورپشتی امکان است با وجود
صرف اوقات در مطالعه آن بدریافته است چهارم آنکه هنوز امتناع عقلی مثل آنحضرت صلی الله علیه وسلم بهیچ دلیل
عقلی یا نقلی که از معارضه و منع خالی باشد باثبات نرسیده و تورپشتی هم بران دلیلی قایم نکرده بلکه خلاف آن دلایل
عقلیه و نقلیه بر عکس دعوی این شخص موجود است و بعضی علما اعلام تغمدهم الله برحمته الغفران در رسایل خود مسرود ساخته اند
و جمهور از اهل اسلام بآن قایل چگونه صرف بنا بر قول تورپشتی حسب مزعوم مستدل که نه دلیلی بران قایم کرده و نه از علمای
سابقین نقل نموده بر تکفیر جمهور اهل اسلام سوای چند جهلا که مصداق انهم کالانعام بل هم اضل سبیلا و انهم الا یخرصون اند
مبادرت کرده شود و در اعتقادیات صرف به قول یک کس حکم بر کفر کردن دال بر کمال نا واقفیت این قایل است پنجم آنکه این قایل
بر مخالفین خود طعن میکند که ایشان بعض رسوم کفار بنا بر قول بعض علما مسلمین جاهلین را تکفیر میکنند و از بحر نقل
میکنند که تکفیر اهل بدعت در کلام بسیاری از علما مذکور است لیکن ایشان مجتهد نبودند و لا عبرة لغیر الفقهاء پس خدا داند
که تورپشتی را از کجا دانسته که ایشان مجتهد بودند و قاعده و لا عبرة لغیر الفقهاء را درینجا چرا فراموش کرد که بتکفیر علما مبادرت
نمودن ششم تورپشتی بموجب اعتقاد او کافر بود و قول کافر در دیانات غیر معتبر است بیانش آنکه تورپشتی قایل با امکان
مثل آنحضرت است چنانکه قول او کس قدرت را منکر نیست دال بر آنست کما مر و هر که جایز دارد سوای خاتم النبیین معنی
دیگر میسر باشد کما سیجی انشاء الله پس هرگاه که کفر او بنا بر زعم مستدل بپایه ثبوت رسید باز تمسک بقول وی یعنی چه اما آنچه
درین استدلال بکلام علی قاری کرده نیز مبنی است بر عدم فهم مرام چه ما سبق تحقیق کرده ایم که محال بچند معنی مستعمل میگردد
پس از کجا دانست که استحاله عقلی از لفظ استحاله که در کلام ملا علی قاری واقع است مراد است جایز است که استحاله شرعا
مراد باشد و اگر برین امر مجادلی قناعت کند پس میگوییم که خود ملا علی قاری در شرح حصن حصین تحت قول ماتن وان لا
یعتدی فی الدعاء بان یدعو بمستحیل منولیه آیسی شرعا او عادة مثل طلب النبوة بعد ختم النبوة او عدم وجود الآدمیین
انتهی پس هر منصف را از آنچه ذکر کرده ایم شکی باقی نخواهد ماند و ازین عبارت هم لفظ مستحیل بجانب معادی شرعی
معلوم گردید و تکفیر ملا علی قاری حسب مزعوم این قایل ضرورت است زیرا که ملا علی قاری نبوت را بعد خاتم النبیین شرعا محال

میدانند عقلاً پس بودن نبی بعد آنحضرت صلی الله علیه وسلم بنا بر قول ملا علی هیچ شبهه باقی نماند و نیز درینجا باید دانست
که بعضے علما متفلسفین بر استحاله مثل آنحضرت صلی الله علیه وسلم دلیل آورده اند باید که آنرا ذکر کنیم و حال آنرا علی سبیل الاجمال
منکشف گردانیم و آن دلیل اینست که در حدیث شریف آمده که آنحضرت صلعم فرموده انا اول من تنشق عنه الارض و اول من
یحرک حلق الجنة پس اگر مثل آنحضرت ممکن باشد از دو حال خالی نیست یا آنکه مصداق اول من تنشق عنه الارض و اول
من یحرک حلق الجنة خواهد بود یا نه بر تقدیر ثانی مثل آنحضرت نشد و بر تقدیر اول تعدد اول لازم خواهد آمد و ظاهر است
که لفظ اول مضاف است بجانب من که از الفاظ عموم است پس اولیت باز جمیع اعدای خود بالقصر و در مرادست و الاول
لا یتعدد در کتب اصولیه موجود انتهی محصله تحریراً اقول بحول الله و قوته که این کلام ضلالت انجام اگر تمام شود لازم می آید عدم دخول
امثال بسیاری از صلحا و انبیا تحت قدرت حضرت رب قدیر مثل حضرت ابراهیم علیه السلام و حضرت ابوبکر صدیق رض
پس تخصیص مثل آنحضرت فایده ندارد و اگر نیک تامل کرده شود از امثال اشقیا هم بعض افراد بحسب این دلیل تحت قدرت
حق سبحانه تعالی داخل نباشد مثل یزید که مصداق اول من یبدل سنتی است کما فی الصواعق یا ابلیس بالاتفاق
مصداق اول من قاس است پس اگر شخصے العیاذ بالله مثل این متفلسف بگوید که مثل یزید تحت قدرت حقتعالی داخل نیست
زیرا که از دو حال خالی نیست یا آنکه مثل یزید مصداق اول من یبدل سنتی است یا نه بر تقدیر ثانی مثل یزید نیست و بر تقدیر اول
تعدد اول لازم خواهد ماند چرا که لفظ اول اسم تفضیل است مضاف بجانب من که از الفاظ عموم است و الاول لا یتعدد در کتب
اصولیه موجود خدا داند که این متفلسف کدام شق را اختیار خواهد نمود بالجمله مقصود درینجا صرف همین است که این دلیل اگر بجمیع
مقدمات صادق باشد امتناع ذاتی مثل بعض اشرار هم لازم خواهد آمد و لا یقول به مسلم و حل شبهه اینست که لفظ اول افعل
التفضیل است و اسم تفضیل وقتیکه مضاف میباشد برای آن دو اعتبار است احدهما و هو الاکثر ان یقصد الزیادة علی من
اضیف الیه و یجوز فی هذه الصورة الافراد و المطابقة کذا فی الکافیه فیجوز زید اول الناس و الزیدان اول الناس و چون درینجا
لفظ اول مضاف است پس تعدد در آن مضایقه ندارد پس اگر حق سبحانه تعالی خواهد دو شخص را در صفت شریک کند
هیچ محذور لازم نیاید و اگر کلام بلغا را درین باب تتبع کرده شود نظائر آن بسیار بر آید قال الله تعالی فی سورة طه اما ان
تلقی و اما ان نکون اول من القی و قال الله فی سورة الشعراء انا نطمع ان یغفر لنا ربنا خطایانا ان کنا اول المؤمنین و فی صحیح البخاری
اول من قدم علینا مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم اخرج ابن سعد عن علی قال اخبرنی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اول من یدخل الجنة
انا و فاطمة و الحسن و الحسین کذا فی الدر ... علی ما نقل عنه ... و الخطیب عن جابر عن النبی صلعم اول من یدخل الجنة الانبیاء ثم [illegible]
عمارست گفته که اول درینجا مضاف بجانب من که از الفاظ عموم است پس اگر شخصے دیگر در صفت شریک باشد تعدد اول
لازم خواهد آمد. و آن باطل محض و خیال خام است و آنچه بعض مدعیان منطق در بعض رسایل آورده اند که [illegible]
خاتم النبیین فسوا وجدا له نظیر لکان هو ایضا خاتم النبوة و کما وجد نظیره خاتم النبوة لکان قوله تعالی [illegible]

وخاتم النبیین کذباً فنعم هذا الشکل لو وجد الله نعم نظیره لکان فولدتم فی حق نبینا ولکن رسول الله وخاتم
النبیین کذباً دمن ۲ لبیان عند زمرة العقلاء ان الکذب من نقص المحالات انتہی دلالت برکمال سوء فہمی ایشان میکند اولا بقول بعد
الاجاہل بالکتب الکلامیہ بیانش آنکہ کلام ورایجاد بالفعل نیست بلکہ ورامکان است واستقاییل خود دعوی امتناع
ذاتی میکند ودلیلے کہ برآن آوردہ از بد عالیش بیگانہ نیست زیراکہ نزاع در امکان ذاتی وامتناع ذاتی مثل او کو دراست
نہ در وقوع آن بالفعل کہ نزد ما ہم موجب کذب قول او سبحانہ ست العیاذ باللہ وظاہرست کہ از امکان مثل او کو در
کذب او سبحانہ لازم نمی آید کما لایخفی علی من لہ ادنی بصیرة علاوہ برین آنکہ اگر این شخص شرح عقاید نسفی را ہم
میدید این بندہ دہن وہان خود برائی کشاد این قدر ہم بحاشیہ خیالش نرسیدہ کہ چیزیکہ اخبار الہی یا ارادہ الہی
بعدم وقوع آن متعلق میگردد محال بالذات نمی باشد قال فی شرح العقاید وتقریرہ انہ لو کان جائزا لما لزم من فرض وقوعہ
محال ضرورة ان استحالة اللازم یوجب استحالة الملزوم تحقیقا لمعنے اللزوم لکنہ لو وقع لزم کذب کلام اللہ تعالی وہو محال
وہذہ نکتة فی بیان استحالة ما یتعلق علم اللہ او ارادتہ او اخبارہ بعدم وقوعہ وحلہا انا لا نسلم ان کل ما یکون
ممکنا فی نفسہ لا یلزم من فرض وقوعہ محال وانما یجب ذلک لو لم یعرض لہ الامتناع بالغیر الا تری ان اللہ تعالی
لما اوجد العالم بقدرتہ واختیارہ فعدمہ ممکن فی نفسہ الا انہ یلزم من فرض وقوعہ تخلف المعلول عن علتہ التامة
ہو محال والحاصل ان الممکن لا یلزم من فرض وقوعہ محال بالنظر الی ذاتہ واما بالنظر الی امر زائد علی نفسہ فلا نسلم انہ لا یستلزم المحال انتہی
وغیرہ خلاصة المرام آنکہ قول زید مردود ست وقائل این قول از زمرہ ضالین ست وآنچہ عمرو گفتہ ست حق وصواب است
وموافق مذہب اہل سنت وجماعت کما لا یخفی علی من لہ ادنی مراجعة الی الکتب وقد صرح بہ العارف المنہوری فی مکاتیبہ ولم ینکر علیہ احد
فصار اجماعا سکوتیا واما قول او بہ اینکہ برائے خاتم النبیین معنی دیگر تراشند کافرست نیز مبنی بر جہالت او ست علامہ نوربشتی
در معتمد مینویسد کہ مراد از خاتم النبیین اینست یعنے نبوة را مہر کرد ونبوة بآمدن او تمام شد ویا بمعنے آنکہ خدا تعالی
پیغمبران را بوی ختم کرد وختم خدا حکم ست بدانچہ از آن نخواہد گردیدن چنانچہ ختم اللہ علی قلوبہم گفت برد لہای
کافران مہر نہاد یعنے حکم کرد کہ ایشان ہرگز ایمان نیارند وختم را بدان معنے گویند کہ بآخر رسید گویند قرآن را
ختم کردم یعنے بآخر قرآن رسیدم وتا از آن سورتے ویا آیتے باقی باشد نتوان گفت کہ ختم کردم اگر بدین وجہ
گویند کہ آخر انبیاء اوست توان گفت اما معنے بر اصل لغت مستقیم آنست کہ پیش ازین گفتیم انتہی وعمدة المفسرین
والعلماء مولانا مولوی عبد القادر صاحب در موضح القرآن در ترجمہ آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین مینویسد
لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر ہے سب نبیون پر انتہی در تفسیر احمدی مینویسد والمقصود انہ یفہم من الآیة
ختم النبوة علی نبینا علیہ الصلوٰة والسلام لان الخاتم بفتح التاء عند عاصم وبکسر التاء عند غیرہ وعلی الاول ہو من الختام الذی یختم بہ
وانما یطلق ہہنا علی النبی لانہ یختم بہ ابواب النبوة ویغلق الی یوم القیمة وعلی الثانی یکون منہ ابدا اے یختم النبیین

ویقول الحکم وتقویہ قرأ ابن مسعود ولکن نبیا ختم النبیین ...

الاول رای صاحب الکشاف والاخر رای الامام الرازی والمال علی کل توجیہ ہو معنی الاخیر والذلک فی ہامش المدارک قراۃ عاصم الا
انتہے پس اختلاف مفسرین از ین حکایات ہم بظہور رسید و نزد اہل تفسیر ہر دو تفسیر صحیح است پس کوزیبا بمعنی مرتب کردن بحجر جاہل چہ گفتہ آید در حق
نوشتہ ولیکن او فرستادہ خدا ست و خاتم النبیین یعنی مہر پیغمبران یعنی بدو مہر کردہ شد دہبوۃ و پیغمبران را بدو ختم کردند و خاتم بمعنی آخر نیز ہست یعنے او آ
انبیا ہست و ظہور ہیچ آنکہ اول بود بظہور پیوست انتہے و نیز درین تفسیر می باید کہ در عنوان الا جو بہ گفتہ کہ صحت ہر کتاب مہر او ست حق تعالی پیغمبر را
مہر گفت تا بدانند کہ تصحیح دعوی محبت جز بمتابعت حضرت رسالتپناہی نتوان کرد و بہتی مولوی رفیع الدین صاحب در ترجمہ آیۂ کریمۂ ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین مینویسد اور ختم کرنیوالا انبیو نکا انتہے وہکذا یستفاد من معالم التنزیل انتہے

خاتمة الطبع

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے اما بعد کمترین انام محمد معظم ابن احمد علی خدمت مین جملہ برادران دینی کے عرض کرتا ہے
کہ اللہ سبحانہ جلشانہ نے بموجب آیہ کریمہ ان اللہ بالغ امرہ کے کوئی بات ایسی نہین چہوڑی کہ جسمین کسی کو کوئی حجت باقی رہ
تہمام حجت اپنے بندون پر بخوبی کر کے جناب رسالت مآب سید المرسلین کو خاتم النبیین کیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صلعم نے
کوئی دقیقہ احکام دین کا باقی نچہوڑا کہ جس سے عذر وحیلہ لاعلمی کا درپیش ہوا اور اسیطرح جملہ بزرگان دین نے حتی الوسع نہایت صاف اور
واضح کر کے اس سنت نبوی کو کوشش ہاے بلیغ سے اشاعت و اعلان کیا یہانتک کہ آخیر زمانہ مین ارحم الراحمین نے محض اپنے فضل و کرم
ایک خاندان باصفا حضرت شاہ ولی اللہ رحمت اللہ علیہ کا ایسا پیدا کیا کہ جسنے تمام ہندوستان کی کدورت جہل و شرک و بدعت کو نابود کر دیا اور
اتباع سنت کا بازار گرم کیا ہر ایک فرد بشر اس خاندان عالیشان کا ممنون احسان ہے چنانچہ اس ایام فرخندہ انجام مین جناب
فیضمآب جامع کمالات صوری و معنوی سالک مسالک ظاہری و باطنی حامی فروع و اصول قاطع شرک و بدعت قامع کفر و ضلال حامی سنت بیضا ہمنام
ذبیح اللہ یعنی مولانا بالفضل اولاہ ید نا مولوی اسمعیل شہید نے فی سبیل اللہ طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ فی تائید سنت مین کتاب مستطاب ایضاح الحق الصریح فی
احکام المیت والضریح تالیف فرمائی چونکہ یہہ کتاب نہایت دقیق تہی بجز اہل علم کے دوسرونکی فہم اس سے قاصر تہی لہذا چاہئے تہا کہ اسکا ترجمہ ہوکر عام
ہو جاوے سو بتوجہ مولوی عبد الکریم صاحب دام فیضہ کی اسکا ترجمہ ہوا تاکہ کسیقدر آسان ہو جاوے چنانچہ بعنایت ایزدی یہہ کتاب مستطاب مع رسالہ ذکر و ذکر حج کے
تمام ہوئی جیسا کہ اس خاندان موصوف کو تالیف کتب رد شرک و بدعت کی توجہ تہی ایسے ہی فی زماننا حضور پرنور رئیسہ بہوپال ادام اللہ اقبالہا
اور جناب مستطاب معلی القاب امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسنخان صاحب بہادر دام اقبالہم کو اس قسم کی تصنیفات کے اشاعت کا
نہایت شوق ہے اور انہین کے تائید و توجہ سے صحاح ستہ کا بہی ترجمہ ہوکر مطبوع ہو رہا ہے اور علی ہذا القیاس اس قسم کی صدہا کتابین حضرت
موصوف کے فیض برکت سے چہپتے ہین اور خصوصاً حضرت دردمند اہل اسلام عاشق صادق سنت خیر الانام عالیجناب نایب ریاست
بہوپال بارک اللہ فی عمرہ نے تالیفات کو اس خاندان کے جہانتک ممکن ہوا نہایت اشاعت کیا چنانچہ یہہ بہی ان ہی محتشم الیہ کے
فیض کا نتیجہ ہے ۔ امید کہ جن حضرات کی نظر سے یہ کتاب گذرے دعاے خیر سے ہم سبکو یاد فرماوین جزاہم اللہ خیر الجزا ۔ وما علینا الا البلاغ

مطبع فاروقی دہلی سنہ ۱۲۹۰ ہجری مین میر محمد معظم کے اہتمام سے طبع ہوئی